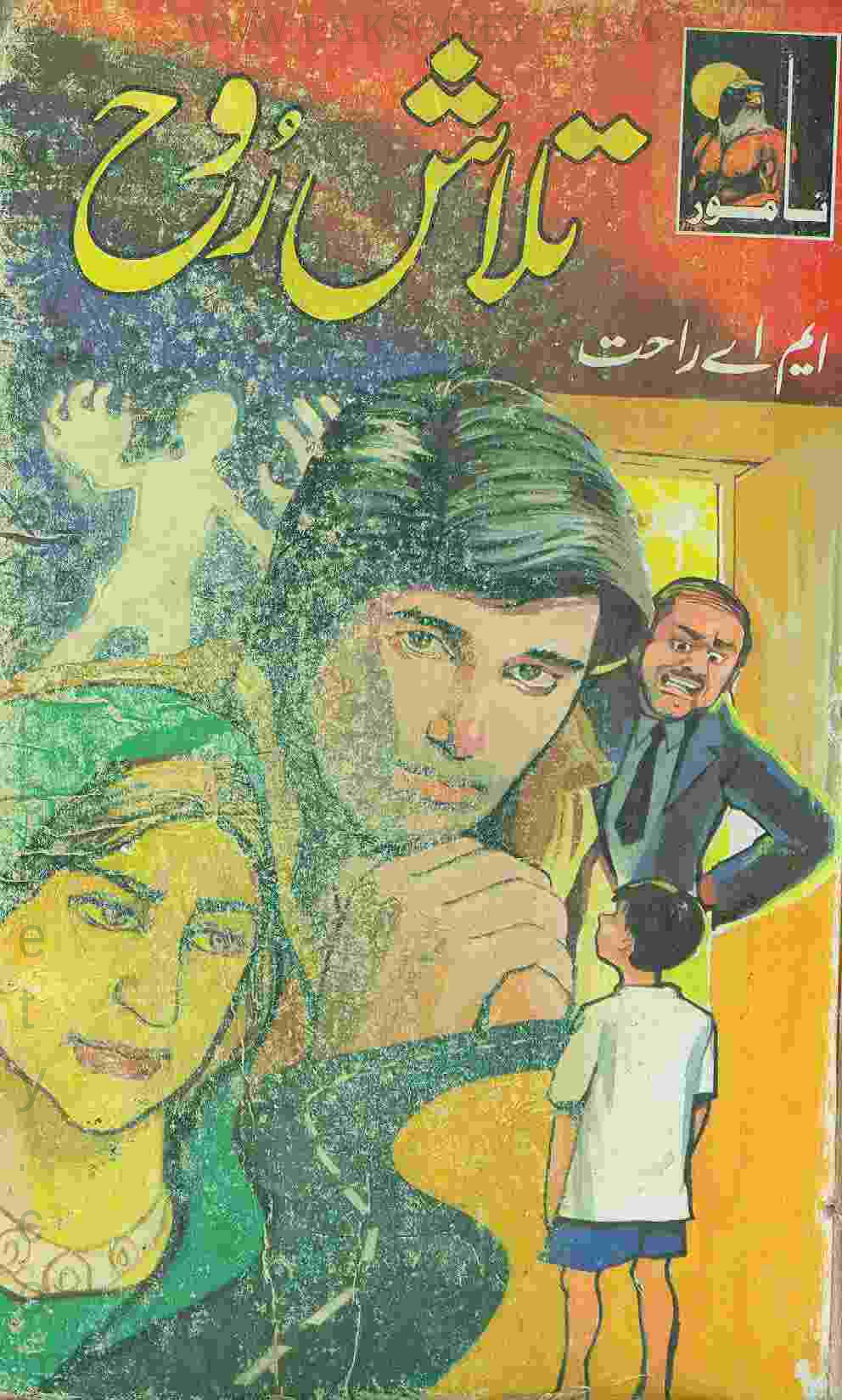

WWW.PAKSOCIETY.COM
تلاشِ روح
ایم اے راحت

WWW.PAKSOCIETY.COM



www.paksociety.com

# تلاش روح

ندیم

ایم اے راحت

مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بہت دیر تک سوچ بچار کے بعد آخر کار میں رخسار سے مخاطب ہوا۔
رخسار میرا خیال ہے کہ کسی وقت خاموشی سے یہاں سے نکل چلتے ہیں اگر ان لوگوں کو بتا کر یہاں سے نکلے تو یہ بڑا شور مچائیں گے۔ رہنے دو انھیں یہاں ہمارا کیا ہے باقی پیسے وغیرہ تو ہیں میرے پاس اور رخسار تم یقین کرو پیسوں کا مسئلہ ہے بھی نہیں۔ میں بڑی آسانی سے دولت کے وہ انبار پھر اپنے قدموں میں ڈھیر کر سکتا ہوں جو میرے پاس تھے بلکہ ہیں لیکن کیا فائدہ؟ بات تو وہی ہو جائے گی اور پھر ہمیں روپوش رہنا ہے۔ ان لوگوں کی نگاہوں سے دور رہنا ہے جو بلاوجہ میرے دشمن بن گئے ہیں جبکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔"

"کب چل رہے ہو؟"

"میرا خیال ہے جلد از جلد یہ شہر چھوڑ دینا مناسب ہوگا۔ رخسار یہاں سے اس لیے نکل جانا چاہتا ہوں کہ زندگی میں ایک تبدیلی آجائے اور میرا ذہن بٹ جائے۔ کہیں انتقام پر آمادہ ہوگیا تو نہ جانے کس کس کے لیے مشکل بن جاؤں گا۔ بس اس سے بچنا چاہتا ہوں۔"

"تو چلو فیصل چلتے ہیں۔" ہم نے ایک مناسب وقت کا انتخاب کیا۔ رخسار نے چند

www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



جوڑے کپڑے ساتھ لیے جو میرے اور اس کے تھے۔ میں نے خاص طور سے رخسار کے لیے ایک برقعے کا بندوبست کیا۔ میں خود تو میک اپ میں تھا بس لباس ذرا اس قسم کے حاصل کیے کہ میری اصل حیثیت ان میں چھپ جائے اور پھر اس رات جب تمام لوگ سکون کی گہری نیند سو رہے تھے میں اور رخسار چوروں کی طرح باہر نکل آئے۔ وقت بہت زیادہ نہیں ہوا تھا۔ ہمیں یہ خدشہ تھا کہ ہمیں ٹرین وغیرہ ملنے میں کہیں دیر نہ لگ جائے لیکن اللہ کا نام لے کر ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔ ٹکٹ بھی قلی کے ذریعے مل گیا تھا۔ ایک درمیانہ درجے کے ڈبے میں سوار ہو کر ہم ایک نامعلوم منزل کی جانب چل پڑے۔ بس سفر جاری تھا۔ رخسار برقعے میں ایک سمت سمٹی ہوئی بیٹھی تھی اور میں اس کے برابر ایک بے وقوف شوہر کے طور پر بیٹھ گیا تھا۔ زندگی میں اگر کبھی حالات کا اندازہ لگانا ہو تو ایسی عام جگہوں سے لگایا جائے جہاں عام لوگ ہوتے ہیں۔

"اپنی پسند کے لوگوں میں بیٹھنا تو بہت ہی آسان ہوتا ہے۔ ہم لوگ ان لوگوں سے دلچسپی لیتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ طویل سفر کا ارادہ تھا کہ اتنے فاصلے پر نکل جائیں کہ کوئی شناسا قریب نہ پہنچنے پائے۔ ساری رات اور آدھا دن یہ سفر جاری رہا۔ راستے کے سونے والے صبح کو جاگ گئے تھے۔ ریلوے اسٹیشنوں سے معمولی قسم کی چیزیں خرید کر کھانے میں جو لطف آیا تھا وہ زندگی کا انوکھا ہی مزہ دے رہا تھا۔ میری آنکھوں میں کائنات کی ہر سطح سمٹی ہوئی تھی۔ اتنا کچھ دیکھا تھا دنیا میں کہ عام لوگ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے اور اب یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا آخر کار ہم نے جس منزل کا تعین کیا تھا وہاں اتر گئے۔ ریلوے اسٹیشن کو دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ ایک پسماندہ شہر ہے حالانکہ اس شہر کے بارے میں یہ سنا گیا تھا کہ بڑی صنعتیں لگائی گئی ہیں۔ بڑے کام کیے گئے ہیں اور یہ کام ابھی تک جاری ہیں۔ ریلوے اسٹیشن سے باہر نکلے تو یہ سب کچھ نظر بھی آیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک سادگی ماحول میں ایک ایسی کیفیت جو اعلیٰ درجے کے شہروں میں نہیں ہوتی صاف نظر آرہی تھی۔ تاحد نگاہ ہریالی بکھری ہوئی تھی اور یہ قدرتی حسن بہت عجیب لگ رہا تھا۔ شرط یہ ہے کہ اسے دیکھنے اور سمجھنے والا کوئی ہو۔ دنیا کے بڑے بڑے ملکوں



میں جدید پیمانے پر صنعتیں بھی لگائی گئی ہیں۔ زراعت پر بھی بڑی بڑی ریسرچ ہوئی ہے لیکن اس ناہموار زراعت میں جو ایک حسن چھپا ہوا تھا وہ ایک اپنے طور پر اپنی ایک الگ حیثیت رکھتا تھا۔ ہمیں یہاں قدم جمانے کے لیے کوئی ٹھکانہ درکار تھا۔ لوگ محبت کرنے والے ایک دوسرے پر توجہ دینے والے' میں نے ایک شخص سے کہا۔"

"بابا جی ہم میاں بیوی یہاں اجنبی ہیں بس جی نوکری کی تلاش میں آئے ہیں۔ کوئی ایسی جگہ مل سکتی ہے جہاں ہمیں رہنے کا ٹھکانہ مل جائے۔" بابا جو ایک دبلا پتلا مفلوک الحال آدمی تھا فوراً ہی بولا۔

"لو جی کہیں اور جانے کی ضرورت کیا ہے۔ اگر اس شہر میں مہمان آئے ہو تو میرے مہمان رہو۔ میرا نام علم دین ہے۔ میری بھی بیٹی اور بچے ہیں۔ گھر والی ہے۔ تمہیں رہنے کی جگہ مل جائے گی۔"

"بہت بہت شکریہ علم دین بابا لیکن ہم ایسی کوئی جگہ چاہتے ہیں جہاں ہم دونوں میاں بیوی رہ سکیں۔ میں یہاں نوکری تلاش کروں گا اور میری بیوی ذرا حفاظت سے رہے۔ اس کے بعد ہم کوئی نہ کوئی بندوبست کرلیں گے۔"

"دیکھو بیٹا جب تم نے بابا علم دین سے رہنے کے لیے ٹھکانے کے بارے میں پوچھا ہے تو اس کی بات مان لو۔ اسے گناہ گار مت کرو۔ مہمان تو اللہ کا انعام ہوتے ہیں۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ بابا جی۔ کوئی ایسی سرائے یا ہوٹل یہاں ہے جو سستا ہو۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیں اس قابل نہیں سمجھتے۔ دیکھو ہم تمہاری خدمت کرسکتے ہیں بیٹا۔ ہمیں ذلیل نہ کرو۔"

"ارے نہیں بابا جی میں نے تو بس اتفاق سے آپ سے ایسا کوئی پتا پوچھ لیا تھا۔"

"جانتے ہو دین کیا کہتا ہے جس کی مدد جس حد تک بھی ہوسکے کرنی چاہیے۔ آجاؤ بچہ دیر نہ کرو آؤ میرے ساتھ آؤ۔" بڑی الجھن میں پڑ گئے تھے۔ بوڑھے کا خلوص ناقابل شکست تھا۔ جب وہ ہمیں ایک تانگے کی طرف لے کر چلا تو میں نے ایک ٹھنڈی سانس

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



لے کر رخسار سے کہا۔

"یہ میرا دیس ہے بتاؤ رخسار جو لوگ میرے لیے برائی کر چکے ہیں' انتقام لوں ان سے۔ جہاں ایسے ایسے لوگ موجود ہوں اس وطن کی مٹی کے تو ایک ایک انچ کو چوم لینا چاہیے۔" ہم تانگے میں بیٹھ گئے اور بابا علم دین نے جب چابک سنبھالا تو میں نے حیرت سے کہا۔

"یہ آپ کا تانگہ ہے بابا۔"

"ہاں بیٹا تانگہ چلاتا ہوں۔"

"اوہ۔" میں گہری سانس لے کر خاموش ہوگیا۔ تانگہ کچی پکی سڑکوں سے گزرتا ہوا آخرکار ایک پسماندہ سے علاقے میں پہنچ گیا۔ کچے مکانات بنے ہوئے تھے۔ انہی میں سے ایک مکان میں بابا علم دین رہتے تھے۔ مجھے تانگے سے اتار کر محبت کے ساتھ اندر لے گئے۔ بابا علم دین کی بیوی نے علم دین سے ہمارے بارے میں پوچھا تو علم دین نے ساری صورت حال بتا دی۔ دلوں کی کشادگی انہی گھروں میں پائی جاتی ہے۔ ہمیں عزت محبت کے ساتھ اندر لے جایا گیا اور پلنگ پر بٹھا دیا گیا۔ بابا علم دین کی بیوی صغرا نے رخسار سے کہا۔

"بیٹا برقعہ اتار دو گھر میں پردے والا کوئی نہیں ہے۔ میرا بیٹا باہر گیا ہوا ہے۔ بہو اپنے میکے گئی ہوئی ہے۔ گھر میں اس وقت صرف میں ہی ہوں آرام سے بیٹھو۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

"صفیہ۔" رخسار نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اور بیٹا تمہارا۔"

"او بیٹا تمہارا۔"

"میرا نام ارشاد ہے۔"

"ارے میرے بیٹے کا نام بھی تو ارشاد ہے۔ چلو اب دو دو ارشاد ہوگئے میرے گھر میں۔ آرام سے بیٹھو بیٹی۔" رخسار نے برقعہ اتار دیا۔ بوڑھی صغرا حیرت اور مسرت کی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔



"ہائے کتنی پیاری بچی ہے آرام سے بیٹھ جاؤ بیٹا۔ تمہیں یہاں تکلیف تو ہوگی لیکن ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے تمہارے آنے سے۔ میں کھانا پکانے جارہی ہوں۔ بس تھوڑی دیر میں کھانا تمہارے سامنے رکھ دوں گی۔ ارشاد کے ابا تم بھی کھانا کھا کے چلے جانا۔"

"نہ بھئی میں شام کو کھاؤں گا۔ اب تم ان بچوں کا خیال رکھنا صغرا کوئی تکلیف نہ ہونے پائے انھیں۔ بڑے دن کے بعد ہمارے گھر میں مہمان آئے ہیں۔" بابا علم دین تانگہ لے کر چلے گئے اور میں اور رخسار اس انوکھے ماحول کو دیکھنے لگے۔ جہاں بے لوث محبتوں کا بسیرا تھا۔ صغرا نے موٹی جھوٹی روٹی پکائی اور ہم لوگوں کے سامنے کھانا رکھ دیا پھر ہمیں ہمارے آرام کی جگہ بھی بتا دی گئی اور چھوٹے سے کچے کمرے میں پڑی ہوئی چارپائیوں پر لیٹ کر جو لطف آیا وہ ناقابل بیان تھا۔ رخسار بھی مسکرا رہی تھی کہنے لگے۔

"فیصل کیسے عجیب لوگ ہوتے ہیں۔ بڑے شہروں میں تو اتنی بے غرض زندگی کا تصور بھی ختم ہوگیا ہے۔"

"ہاں انسان تو ہر جگہ یکساں ہیں بس نہ جانے کیوں انھوں نے اپنے اندر اتنا فرق پیدا کرلیا ہے۔ خیر اب ہم یہاں تک تو آگئے ہیں رخسار لیکن آگے کے بارے میں سوچنا ہے۔ بابا علم دین کے پاس چند روز مہمان رہ سکیں گے اس کے بعد کوئی ٹھکانہ کرنا ہوگا۔"

"اب میں کیا بتاؤں پہلے یہ تجزیہ کرو فیصل کہ یہاں ہم اپنے لیے کیا مقام بنا سکتے ہیں۔"

"ہمیں کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں ہم دونوں آرام سے رہ سکیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ اس کے علاوہ میں یہ سوچ رہا ہوں رخسار کہ یہ میک اپ چہرے پر کب تک قائم رکھ سکوں گا۔ اصل چہرہ سامنے آنا ضروری ہے۔"

"کیوں۔" رخسار چونک کر بولی۔ اور میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"میں تمہیں اجنبی اجنبی نہیں لگتا؟"

"نہیں ابھی وقت کی ضرورت ہے۔"

"ہم اس چہرے پر تبدیلی پیدا کریں گے رخسار' نہ جانے کب تک ہمیں یہ وقت

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



گزارنا پڑے۔ میک اپ خراب ہو جائے گا تو دوبارہ میک اپ کرنا مشکل ہو گا۔"

"مگر بابا علم دین نے تو ہمیں' میرا مطلب ہے تمہیں اس شکل میں دیکھا ہے۔"

"بابا علم دین کے ساتھ ہم ساری زندگی تو نہیں رہ سکتے نا۔"

"ٹھیک ہے۔ چھوڑو اب آرام کرو۔ سوچیں گے کچھ اس بارے میں۔" بابا علم دین رات کو ساڑھے آٹھ بجے کے قریب واپس آئے تھے۔ ہمارے ساتھ کھانا کھایا کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر سو گئے۔ دوسرے دن صبح وہ پھر تانگہ لے کر چلے گئے تھے۔ اس وقت جب ہم جاگے بھی نہیں تھے۔ اس عمر میں یہ مشقت قابل داد تھی پھر میں بھی رخسار کو کچھ ہدایت دے کر گھر سے باہر نکل آیا۔ اچھا خاصا صنعتی شہر تھا لیکن بس بے قاعدہ آبادی کا شکار تھا۔ سہولتیں تھیں بھی اور نہیں بھی۔ صنعتیں بہت شاندار لگ رہی تھیں۔ لوگ مصروف کار بھی تھے لیکن ایک بے ترتیبی کے ساتھ بہرحال اسی بے ترتیبی میں اپنے لیے جگہ نکالنی تھی۔ معلومات کیں ایک دو پراپرٹی ڈیلر بھی نظر آئے اور پھر ہمیں ایک مکان کرائے پر مل گیا۔ چھوٹا سا مکان تھا۔ اوپری منزل پر دو کمرے تھے۔ ایک چھوٹا سا صحن تھا۔ غسل خانہ' باورچی خانہ بھی تھا۔ کرایہ بہت معمولی سا۔ نیچے ایک اور خاندان رہتا تھا گھر کے دروازے کے باہر سے راستہ اوپر جانے کے لیے تھا۔ ہم دونوں افراد کے لیے یہ جگہ موزوں ترین تھی۔ میں نے اسے پسند کر کے اپنے لیے حاصل کر لیا۔ دوسرے ہی دن ساری بات چیت طے ہو گئے اور پھر تیسرے دن ہم نے بابا علم دین سے اجازت چاہی تو وہ حیرانی سے بولے۔

"کیوں بیٹا دل بھر گیا؟"

"نہیں بابا جی آپ جیسے محبت کرنے والوں سے دل بھر سکتا ہے لیکن مہمان ایک دن دو دن یا تین دن کا بس اس سے زیادہ کسی کو خود بھی کسی کے سر پر مہمان نہیں رہنا چاہیے۔"

"کہاوت تو ہے بیٹا پر ٹھیک نہیں ہے۔ کم دلوں کی باتیں ہیں یہ تم یہاں سال بھر رہو ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔"



"آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے بابا جی۔ آپ نے ہمیں جس طرح محبت سے اپنے گھر میں رکھا ہے۔"

"احسان کہہ کر ساری محبت ختم مت کرو۔ کہاں جاؤ گے؟"

"وہ جی ایک مکان کرائے پر لے لیا ہے۔ آپ سے ملتے رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی ہے۔" بہرحال ہم اس گھر میں منتقل ہو گئے ہمیں ابھی نہیں معلوم تھا کہ نیچے کون رہتا ہے لیکن رات کو ہمارے لیے کھانا آ گیا۔ ایک جوان سی خوش مزاج اور بہت زیادہ ہنسنے والی عورت سیڑھیاں چڑھ کر آئی تھی۔ رخسار نے دروازہ کھولا تھا اور وہ ایک دم ہنس پڑی تھی۔ وہ کہنے لگی۔

"اسے کہتے ہیں مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ مگر چلو کہتے ہیں تو کہنے دو۔ ہمیں کیا اثر پڑتا ہے۔ میرا نام نور جہاں ہے میرا میاں مجھے نوری کہتا ہے۔" یہ کہہ کر وہ پھر قہقہے لگانے لگی۔ رخسار بھی ہنسنے لگی تھی پھر اس نے کہا۔

"تو آؤ نوری کہاں سے آئی ہو؟"

"لو اتنا نہیں معلوم کہ میں نیچے والے گھر میں رہتی ہوں۔ میرے میاں کا نام ریاض ہے۔"

"اوہو اچھا تم ہماری پڑوسن ہو۔"

"نا جی پڑوسی کہاں میں تو تمہاری نیچے والی ہوں۔" اس نے معصوم لہجے میں کہا اور رخسار ہنس پڑی۔

"تو نیچے والی اندر تو آؤ باہر کیوں کھڑی ہو؟"

"نا جی نا۔ یہ روٹی لے لو بس میں جاتی ہوں پھر اطمینان سے آؤں گی۔ اس وقت تو ریاض بھی گھر میں ہے۔"

"روٹی۔"

"تو اور کیا ابھی تم نے چولہا تھوڑی جلایا ہو گا۔ ریاض نے دن میں ہی مجھ سے کہہ دیا تھا کہ نئے آنے والوں کو کھانا پہنچاؤں۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اوہ۔" رخسار نے آہستہ سے کہا پھر کھانا لیتے ہوئے بولی۔

"نوری تمہارا بہت بہت شکریہ۔ ریاض بھائی کو بھی میری طرف سے شکریہ ادا کر دینا۔" وہ پھر ہنس پڑی اور مسکراتی ہوئی نیچے چلی گئی۔ رخسار کھانے کے برتن لیے ہوئے اندر آ گئی تھی۔ وہی سیدھی سادی روٹیاں اور ساگ کی ترکاری مگر اس میں جو خلوص مہک رہا تھا وہ ناقابل شکست تھا۔ بہرحال ہم نے زبردستی کی دعوت قبول کر لی۔ کھانا وغیرہ کھایا پھر بہت سی باتیں کرتے رہے۔ رخسار نجانے کیوں آج بے حد خوش نظر آ رہی تھی۔ مجھ سے کہنے لگی۔

"اس زندگی کا ایک الگ ہی لطف ہے۔ بڑے بڑے لوگوں سے سابقہ پڑتا رہا ہر ایک کا اپنا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے لیکن یہ نوری ریاض صغریٰ کیسے انوکھے لوگ ہیں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

پھر رخسار تو سو گئی لیکن میرے ذہن میں آندھیاں چلتی رہیں۔ دل میں انتقام کے جذبے ابھر رہے تھے۔ نجانے کیا کیا سوچیں دماغ کو پھونک رہی تھیں لیکن بات وہیں جاتی ہے۔ قدم اٹھایا جائے تو پھر اسے پیچھے ہٹانا تو ممکن نہیں ہو گا اور اب مسئلہ بالکل الگ گیا ہے۔ نجانے کب تک میں اپنے ذہن میں بے شمار فیصلے کرتا رہا۔ آخر بات یہ سوچی تھی کہ چھ ماہ کم از کم چھ ماہ خود کو دیے جائیں ان چھ ماہ میں یہ کوششیں کی جائیں کہ میں بھی ماضی کے بہت سے اوراق بند کر دوں اور دنیا والے مجھے بھول جائیں پھر اس کے بعد منظر عام پر آؤں گا۔ اس دوران سوچنے کے بہت سے مواقع ملیں گے بہت سے فیصلے کرنے کا وقت ملے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی جب زندگی بدلنے کی ٹھہری ہے تو اسے مکمل طور پر ہی بدلنا ہو گا۔ وقت گزارنے کے لیے وہی مخصوص طریقہ کار اختیار کرنا ہو گا جو دنیا والوں کا ہے ان سے الگ تھلگ رہ کر تو ایک صحیح مقام بنانا مشکل کام ہو گا۔ کوئی ملازمت کوئی نوکری لیکن اس طرح نہیں حلیہ بدلنا ہو گا اور دوسرے دن سب سے پہلے میں نے اپنا یہ میک اپ اتار دیا اور اپنی اصلی شکل میں آ گیا۔ شیو بری طرح بڑھی تھی۔ رخسار نے کہا۔ "بازار سے شیو کا سامان لے آئیے۔"



"نہیں رخسار۔ میں اپنا چہرہ مصنوعی میک اپ کے بغیر تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیسے؟"

"داڑھی رکھوں گا گھنی مونچھیں رکھوں گا۔" جب تک کہ یہ چہرہ تبدیل نہ ہو جائے۔

"کیا حرج ہے؟" رخسار نے کہا اور اس کے بعد ہم دونوں خاموش ہو گئے۔ پھر میں اور رخسار بازار بھی گئے۔ رخسار کے لیے برقعہ اوڑھنا یوں ضروری نہیں تھا کہ وہاں زیادہ جان پہچان نہیں تھی۔ زیادہ سے زیادہ اپنے شہر میں اسے شناخت کیا جا سکتا تھا۔ میں بھی بس احتیاط ہی رکھنا چاہتا تھا ورنہ جانتا تھا کہ یہاں اس سیدھے سادے شہر میں کون میری تلاش میں پھر رہا ہو گا۔ ہم نے بازار سے لمبی خریداری کی وہی روز مرہ کی اشیاء وہی تمام چیزیں اور اس کے بعد ہم گھر آ گئے۔ نوری اور اس کا شوہر بہت اچھے لوگ تھے۔ ریاض سے تو ملاقات نہیں ہوئی تھی لیکن نوری ایک الہڑ اور معصوم سی لڑکی تھی۔ ہمارے گھر آ جاتی مجھے بھائی جی کہہ کر مخاطب کرتی۔ رخسار کی بہت اچھی دوست بن گئی۔ اس نے رخسار کو اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور پھر نجانے کہاں کہاں کی کہانیاں سناتی رہی۔ وقت گزرتا رہا رخسار بھی اس ماحول میں ضم ہو گئی تھی۔ وہ درحقیقت ان تمام چیزوں سے بہت خوش تھی اور بار بار ان کی تعریفیں کرتی تھی۔ میں بھی اس لیے مطمئن تھا کہ کم از کم رخسار ایڈجسٹ ہو گئی ہے اور اسے کسی بات کا غم نہیں ہے پھر کافی دن اسی طرح گزر گئے۔ میری داڑھی اچھی خاصی بڑھ آئی تھی۔ مونچھیں بھی خوب گھنی ہو گئی تھیں۔ رخسار انہیں دیکھ دیکھ کر خوب ہنستی تھی اور کہتی تھی کہ میں اس شکل میں بھی اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتا۔ میرا انداز ہی الگ ہے۔

"لیکن میں اپنے آپ کو چھپانا چاہتا ہوں رخسار۔"

"بالوں کا اسٹائل بدل دو۔"

"کیسے؟"

"میں بدلتی ہوں۔" رخسار نے میرے بال سیدھے کر دیے اور میں نے آئینے میں

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



اپنے آپ کو دیکھا تو واقعی کافی مختلف نظر آنے لگا۔ میں نے تعریفی انداز میں رخسار سے کہا کہ وہ تو ایک اچھی میک اپ آرٹسٹ ہے۔

پھر ایک دن ریاض سے ملاقات ہوگئی۔ نوری نے ہی کہا تھا۔

"بھائی جی آپ تو گھر سے نکلتے ہی نہیں ہو۔ کیا بہت سا مال دولت ہے آپ کے پاس؟"

"کیوں نوری مال و دولت کی بات کیوں کی تم نے؟"

"نہ کوئی نوکری نہ چاکری۔ گھر میں بس بیوی سے لگے بیٹھے رہتے ہو۔ نوکری نہیں کرو گے تو کھاؤ گے کیا؟"

"یہ تو نوری ٹھیک کہتی ہے۔"

"ریاض بھی کئی بار کہہ چکا ہے کہتا ہے کہ یہ پڑوسی تو بڑے ہی عجیب ہیں۔ کبھی ملے ہی نہیں۔"

"ارے ہاں میرا خود دل چاہتا ہے مگر ریاض بے چارہ اتنا مصروف رہتا ہے نوری کہ کبھی ہاتھ ہی نہیں لگتا۔"

"ہاں جی وہ تو ہے۔ اب دیکھو نا جی پیٹ بھرنے کے لیے آدمی کو جانوروں کی طرح کام کرنا ہی ہوتا ہے۔ وہ تو سچ مچ جانور بن کر ہی رہ گیا ہے۔" نوری پھر ہنسنے لگی۔ بہت ہنستی تھی یہ لڑکی لیکن سیدھی سادی معصوم۔ جنگل میں اگ آنے والے کسی درخت کی مانند۔ پھر ریاض سے میری ملاقات ہوئی۔ نوری سے مختلف نہیں تھا۔ اچھے تن و توش کا سیدھا سادہ آدمی' بڑی محبت سے مجھ سے ملا اور پھر بولا۔

"بھائی جی بس یوں سمجھ لو کہ ہم تو اکیلے ہی ہیں اس دنیا میں۔ ماں نہ باپ بس یہ نوری ہے اور ہم ہیں۔ کتنی بار آپ کو پوچھا نوری کہنے لگی کہ بھیا جی گھر میں ہی رہتے ہیں ہم نے کہا نکالو باہر بھیا جی کوئی کام دھندہ کیوں نہیں کرتے؟"

"یار ریاض بس اسی فکر میں ہوں کہ کہیں کوئی نوکری مل جائے۔"

"لو جی جب تک خود گھر سے باہر نہیں نکلو گے تو نوکری کیا گھوڑے پر بیٹھ کر



تمہارے پاس آئے گی۔" اس نے اپنی سادگی میں کہا۔

"ہاں یہ بات بھی ٹھیک ہے' نکلوں گا ریاض باہر نکلوں گا۔"

"ارے ہم سے کہو بہت بڑے آدمی کے پاس نوکر ہیں ہم' حاجی غفار کا نام تو سنا ہوگا۔"

"ہاں ہاں بڑا مشہور آدمی ہے۔"

"جی بڑا کام ہوتا ہے اس کا۔ ٹرک چلتے ہیں۔ کوئی بیس ٹرک ہیں۔ جگہ جگہ جاتے ہیں ہماری بڑی چلتی ہے جی وہاں بابو الیاس سے کہیں گے آپ کو نوکری دلا دے گا۔ جان ہے بدن میں؟"

"میرا خیال ہے' ہے تو سہی تم کیا کرتے ہو وہاں ریاض؟"

"لوڈر ہیں جی لوڈر۔ مال چڑھاتے ہیں کبھی کبھی مال کے ساتھ چلے بھی جاتے ہیں۔ ویسے بابو الیاس بڑا اچھا آدمی ہے۔ ہم نے یہ بتا دیا تھا کہ نوری گھر میں اکیلی رہتی ہے اس لیے وہ ہمیں کبھی لمبی ڈیوٹی پر نہیں بھیجتا مگر اب ہم دو چار لمبی ڈیوٹی پر بھی چلے گئے ہیں۔ جانتے ہو کیوں بھائی جی؟"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ آپ جو آگئے ہیں۔ نوری کہتی ہے کہ بھائی جی اور بہن جی بڑے اچھے لوگ ہیں۔ ہم نے کہا کہ چل نوری ایک فائدہ تو ہوگیا جب لمبی ڈیوٹی پر جاتے ہیں تو صاحب جی اوور ٹائم بڑا اچھا مل جاتا ہے۔ ہم تو بس اس کی وجہ سے نہیں جاتے تھے اب چلے جاتے ہیں تو اللہ کا فضل ہے۔ ویسے بھائی جی ایک بات بتاؤ۔"

"ہاں ریاض پوچھو۔"

"تم گاڑی چلانا جانتے ہو؟"

"ہاں جانتا ہوں۔"

"اچھی طرح؟"

"اچھی طرح چلا لیتا ہوں ریاض۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ٹرک چلا لو گے؟"

"چلا لوں گا۔"

"لائسنس ہے؟"

"لائسنس نہیں ہے۔"

"کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے حاجی صاحب کے ڈرائیوروں کے پاس لائسنس نہیں ہوا کرتے۔ کوئی پوچھتا نہیں ہے انھیں بھلا حاجی صاحب کے ڈرائیوروں کو کوئی پوچھے گا۔ تم اگر چاہو تو میں تمہیں ڈرائیور کی نوکری دلوادوں۔" میں نے رخسار کی جانب دیکھا اور رخسار نے دوسری طرف رخ کرلیا لیکن میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم مجھے ڈرائیور کی نوکری دلوا دو ریاض۔ میں خوشی سے کرلوں گا۔"

"کل ہی چلو جی ہمارے ساتھ وہ تو ایک دفعہ کہا بھی تھا الیاس بھائی نے ہم سے کہ کوئی بھروسے کا بندہ ہو تو لے آنا بس تم کل چلو۔"

دوسرے دن میں سچ مچ ڈرائیور بن کر ریاض کے ساتھ الیاس بھائی کے پاس پہنچ گیا۔ بڑی خوبصورت کوٹھی تھی جس کے سامنے کے حصے میں دفتر بنا دیا گیا تھا اور یہیں پر الیاس بھائی سے ملاقات ہوئی تھی گلے میں ایک بڑا سا تعویذ ڈال لیا تھا میں نے بالوں میں تیل لگا کر انھیں سیدھا کرلیا تھا۔ داڑھی بھی اچھی خاصی بڑھ گئی تھی۔ ریاض نے مجھے الیاس بھائی کے سامنے پیش کر دیا اور الیاس بھائی اوپر سے نیچے تک مجھے دیکھتے ہوئے بولے۔

"لوڈر کی نوکری کرو گے؟"

"نہیں الیاس بھائی جی، یہ ڈرائیور ہے۔"

"اچھا اچھا تو پھر ٹرائی دینا ہوگی ان کو۔"

"ٹرائی تو دے دیں گے الیاس بھائی لائسنس نہیں ہے۔"

"کیا نام ہے؟"

"ارشاد جی۔" میں نے جواب دیا۔



"لائسنس کیوں نہیں ہے تمہارے پاس؟"

"وہ جی بس بہت پرانی بات ہے جب گاڑی چلایا کرتا تھا بعد میں بس وغیرہ بھی چلاتا رہا۔ پولیس والوں نے چالان کرکے لائسنس رکھ لیا تھا پھر کبھی واپس نہیں کیا۔ میں بھی دوسرا کام کرنے لگا تھا۔ اس لیے ضرورت نہیں پڑی۔"

"کوئی ایکسیڈنٹ وغیرہ تو نہیں کیا؟"

"نہیں جی آپ جس طرح چاہو تصدیق کرالو۔"

"بس صحیح گاڑی چلاؤ کام بن جائے گا۔ ٹرک چلانا پڑے گا۔ لمبا پھیرا نہیں ہوتا۔ صبح جانا شام کو آجانا۔ بس یہ کام ہوتا ہے اپنا۔ کبھی کبھی رات لگانا پڑتی ہے۔ کہاں رہتے ہو؟"

"وہ الیاس بھائی میرے ساتھ ہی رہتا ہے۔"

"اچھا اچھا تب تو ٹھیک ہے۔ ریاض بڑے بھروسے کا بندہ ہے بس اس پر ہمیں اعتماد ہے تمہیں روزانہ اجرت ملا کرے گی۔ تین مہینے کے بعد پکے ہو جاؤ گے تو پھر تنخواہ مل جایا کرے گی۔ کیا خیال ہے کرو گے؟"

"جی الیاس بھائی۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر ٹھہرو میں ممنون کو بلاتا ہوں وہ تمہاری ٹرائی لے لے گا۔" ممنون بھی ایک مست مولی قسم کا آدمی تھا۔ اس نے مجھ سے پہلے جیپ چلوائی پھر ٹرک چلوایا۔ اچھا خاصا امتحان لے ڈالا تھا میرا۔ میرے لیے یہ سب کچھ مشکل نہیں تھا۔ ممنون نے کہا۔

"او یار تو تو خاصہ پکا معلوم ہوتا ہے۔ او بھئی چلے گا چلے گا۔" یہ بات اس نے الیاس بھائی سے بھی کہہ دی اور الیاس بھائی نے اپنے رجسٹر میں میرا نام ارشاد خان درج کرلیا اور میری نوکری چالو ہوگئی۔ اس دن تو واپس کر دیا گیا تھا۔ دوسرے دن صبح سات بجے بلایا گیا تھا۔ رخسار نجانے کیوں مضمحل سی تھی۔ میں نے اس سے سوال کیا تو کہنے لگی۔

"ٹرک چلاؤ گے فیصل؟"

"ہاں کیوں؟"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"سوچ لو۔"

"کیا کہنا چاہتی ہو تم رخسار؟"

"جو کہنا چاہتی ہوں تم جانتے ہو۔"

"کیا کر رہی تھیں ابھی تھوڑی دیر پہلے تم؟"

"میں؟"

"ہاں تم سے ہی پوچھ رہا ہوں۔"

"کچھ نہیں کر رہی تھی بس گھر صاف ستھرا کیا۔ کھانا وغیرہ پکایا۔ روٹیاں وغیرہ پکائیں اور بس نوری سے باتیں کرتی رہی۔"

"تم نے یہ سب کچھ پہلے کیا ہے رخسار؟"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ زندگی کے اس نئے دور میں داخل ہوئے ہیں ہم۔ لطف نہیں آرہا ان تمام باتوں کا' آزردہ ہو رہی ہو میرے ٹرک چلانے پر۔ میں اب بھی تم سے یہ بات کہتا ہوں رخسار کہ تھوڑی سی کاوش سے میں یہاں ایک شاندار کوٹھی خرید کر زمیندار بن سکتا ہوں۔ میرے لیے یقین کرو یہ کام مشکل نہیں ہے میں ان سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر بادشاہ بن کر رہ سکتا ہوں یہاں یہ نہ سمجھنا کہ میں تھک گیا ہوں۔ خوف زدہ ہوگیا ہوں یا ان لوگوں سے ہار مان لی ہے۔ رخسار میں نے بہت کچھ کیا ہے اس دنیا میں' یہاں اس شہر میں یا اس شہر میں جہاں سے میں چھپتا چھپاتا یہاں آیا ہوں۔ اپنی ایک حیثیت اپنا ایک مقام پھر سے بنا سکتا ہوں بالکل اسی طرح جس طرح فیصل نے خود کو دانش منصور بنالیا تھا۔ وہ تو ایک ناکارہ اور کچے ذہن کے مالک فیصل کا کام تھا لیکن اب میرا ذہن بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہے رخسار میں تو بس زندگی کے اس دلچسپ دور کو دلچسپی کی ان نگاہوں سے دیکھ رہا ہوں جو ذرا تبدیل ہیں اور جب بھی چاہوں گا اپنے لیے ایک ایسا مقام حاصل کرلوں گا جس کا کوئی تصور بھی نہ کرسکے۔" میرے ان الفاظ نے رخسار کے چہرے کی تازگی بحال کردی وہ مدھم لہجے میں بولی۔



"بس نجانے کیوں مجھے عجیب سا لگتا ہے اب تم صبح اٹھ کر ڈیوٹی پر جایا کرو گے ٹرک چلاؤ گے لوڈنگ اور ان لوڈنگ کرو گے۔"

"سب چلتا ہے رخسار مزہ آئے گا زندگی کی بھٹی میں جتنا تپو اتنا ہی اچھا لگتا ہے اتنا ہی رنگ و روپ نکھرتا ہے انسان کا' فکر مت کرو۔" پھر دوسرے دن میں تیار ہوکر ریاض ہی کے ساتھ حاجی غفار کی کوٹھی چل پڑا۔ الیاس بھائی ہی ڈیوٹیاں لگاتے تھے چنانچہ ایک ٹرک کی چابی میرے حوالے کردی گئی۔ ریاض کو میرے ساتھ لوڈنگ پر لگادیا گیا تھا۔ کئی لوڈر نے مل کر ٹرک میں بہت سارے کارٹن بھرے۔ شاید پہلے سے یہ ٹرک لوڈ کیا جارہا تھا۔ میں نے سرگوشی میں ریاض سے کہا۔

ریاض یہ ٹرک جائے گا کہاں اور جواب میں ریاض نے ایک شہر کا نام لیا جس کا فاصلہ بہت زیادہ نہیں تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"مجھے راستے نہیں معلوم۔"

"فکر ہی مت کرو میں الیاس بھائی سے کہہ کر اپنی ڈیوٹی تمہارے ساتھ ہی لگوالیا کروں گا۔ میں بھی ساتھ چلوں گا۔ تم بالکل فکر مت کرو۔"

میں مطمئن ہوگیا اور پھر میں ٹرک لے کر چل پڑا۔ ریاض میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے جارہے تھے۔ ٹرک چلانے میں مجھے ذرا عجیب تو بے شک لگ رہا تھا لیکن دقت کوئی نہیں ہو رہی تھی پھر ہم تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک سفر کرتے رہے اور اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ سڑک کے کنارے چند افراد کھڑے ہوئے ہیں۔ ریاض نے کہا۔

"ٹرک نیچے اتارنا پڑے گا۔"

"کیوں خیریت؟"

"جیکب صاحب کا مال لوڈ کرنا ہوگا۔ منیجر ہیں حاجی صاحب کے۔"

"یہاں سے مال لوڈ ہوگا؟"

"ہاں کئی جگہیں ایسی ہیں جہاں سے جیکب صاحب کا مال لوڈ ہوتا ہے اصل میں ہر

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

آدمی اپنا کوئی نہ کوئی دھندا فٹ رکھتا ہے جیکب صاحب کا مال بھی تھوڑا بہت ٹرک پر چلا جاتا ہے اس کے پیسے بنا لیتے ہوں گے وہ۔ سب کو ہدایت ہے کہ کسی کو اس بارے میں کچھ نہ بتایا جائے۔ ہمیں بھی دس پانچ روپے مل ہی جاتے ہیں چلو یہ لوگ جدھر اشارہ کر رہے ہیں ادھر ٹرک اتار لو۔"

"ہمیں ٹرک سڑک سے نیچے اتارنا پڑا یہاں دس بارہ کارٹن رکھے ہوئے تھے۔ تمام لوڈر نیچے اتر گئے اور انھوں نے خوشی خوشی جیکب صاحب کے کارٹن ٹرک پر چڑھا دیے۔ اس کے بعد میں پھر ٹرک کو موڑ کر سڑک پر لے آیا اور ہم لوگ چل پڑے۔ میں اس دھندے کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا تھا۔ وہ یہ کہ شہر سے دور اس غیر آباد اور سنسان جگہ یہ کارٹن پہنچے کہاں سے اور ان میں ہے کیا لیکن پھر میں نے اپنے اوپر نفریں کی' بلاوجہ ذہن میں تجسس کو جگہ دے رہا ہوں۔ ریاض بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ان لوگوں کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی پھر ٹوک شہر پہنچ گیا لیکن شہر میں ایک ایسی جگہ اتار دیے گئے تھے جہاں زیادہ افراد نہیں تھے۔ صرف چند افراد انتظار کر رہے تھے کچھ گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ کارٹن انہی گاڑیوں میں رکھ دیے گئے اور گاڑیاں آگے بڑھ گئیں۔ ٹرک اپنی منزل کی جانب چل پڑا تھا۔ بہرحال اس بات نے میرے ذہن میں تجسس بیدار کر دیا تھا لیکن اپنے آپ کو تجسس سے باز رکھا وقت اور حالات کی نزاکت کا خیال تھا۔ یہ کام جاری رہا۔ میں نے بہت خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داری پوری کی اور دل آہستہ آہستہ اس کام میں لگتا چلا گیا لیکن جیکب میرے ذہن میں مسلسل کھٹک رہا تھا پھر ایک دن اسی انداز میں مال لے کر گیا ابھی تک ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا جس سے میری تشویش میں اضافہ ہو جاتا۔ ایک بالکل ہی نئی جگہ مال لے جانا پڑا تھا۔ میں ریاض کے ساتھ ہی تھا۔ الیاس بھائی نے ریاض کی ڈیوٹی مستقل میرے ساتھ ہی لگا دی تھی۔ اس طرح یہ کام میرے لیے آسان ہو گیا تھا اور اب میں ان تمام جگہوں کے بارے میں اتنا جان گیا تھا کہ اگر ریاض میرے ساتھ نہ بھی ہوتا تو کوئی حرج نہیں تھا۔ اس دن جو تبدیلی رونما ہوئی وہ یہ تھی کہ سفر شروع کرنے کے بعد جب ہم اپنی منزل کی



جانب بڑھ رہے تھے تو راستے میں بارش شروع ہو گئی۔ ٹرک روکا گیا اور مال کو ترپالوں سے ڈھک دیا گیا پھر جیکب صاحب کا مال ایک بالکل ہی نئے پوائنٹ سے اٹھانا پڑا اور ہم لوگ مال لے کر چل پڑے۔ پانچ کارٹن تھے جو جیکب صاحب کی ملکیت تھے اور انھیں بھی یقینی طور پر کسی ایسی ہی جگہ اتارنا تھا راستے میں بارش زیادہ ہو گئی پھر جب ہم اپنی منزل پر پہنچے تو جیکب صاحب کا مال اتارنے کی جگہ بھی آ گئی۔ یہاں دو آدمی برساتیاں اوڑھے ہمارے منتظر تھے۔ مال ٹرک سے نیچے اتار لیا گیا اور ایک بند ویگن میں رکھ دیا گیا لیکن اس کے ساتھ ہی ان میں سے ایک نے کہا تھا۔"

"ڈرائیور سنو کیا نام ہے تمہارا؟"

"ارشاد۔" میں نے ادب سے جواب دیا۔

"ہاں۔ جیکب صاحب کا حکم ہے کہ ٹرک کو یہیں چھوڑ دو اور یہ ویگن لے کر ہمارے ساتھ چلو۔ واپسی میں ویگن تمہیں ٹرک تک چھوڑ دے گی۔ اگر تھوڑی سی دیر بھی ہو جائے تو یہ کہہ کر بات برابر کر سکتے ہو کہ بارش کی وجہ سے راستے خراب ہو گئے تھے اس لیے مال دیر سے پہنچا فکر مت کرو تمہیں اس کام کا معاوضہ دیا جائے گا۔ اصل میں ہمارے ڈرائیور کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی اور اسے واپس بھیجنا پڑا۔ ہم دونوں میں سے کوئی ڈرائیونگ نہیں کر سکتا۔"

"صاحب مالک کا حکم ہے تو میں کیسے انکار کر سکتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"شاباش آؤ لوڈروں کو بھی بٹھا لو۔" دو لوڈر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ریاض کو ساتھ نہیں لیا گیا تھا۔ وہ دونوں افراد میرے قریب بیٹھ گئے۔ بارش تیز نہیں تھی۔ میں بہ آسانی ویگن ڈرائیو کرتا رہا۔ تقریباً تیس منٹ کے سفر کے بعد ویگن ایک ایسے گودام کے پاس پہنچ گئی جو ایک مخصوص علاقے میں تھا۔ یہاں بھی چند افراد موجود تھے۔ ویگن وہیں جا کر رک گئی۔ میں بھی نیچے اتر آیا تھا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا کہ میں بھی لوڈروں کا ساتھ دے دوں۔ کارٹن اتارے جانے لگے پھر ایک لوڈر کا پاؤں پھسل گیا اور ایک کارٹن زمین پر بری طرح گر کر پھٹ گیا لیکن اس میں سے جو کچھ نکل کر نیچے بکھرا تھا اسے دیکھ کر میری

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ یہ عمدہ قسم کے غیر ملک ساختہ پستول تھے جو پیکٹوں میں پیک تھے لیکن کارٹن اس طرح گرا تھا کہ یہ پیکٹ بھی کھل گئے تھے وہاں موجود تمام آدمی چونک پڑے اور وحشت زدہ نگاہوں سے ہمیں دیکھنے لگے ہم سب بھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے ایک دوسرے کی صورت دیکھی اور پھر کہا۔

"چلو مال اٹھا کر کارٹن میں بند کرو۔ اندھے ہو دیکھتے نہیں ہو۔"

"معاف کر دیجئے صاحب جی۔" لوڈر نے عاجزی سے کہا اور پستول واپس اس کارٹن میں رکھ دیے گئے۔ کارٹن کو ایک رسی سے باندھا گیا اور پھر تمام کارٹن گودام میں پہنچا دیے گئے۔ ہم سب ساکت وجامد تھے۔ وہ لوگ جو وہاں موجود تھے ایک جگہ جمع ہو کر آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے اور میں سنسنی خیز انداز میں سوچ رہا تھا کہ بات اچانک بگڑ گئی ہے شبہ تو پہلے ہی تھا کہ جیکب کا یہ مال کوئی خاص حیثیت رکھتا ہے۔

سنسان مقامات سے اس کا لوڈ ہونا اور پراسرار مقامات پر اتر جانا خود اپنی جگہ مشکوک تھا اور آج اس کا بھرم کھل گیا تھا لیکن اب یہ راز کھل جانے کے بعد کیا ہوگا۔ لوڈر بے چارے تو سیدھے سادے دیہاتی لوگ تھے۔ انہوں نے زیادہ سے زیادہ یہ پستول دیکھ لیے تھے اور حیران ہوگئے ہوں گے ان کی مجال نہیں تھی کہ اس کے بارے میں کسی کو بتا سکیں لیکن یہ تو ہماری سوچ تھی جن لوگوں کا راز کھل گیا ہے وہ کیا سوچ رہے ہوں گے اس بارے میں لوڈر تو نہیں سمجھ سکتے تھے لیکن میں سمجھ رہا تھا ان کی مشکوک نگاہیں ہم تینوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ بہرحال میں نے خود کو لاتعلق ظاہر کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک شخص آیا اور بولا۔

"چلو تمہیں واپس ٹرک پر پہنچا دیا جائے۔" ہم لوگ واپس چل پڑے اور تھوڑی دیر کے بعد اپنی جگہ پہنچ گئے۔ لوڈر ٹرک میں سوار ہوگئے اور ہمیں جانے کی اجازت مل گئی۔ ریاض میرے پاس خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس لیے اس نے مجھ سے کوئی خاص بات نہیں کی اور خاموشی سے ہی بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ ہماری منزل آگئی۔ میں یہ یقین نہیں کر سکتا تھا کہ اس راز کے کھل جانے کے بعد ہم لوگوں کو



یونہی نظرانداز کر دیا جائے گا لیکن کیا ہوگا یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا البتہ میں نے یہ محسوس کیا کہ ہم جس ڈیرے پر قیام پذیر تھے وہاں ایک پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی اور ہم تمام لوگوں کو ڈیرے سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

===☆☆☆☆===

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ڈیرے کے نگران نے ہم سے کہا' تم لوگ آرام سے یہاں رہو کوئی کام پڑ سکتا ہے تم سے اس لیے کسی کے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" دوسرے لوگوں کے لیے تو یہ عام سی بات تھی لیکن اس نئے حکم پر میں نے گہری ٹھنڈی سانس لی تھی لیکن ان سے انحراف یا اختلاف نہیں کیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اس سنگین صورت حال کو ایسے ہی نظر انداز نہیں کر دیا جائے گا لیکن کیا ہوگا اور کیسے ہوگا اس بارے میں کوئی اندازہ نہیں تھا۔ ریاض نے مجھ سے پوچھ بھی لیا۔

"بھائی جی۔ بڑے خاموش ہو؟"

"نہیں ریاض۔ کوئی بات نہیں ہے۔"

"لگ رہا ہے مجھے۔"

"نہیں بالکل نہیں۔ کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

ریاض بے چارہ خاموش ہوگیا۔ وہ خود بھی معصوم آدمی تھا۔ ان نزاکتوں اور باریکیوں کو نہیں سمجھ پا رہا تھا لیکن میرے دل میں جوار بھاٹے پیدا ہو رہے تھے۔ خاموشی سے پُرسکون زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا تھا محنت مزدوری کر کے زندگی کا ایک نیا تجربہ کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن ایک بار پھر وقت مجھے آواز دے رہا تھا۔ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں۔ ملک دشمنی ہے۔ مجھے وطن دشمنوں سے نفرت تھی۔ ساری زندگی انہی کے



خلاف تو لڑتا رہا تھا اپنے وطن کی بہتری کے لیے کوشاں رہا تھا اور اب جبکہ وطن والوں نے میری تمام کاوشوں کو جوتے کی نوک پر مار کر مجھے مجرم قرار دے دیا تھا اور میری زندہ یا مردہ گرفتاری پر پچاس لاکھ روپے کا انعام تھا۔ تب بھی میں وطن سے شاکی نہیں تھا۔ میرا وطن میری زندگی میری روح اور وطن دشمنوں کو بھلا کیسے چھوڑا جا سکتا تھا۔ لعنت ہے تمام احتیاط پر۔ لعنت ہے اس دانشمندی پر جو وطن کے مفادات کو نظر انداز کر دے۔ ہرگز نہیں کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔ میرے اندر بس یہی کشمکش جاری تھی لیکن زندگی کے کسی بھی دور میں جہاں وطن کی بات آتی تھی میں نے اپنے آپ کو کبھی پیچھے نہیں پایا تھا۔ یہ میرے اندر کی آواز تھی۔ بھلا روح کی آواز کو کیسے دبایا جا سکتا ہے لیکن کوئی منصوبہ ابھی ذہن میں نہیں تھا۔ لوگ ذرا منظر عام پر آئیں پھر دیکھ لوں گا ان کم بختوں کو۔ اسلحہ سپلائی کر رہے ہیں اور نجانے کیا کیا ہو رہا ہو۔ کیوں کس لیے آخر وطن میں آئے دن جو ہنگامے برپا ہوتے رہتے ہیں ان میں ایسا ہی اسلحہ تو کام آتا ہے۔ ناممکن ناممکن میں اس سازش کی بیخ کنی کروں گا۔ دیکھوں گا اس جیکب کے بچے کو اور اندازہ لگاؤں گا ان لوگوں کا کتنے افراد ہیں اور یہ حاجی غفار یہ کیا کر رہا ہے؟ اب تک تو کان دبا کر صرف ملازمت کرنے کے بارے میں سوچا تھا اور ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہی ہوئے تھے لیکن اب حاجی غفار کے بارے میں ذرا تفصیل سے معلومات حاصل کرنی ہوں گی۔ سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ اس سازش کے انکشاف کے بعد ان لوگوں کی کیا کارروائی ہوتی ہے لیکن کافی وقت گزر گیا۔ ٹرک لوڈ ہوگیا اور کوئی ایسی کارروائی علم میں نہیں آئی تو میں نے سوچا کہ ممکن ہے انھوں نے بات کو بعد کے لیے چھوڑ دیا ہو۔ چلو ٹھیک ہے۔ یہ اپنے طور پر جو کچھ بھی کریں لیکن مجھے اپنے طور پر جو کچھ بھی کرنا ہے وہ میں جانتا تھا۔ آخر کار ٹرک کی روانگی کا پروانہ مل گیا اور ہم لوگ چل پڑے۔"

معمول کے مطابق ریاض میرے ساتھ تھا۔ لوڈر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹرک چل رہا تھا اور ہم اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے۔ نجانے کیوں میری چھٹی حس مجھے کسی خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ یہ اندازہ ہو رہا تھا مجھے کہ کوئی خطرناک صورت حال یقیناً

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



پیش آنے والی ہے اور میری چھٹی حس نے مجھے دھوکا نہیں دیا تھا۔ ہم اس وقت ایک ایسی جگہ سے گزر رہے تھے جس میں دس پندرہ میل پیچھے اور دس پندرہ میل آگے کوئی آبادی کوئی بستی نہیں تھی۔ سڑک بھی بہت کم چلتی تھی اور اس وقت بھی دور دور تک کے علاقے سنسان تھے۔ میں خاموشی سے مناسب رفتار سے ٹرک ڈرائیو کرتا رہا تھا کہ دفعتاً ہی ایک دھماکا سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرک کا اگلا ٹائر برسٹ ہوگیا۔ اگر کوئی اناڑی آدمی ہوتا تو صرف یہ سوچتا کہ ٹرک کا ٹائر کسی طرح سے برسٹ ہوگیا ہے لیکن میرے کانوں نے دو دھماکے سنے تھے اور ایک دھماکا یقینی طور پر اس رائفل کا تھا جس سے ٹرک کے ٹائر پر فائر کیا گیا تھا اور دوسرا دھماکا ٹائر کے برسٹ ہونے کا تھا۔ میں نے برق رفتاری سے ٹرک کو سائڈ سے لگایا اور سنسنی خیز نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ریاض نے کہا۔

"ٹائر تو نئے ہیں یہ ٹائر پھٹ کیسے گیا؟"

"ریاض نیچے لیٹ جاؤ۔ فوراً جلدی سے۔" میں نے کہا۔

ریاض پہلے تو میری بات نہیں سمجھ سکا تھا لیکن جب میں نے اسے شانے سے پکڑ کر نیچے دبایا تو وہ فوراً ہی سمجھ گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں بھی ریاض کے اوپر لمبا لمبا سا لیٹ گیا تھا کیونکہ اچانک ہی فائرنگ شروع ہوگئی تھی اور گولیاں ڈرائیونگ سائیڈ کی کھڑکی سے داخل ہوکر دوسری جانب نکل گئی تھیں۔ کئی گولیاں چلی تھیں پھر عقب سے فائرنگ کی آواز سنائی دی اور لوڈروں کی چیخیں ابھریں۔ میرا دل خون ہوگیا تھا۔ مجھے یقین تھا اس بات کا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔

آہ وہی ہوا تھا جس کا مجھے خطرہ تھا۔ ریاض ساکت رہ گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"گولیاں۔ گولیاں چل رہی ہیں بھائی جی۔"

"ہاں۔ بالکل خاموش رہو اور دیکھو جو میں کہوں وہی کرنا۔ خبردار ذرہ برابر لوئی اُٹھ بڑ نہ کرنا۔" میں متوحش نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا پھر قدرت نے میری مدد کی۔ ٹرک چونکہ میں نے سائڈ سے کھڑا کرلیا تھا اور ڈرائیونگ سائڈ کے دوسری طرف سڑک کا



بالکل کنارہ تھا۔ سڑک کے کنارے کنارے بڑے گھنے درخت لگے ہوئے تھے اور درخت کی وہ موٹی شاخ ٹرک کی کھڑکی کے بالکل قریب تھی۔ بس اتنی کہ تھوڑا سا اونچا اٹھ کر شاخ کو چھوا جاسکتا تھا۔ میں نے ایک دم سے ریاض پر سے ہٹ کر ریاض سے کہا۔

"دیکھو ریاض اگر زندگی بچانا چاہتے ہو تو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔"

"جی۔ جی بھائی جی بولو۔"

"میں ادھر کی کھڑکی کھول رہا ہوں اور خود درخت کی اس شاخ پر جارہا ہوں تم فوراً ہی میرے پیچھے پیچھے درخت کی اس شاخ سے اوپر آجاؤ۔"

"ٹھیک ہے بھائی جی۔" ریاض بہرحال جوان آدمی تھا۔ میں برق رفتاری سے کھڑکی کھول کر باہر نکلا ہاتھ اوپر کیے اور درخت کی موٹی شاخ پکڑ کر اپنا جسم تولا۔ دوسرے لمحے میں درخت کی موٹی شاخ پر پہنچ گیا۔ ریاض نے بھی میری ہدایت پر عمل کیا تھا پھر میں نے آہستگی سے درخت کی شاخ کے اوپر سے لٹکتے ہوئے کھڑکی کو پاؤں سے آہستگی سے بند کر دیا۔ ریاض چوکنے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ فائرنگ اب بھی ہو رہی تھی اور گولیاں داہنی سمت سے ہی چلائی جارہی تھیں۔ میں نے ریاض کو اشارہ کیا اور درخت کی اس شاخ پر آگے کو بڑھتا ہوا کافی آگے نکل آیا۔ درخت پر رکنا موت کو دعوت دینا تھا۔ چونکہ وہ لوگ سوچ سکتے تھے کہ ہم درخت پر چڑھ گئے ہیں اس لیے میں درخت کی شاخوں کو ٹٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ ریاض کو میں مستقل اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر رہا تھا اور وہ بھی بڑے پھرتیلے ہونے کا ثبوت دے رہا تھا۔

ہم نے تقریباً پانچ چھ درخت عبور کیے اور اس کے بعد ایک ایسے درخت پر پہنچ گئے جو اس سڑک کے دوسری جانب والے درخت سے جڑ گیا تھا۔ مزید احتیاط کے لیے ہم نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ یہ ذرا خطرناک صورت حال تھی لیکن بہرحال ہم اطمینان سے سڑک کے دوسری طرف والے درخت پر پہنچ گئے اور اب کم از کم ان لوگوں کی توجہ اس طرف نہیں جاسکتی تھی کیونکہ دوسری جانب سے ہی وہ سڑک پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔

گولیاں اکا دکا چلتی رہیں ریاض متوحش تھا۔ اب تک اس نے بڑی ہمت کے ساتھ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



میری ہدایت پر عمل کیا تھا لیکن جب درخت کی اس شاخ پر ہم لوگ رکے تو میں نے محسوس کیا کہ اس کا بدن کانپ رہا ہے پھر وہ لرزتی آواز میں بولا۔

"لوڈر......... لوڈر......... گولیوں کا شکار ہوگئے ہیں بھائی جی۔ مر گئے وہ ارشاد بھائی۔"

"ریاض۔ ہمت سے کام لو۔ خاموشی اختیار کرو" میں نے آہستہ سے کہا اور ریاض بدستور اپنی جگہ درخت کی شاخ سے چمٹا کپکپاتا رہا۔ میں اب دور دور تک نگاہیں دوڑا رہا تھا۔ بدقسمتی سے کوئی اور گاڑی بھی ابھی نہ ادھر سے آرہی تھی نہ ادھر سے پھر میں نے سڑک کے نشیب سے چار پانچ آدمیوں کو ابھرتے دیکھا۔

وہی سمت تھی جدھر اب ہم درختوں پر چھپے ہوئے تھے۔ وہ سب رائفلوں سے مسلح تھے اور آہستہ آہستہ ٹرک کی جانب بڑھ رہے تھے' پھر وہ ٹرک کے قریب پہنچ کر ٹرک پر چڑھ گئے ایک ڈرائیونگ سائیڈ پر پہنچا اور اندر کی جگہ خالی دیکھنے کے بعد نیچے کود گیا ان سب کے چہرے نقابوں میں چھپے ہوئے تھے اور یہ سب شلوار قیصوں میں ملبوس تھے اچھے لمبے چوڑے جسموں کے آدمی تھے میری آنکھوں میں رفتہ رفتہ خون اترنے لگا اور میری ذہن میں تاریکیاں سی پھیل گئیں۔

وطن دشمن۔ میرے دل نے نفرت بھرے انداز میں آواز لگائی اور میں انھیں گھورنے لگا پھر ان میں سے ایک نے نہایت بے دردی سے ٹرک کے پچھلے حصے سے ایک لوڈر کی لاش اٹھا کر نیچے پھینک دی پھر باقی لوڈروں کو بھی اسی طرح پھینک دیا گیا۔ ریاض آہستہ آہستہ رونے لگا تھا۔

"سب کو مار دیا۔ سب کو مار دیا انھوں نے' ڈاکو ہیں یہ ارشاد بھائی۔ ڈاکو ہیں یہ........." میں خاموش رہا تھا' لیکن ظاہر ہے میری سوچ ان کی طرح محدود نہیں تھی سب کچھ سمجھ رہا تھا میں اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ یہ کس قسم کے ڈاکو ہیں' لیکن انھیں بھی مزا چکھانا چاہیے۔ اس تمام کارروائی کے بعد انھیں مزا چکھانا ضروری ہوگیا تھا۔ وہ لوگ ٹرک پر چڑھے کارروائیاں کرتے رہے ان میں سے دو نیچے اتر آئے تھے اور پھر



رائفلیں سیدھی کیے ہوئے وہ ادھر ادھر گردش کرنے لگے وہ اب میری اور ریاض کی تلاش میں دوڑ رہے تھے۔ باقی سب پوزیشنیں لے کر اپنی جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد سڑک کے نشیب سے ایک بہت بڑی جیپ اوپر آئی' میں نے سب سے پہلے اس جیپ کا نمبر دیکھا تھا اور اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرلیا تھا۔

کون ہوسکتے ہیں یہ لازمی بات ہے کہ جیکب کے آدمی لیکن......... لیکن بہرحال انھیں ان کی توقع کے خلاف زندگی سے محروم کرنا ضروری تھا۔ میں نے ریاض سے کہا۔

"ریاض' جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ خبردار اس کے خلاف بالکل نہ کرنا اس شاخ سے چمٹے رہو آواز تک نہیں نکلنی چاہیے تمہاری۔"

"ٹھیک ہے بھائی جی مگر........."

"نہیں ریاض۔ کسی اگر مگر کی ضرورت نہیں۔" میں نے کہا اور پھر میں نے اپنا بدن تولا اور شاخ پر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا درخت کے تنے کے قریب پہنچ گیا' پھر میں درخت کے تنے سے بالکل ست رفتاری سے نیچے اتر کر درخت کے تنے کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ وہ لوگ حیران پریشان چاروں طرف مجھے تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ ابھی تک ان کی توجہ درختوں کی جانب نہیں گئی تھی۔ ایک آدمی سڑک عبور کرکے آہستہ آہستہ اس طرف بھی آگیا انداز ایسا ہی تھا جیسے ہر جگہ ہمیں تلاش کرلینا چاہتا ہو لیکن میرے ہونٹوں پر ایک خوفناک مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ آرہا ہے میرا شکار خود بخود میرے قریب آرہا ہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اس کا انتظار کرنے لگا' پھر باقی صورتحال کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے اپنے جسم کو تولا اور جیسے ہی وہ میری رینج میں آیا میں نے چیتے کی طرح اس پر چھلانگ لگادی۔ میں جانتا تھا کہ ایسے لمحات میں شکار کو کس طرح دبوچنا چاہیے۔ چنانچہ میرا ایک ہاتھ اس کی گردن سے گزر کر اس کے منہ پر جم گیا اور دوسرے ہاتھ نے اسے کمر سے پکڑا اور پھر میں اسے لیے ہوئے پیچھے گھسیٹتا چلا آیا۔ درخت کے تنے کی آڑ میں پہنچنے کے بعد میں نے پوری قوت سے اس کا سر درخت کے تنے میں دے مارا اور اس کا منہ زور سے بھینچ لیا' آواز نہیں نکل پائی تھی لیکن اس کا سر خون سے رنگ گیا

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



تھا۔ میں نے اس کی گردن پر دباؤ ڈالا اور اس کے بعد اس وقت تک اس کی گردن دباتا رہا جب تک کہ اس کی زبان باہر نہ نکل آئی‘ پھر میں نے اس کے چہرے سے نقاب نوچ کر پھینک دیا۔ اجنبی چہرہ تھا میں نے پہلے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن مجھے دیکھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی‘ میں نے اس کی کارتوسوں کی پیٹی اپنے قبضے میں کرلی اور رائفل چیک کی۔ رائفل لوڈ تھی بس زیادہ دلیری دکھانے کا وقت نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے سب سے پہلے ان میں سے ایک کو جو سامنے نظر آرہا تھا نشانہ بنایا اور بھلا میرا نشانہ سچا کیوں نہ ہوتا گولی اس کے دل پر لگی تھی اور فائر کی آواز کے ساتھ ہی باقی نقاب پوش چونک پڑے تھے وہ دوڑتے ہوئے سڑک پر ہی آئے اور ان میں سے دو مزید میری گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ باقی پھرتی سے سڑک کے نشیب میں اترتے چلے گئے تھے اور پھر انھوں نے وہاں سے مقابلہ شروع کردیا لیکن ان تین آدمیوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد میں مسرور تھا اور منتظر تھا کہ ان میں سے کوئی رینج پر آئے تو میں انھیں پھر نشانہ بناؤں لیکن اپنے آدمیوں کی موت کے بعد وہ خوفزدہ ہوگئے تھے اور اب وہ بس اندھا دھند گولیاں برسا رہے تھے جبکہ میں ان کی اس فائرنگ کا جواب نہیں دے رہا تھا۔ بہت دیر اسی طرح گزر گئی اور اچانک ہی میں نے وہ گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہوئے دیکھی وہ فرار ہو رہے تھے۔ بہرحال تین کا شکار کرچکا تھا اس لیے میں نے گاڑی پر فائر نہیں کیا وہ ریورس میں گاڑی کو نجانے کتنی دور تک لیتے چلے گئے تھے اور پھر موڑ کر اس طرح بھاگے کہ پلٹ کر پیچھے نہیں دیکھا۔

میں رائفل ہاتھ میں لیے ان کا جائزہ لیتا رہا تھا اس کے بعد میں نے جب یہ دیکھا کہ اب آس پاس کوئی نہیں ہے تو ریاض کو آواز دی۔

”ریاض۔ سنبھل کر نیچے اتر آؤ۔“ ریاض نے نیچے اترنے کی کوشش کی لیکن اس طرح اعصابی کشیدگی کا شکار تھا کہ درخت کے تنے سے وہ نیچے گر پڑا لیکن چوٹ نہیں لگی تھی اس کے بعد وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار تھے۔ ”خود کو سنبھالو ریاض وہ بھاگ گئے۔“

”وہ پھر آجائیں گے۔“ ریاض دہشت زدہ لہجے میں بولا۔



”اگر واپس آنے کی ہمت ہوتی تو بھاگتے ہی کیوں۔ آؤ یار کیا بزدلی دکھا رہے ہو۔“

”پتا نہیں کیوں‘ مگر۔ انھوں نے دوسروں کو مار ڈالا۔“ ریاض بہ مشکل بول رہا تھا۔

”ریاض۔ اگر تم یہ سب نہیں دیکھ سکتے تو جاؤ ٹرک میں جاکر بیٹھ جاؤ۔“

”نہیں۔ میں۔ بس میں‘ حفیظ‘ نوردین‘ اکرم اور نیاز مارے گئے۔ وہ بول نہیں رہے۔“

”جاؤ تم ٹرک میں بیٹھو۔ آؤ۔“ میں نے کہا اور اسے زبردستی ڈرائیونگ سیٹ پر چڑھا دیا‘ پھر سب سے پہلے میں نے ٹرک کے پچھلے حصے پر چڑھ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھا تھا‘ کسی میں زندگی کی رمق نہیں تھی۔ وہ دم توڑ چکے تھے۔ غریب مزدور جو بے گناہ مارے گئے تھے۔ ”میں تمہارا انتقام لوں گا۔“ میں نے انھیں دیکھتے ہوئے کہا‘ پھر ٹرک سے نیچے آگیا۔ اس کے بعد میں نے ان دو آدمیوں کی لاشیں دیکھیں۔ ان کے چہروں پر چڑھے کنٹوپ ہٹائے‘ لیکن یہ بھی اجنبی چہرے تھے۔ میں نے ان کی جیبیں وغیرہ ٹٹولیں۔ بالکل خالی تھیں۔ میں نفرت سے انھیں ٹھوکریں مار کر وہاں سے پلٹ آیا۔ ریاض پھر نیچے آگیا تھا۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”کیا ہوا؟“

”کچھ نہیں ریاض۔ ٹائر بدلنا ہے۔“

”وہ.......... وہ مرگئے نا۔“ ریاض نے پوچھا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اسٹپنی کھولنے لگا۔ ریاض نے جیک اتار لیا تھا۔

”تم رہنے دو ریاض۔“

”نہیں‘ میں جیک لگاتا ہوں۔“ وہ بولا۔

”ٹھہرو مجھے دو‘ چوٹ لگالو گے۔ لاؤ۔“ میں نے وزنی جیک اس سے لے لیا۔ اس کی حالت اس قابل نہیں تھی کہ وہ کچھ کرسکے۔ چنانچہ میں نے ٹائر بدل لیا۔ سامان واپس رکھ کر ہم دونوں ٹرک میں بیٹھ گئے‘ پھر میں نے ٹرک اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دیا اور تیز رفتاری سے شہر کی جانب چل پڑا۔ اندازہ تھا کہ اس سڑک کے اختتام پر ہی علاقے کا بڑا

ندیم
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



پولیس تھانہ ہے۔ ساری باتیں اپنی جگہ ضمنی کارروائی کرنی تھی۔ ریاض اس صورت حال کو نہیں سمجھ سکتا تھا' لیکن میں زمانہ شناس تھا اور مجھے اچھی طرح علم تھا کہ اصل صورتحال کیا ہے' ایک بہت بڑا خطرہ مول لے لیا تھا میں نے' لیکن بہرحال یہ سب کچھ بڑا ضروری تھا' میرے اندر نفرت کا طوفان کھول رہا تھا' کیا سمجھتے ہیں یہ خود کو غریب لوڈروں کو مار ڈالا' نہ جانے کون کون ان سے منسلک ہوگا' نہ جانے کس کس کو بربادی سے دو چار کر دیا ہے' انھوں نے لیکن کام شروع ہوگیا تھا' وقت مجھے معطل ہو کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتا' مجھے پیدا ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ کچھ نہ کچھ کرتا رہوں جو کچھ میری بساط میں ہو وہ کرتا رہوں' ضروری ہے' یہ سب کچھ بے حد ضروری ہے اور اس کے لیے مجھے کوئی لائحہ عمل بنانا اشد ضروری تھا۔ ریاض کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔

ہم لوگ بہر طور برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے تھانے پر پہنچ گئے' میں تھانے کے سامنے ٹرک کو روک کر نیچے اترا تو کانسٹیبل مجھے دیکھنے لگے' ریاض کو بھی میں نے نیچے اتار لیا تھا' پھر میں نے اندر داخل ہو کر کہا۔

"تھانہ انچارج صاحب ہیں؟"

"کون ہو تم کیا بات ہے؟"

"دیکھ رہے ہو ٹرک ڈرائیور ہوں۔ ٹرک چلاتا ہوا آیا ہوں' ٹرک پر لاشیں رکھی ہوئی ہیں۔"

"کیا؟" کانسٹیبل چونک پڑے۔ "کوئی ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے؟"

"تم تھانیدار ہو۔" میں نے غراتی ہوئی آواز میں پوچھا اور نہ جانے کیوں کانسٹیبل میری آواز سے مرعوب ہوگئے۔

"آؤ۔" ان میں سے ایک نے کہا اور میں تھانہ انچارج کے کمرے میں داخل ہوگیا' میں جانتا تھا کہ حالات کیا ہیں اور مجھے کیسی کیسی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا' لیکن تھانہ انچارج غیر متوقع طور پر ایک اچھا آدمی نکلا' جوان آدمی تھا' چہرے پر شرافت کی لکیریں نظر آرہی تھیں۔ میں نے اسے سلام کیا تو وہ بولا۔



"ہاں کہو کیا بات ہے؟"

"سر ایک بڑی واردات کی اطلاع دینا چاہتا ہوں۔"

"واردات کیسی' کہاں' کیا واردات ہوئی ہے' بیٹھو' بیٹھ جاؤ۔"

"سر میں ٹرک چلاتا ہوں' حاجی غفار صاحب کا ٹرک ڈرائیور ہوں۔"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے بیٹھو ہم جانتے ہیں حاجی غفار صاحب کو۔" تھانہ انچارج بولا۔

"سر جی ہم مال لوڈ کر کے آرہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ انھوں نے پہلے ٹرک کے ٹائر پر گولی چلا کر برسٹ کیا اور اس کے بعد اندھا دھند ہم پر گولیاں چلانا شروع کر دیں سر ہمارے چار لوڈر مارے گئے ہیں ان کی لاشیں ٹرک پر رکھ کر لے آیا ہوں۔"

"چار لوڈر مارے گئے۔" تھانہ انچارج متوحش ہوگیا۔

"جی سر بعد میں سر میں نے اور میرے اس ساتھی نے ان ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا ہم نے ان میں سے ایک سے رائفل چھین لی اور چھین کر ان پر فائرنگ کر ڈالی' سر جی میں نے ان میں سے تین ڈاکوؤں کو ہلاک کر دیا' ان کی لاشیں میں ساتھ نہیں لایا ہوں' وہ لوگ ایک گاڑی میں آئے تھے باقی بچے ہوئے گاڑی لے کر بھاگ گئے' میں نے ٹرک لوٹنے نہیں دیا۔" تھانہ انچارج پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگا' پھر بولا۔

"یہاں سے کتنے فاصلے پر واردات ہوئی ہے؟"

"صاحب جی کوئی پندرہ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔"

"ہوں' عزیز خان فوراً گاڑی تیار کراؤ۔" پھر تھانہ انچارج نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے کافی قابل آدمی معلوم ہوتے ہو' تم نے ان لوگوں سے بڑا شاندار مقابلہ کیا' گاڑی کا نمبر دیکھا تھا کیا تم نے؟"

"نمبر نہیں دیکھا صاحب جی' بس اسی کا افسوس ہے۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



”ہوں‘ لاشیں وہاں موجود ہیں؟“

”جی صاحب جی۔“ میں نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے‘ میں چلتا ہوں تمہارے ساتھ‘ یہاں ٹرک پر کتنی لاشیں ہیں؟“

”چار ہیں جی‘ بس ہم دو آدمی زندہ بچے ہیں۔“

”تم لوگ کیسے بچ گئے؟“

”صاحب جی جیسے ہی انھوں نے ٹرک کا اگلا ٹائر پھاڑا ہم دونوں پھرتی سے دوسری طرف اتر گئے اور پھر سڑک کے کنارے بچتے ہوئے اپنی زندگی بچانے کی کوشش کرنے لگی‘ ڈاکو ہمیں تلاش کر رہے تھے ایک میرے ہاتھ لگ گیا‘ میں نے اس سے رائفل چھین لی اور اس کے بعد میں نے اسی رائفل سے فائر کیے۔“

”شاباش‘ ویری گڈ‘ ویری گڈ‘ تم جیسے بہادر آدمیوں کا ہونا چاہیے۔“ تھانہ انچارج نے میری پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا‘ تھوڑی دیر کے بعد گاڑی تیار ہوگئی‘ تھانہ انچارج نے ان لاشوں کے بارے میں اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ انھیں فوری طور پر ایمبولینس بلا کر اسپتال منتقل کیا جائے اور پھر میرے اور ریاض کے ساتھ چل پڑا۔ رفتار کافی تیز تھی‘ ہم برق رفتاری سے گاڑی دوڑاتے ہوئے آخر کار وہاں پہنچ گئے جہاں یہ واردات ہوئی تھی‘ لیکن یہاں ڈاکوؤں کی کوئی لاش موجود نہیں تھی‘ مجھے اس بات کا خدشہ تھا البتہ وہ خون وغیرہ کے نشان نہیں مٹا سکے تھے‘ درخت کے پیچھے جو لاش پڑی ہوئی تھی وہ بھی اٹھالی گئی تھی‘ لیکن درخت کے تنے پر بھی خون کا نشان تھا‘ زمین پر بھی کافی خون پڑا ہوا تھا‘ جہاں میں نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا وہ بس افراتفری کے عالم میں لاشیں لے کر بھاگ گئے تھے‘ اس کا مطلب ہے کہ ٹرک کے روانہ ہونے کے بعد گاڑی دوبارہ واپس آئی ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ لوگ آس پاس ہی موجود ہوں بہرحال کچھ نہ کچھ ہوا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ ہم واقعی بچ گئے ورنہ ہم جس وقت ٹرک کا ٹائر تبدیل کر رہے تھے‘ ڈاکو ہم پر فائرنگ کر سکتے تھے۔ بہرحال تھانہ انچارج کو میری بات پر پورا یقین تھا۔ اس نے وہاں چند کانسٹیبلوں کو چھوڑا اور اس کے بعد گاڑی میں واپس آکر تھانے پہنچ گیا‘ یہاں اس نے



ہماری طرف سے ایف آئی آر درج کرائی اور حاجی غفار کو ٹیلی فون پر اس واردات کی اطلاع دی‘ ٹرک تھانے پر کھڑا ہوگیا تھا‘ جبکہ لوڈروں کی لاشیں ایمبولینس میں غالباً اسپتال کو پہنچا دی گئی تھیں‘ پھر ہمیں وہاں کافی دیر تک انتظار کرنا پڑا اور کچھ دیر کے بعد میں نے جیپ کو حاجی غفار کے بیٹے ستار کی ساتھ آتے ہوئے دیکھا‘ ستار ایک نوجوان اور اسمارٹ آدمی تھا اور کافی خوش اخلاق معلوم ہوتا تھا‘ پہلے بس اسے دور دور سے دیکھا تھا لیکن اب قریب سے دیکھ رہا تھا‘ دونوں کے چہروں پر عجیب سے آثار نظر آرہے تھے‘ تھانہ انچارج نے انھیں تمام صورتحال سے آگاہ کیا اور وہ بہت زیادہ افسردہ ہوگئے۔

”انچارج صاحب ایسی وارداتیں اکثر ہوتی رہتی ہیں لیکن پولیس کی طرف سے کوئی معقول انتظام نہیں کیا گیا۔“

”بہرحال واردات تو واردات ہی ہوتی ہے پولیس گشت کرتی رہتی ہے ہر جگہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ کون کس وقت کیا ارادہ رکھتا ہے ویسے آپ اس جوان کو داد دیجیے جس نے آپ کا مال لٹنے سے بچالیا اور تین ڈاکوں کو بھی ہلاک کر دیا۔“

”یہ قابل قدر آدمی ہے ہم اسے یقیناً انعام دیں گے لیکن ہمیں ان لوگوں کی موت کا بہت افسوس ہے جو ان ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارے گئے‘ ویسے کیا ڈاکوؤں کی لاشیں وہاں مل گئیں؟“

”نہیں‘ ڈاکو ان لاشوں کو اٹھا لے گئے۔“

”کم از کم اس گاڑی کا نمبر تو نوٹ کرلیا ہوگا‘ جو ڈاکوؤں کی گاڑی تھی؟“

”نمبر کون نوٹ کرتا؟“

”تم نے نہیں کیا؟“

”نہیں صاحب جی میں اتنا غور نہیں کر سکا تھا‘ بس مجھ سے جو بن پڑا وہ میں نے کیا۔“

”وہ رائفل تمہارے قبضے میں ہے؟“

”جی صاحب جی تھانے میں جمع کرادی ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ جیاب ...

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

سوالات کر رہا تھا ان کی گہرائیوں سے میں واقف تھا لیکن بہرحال میں نے اپنی طرف سے یہی کوشش کی تھی کہ جیکب میری طرف سے خوف زدہ نہ ہونے پائے' بہت دیر تک کارروائیاں ہوتی رہیں اور اس کے بعد ہمیں واپسی کی اجازت مل گئی' ٹرک کو ابھی وہیں روک کے رکھا گیا تھا' مجھے اور ریاض کو جیکب اور ستار اپنی گاڑی میں بٹھا کر کوٹھی لے گئے تھے' یہاں انہوں نے ہماری کافی خاطر مدارت کی' شربت وغیرہ پلایا' ستار نے مجھے شاباشی دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"جی ارشاد۔"

"تم نے واقعی بہادری کا کام کیا ہے ارشاد مجھے اپنے مزدور ساتھیوں کی موت کا بہت افسوس ہے لیکن فکر مت کرو ہم ان کے خاندان والوں کو کافی رقم دیں گے' تاکہ وہ بے چارے عزت سے زندگی گزار سکیں اور تو کوئی ایسی بات تمہارے علم میں نہیں ہے جو ہمیں بتانا بہت ضروری ہو؟"

"نہیں صاحب جی اور تو کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"ہوں' ٹھیک ہے ہو سکتا ہے تمہیں ایک دوبار پولیس تھانے جانا پڑے ہوشیاری سے بیانات وغیرہ دینا' یہ آدمی کہاں تھا اس وقت جب ڈاکو فائرنگ کر رہے تھے؟"

"صاحب جی چونکہ یہ میرے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا اس لیے میں اس بے چارے کو بھی اتار لے گیا' ورنہ یہ بھی ان کا شکار ہو جاتا۔"

"ٹھیک ہے اب تم جانا چاہو تو اپنے اپنے گھر جاؤ اور ابھی دو چار دن کی چھٹی کرو' فکر مت کرنا تمہاری تنخواہ وغیرہ نہیں کٹے گی' سب کچھ ملتا رہے گا لیکن گھر سے باہر مت نکلنا' ہو سکتا ہے ڈاکو تمہاری تلاش میں ہوں کیونکہ تم نے ان کے تین ساتھی مار دیئے ہیں۔"

"جی صاحب جی۔"

"ویسے ہم تمہارے ساتھ ہیں تم نے ہمارا مال لٹنے سے بچایا ہے اس لیے تمہاری



نگرانی بھی کریں گے اور تمہیں انعام وغیرہ بھی دیا جائے گا۔" میں نے اور ریاض نے ادب سے انھیں سلام کیا اور اس کے بعد ہم گھر واپس چل پڑے۔ ریاض کی حالت بڑی خراب تھی' میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ریاض ایک بات کہوں تم سے؟"

"جی صاحب جی۔"

"گھر کے معاملات گھر میں اور باہر کے معاملات باہر اگر تم نوری کو بتادو گے کہ تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے تو وہ بے چاری بھی ڈر جائے گی میں بھی اپنے گھر میں یہ سب کچھ نہیں بتانا چاہتا۔ اس لیے تذکرہ مت کرنا۔"

"جی بھائی جی بالکل ٹھیک ہے لیکن بھائی جی آپ' آپ کے بارے میں' میں کیا کہوں؟"

"کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"بس بھائی جی' آپ تو کوئی فوجی لگ رہے تھے مجھے جو محاذ جنگ پر لڑ رہا ہو۔"

ریاض کے الفاظ میرے دل پر گھونسا بن کر لگے تھے' واقعی محاذ جنگ پر دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سینہ تانے ہوئے ہر جوان وطن کے لیے اپنی خدمت سر انجام دیتا ہے' وہ ہر لمحہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بے خوف اپنا فرض پورا کرتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے وطن کا سپاہی ہے جو اپنا فرض نہ پورا کرے وہ وطن دوست نہیں ہو سکتا' میں نے اگر اپنے آپ کو اس کے لیے وقف کر دیا ہے تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔

بہرحال ہم گھر پہنچ گئے' گھر والوں کو کسی خاص بات کا احساس نہیں تھا۔ میں اوپر پہنچ گیا۔ رخسار ایک خدمت گار بیوی کی طرح ہر کام سنبھالے ہوئے تھی اور اسی طرح مسکرا کر میرا خیر مقدم کرتی تھی جو بیویوں کا روایتی انداز ہوتا ہے۔ میں بھی رخسار سے ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگا لیکن میرا ذہن کھویا کھویا سا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب میرا دوسرا قدم کیا ہونا چاہیے۔ بہرحال ایک محاذ کھل گیا تھا اور مجھے اب اس محاذ پر لڑنا تھا۔ ریاض شاید اس لیے بچ جائے کہ اس وقت وہ وہاں موجود نہیں تھا جب پستولوں والا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کارٹن کھل کر گرا تھا' باقی تمام لوڈروں کو اس لیے ہلاک کر دیا گیا تھا ان میں سے کم از کم دو اس وقت کے رازدار تھے باقی دو بیچارے مفت میں مارے گئے تھے لیکن میں' مجھے بھی وہ لوگ آسانی سے معاف نہیں کر سکتے تھے اور پھر خاص طور سے اس لیے اور کہ میں نے ان کے تین ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ غرض یہ کہ میں ان باتوں میں کھویا رہا اور رخسار نے میرا چور پکڑ لیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بستر پر لیٹ کر اس نے کہا۔

"فیصل کوئی خاص بات ہے؟"

"کیا رخسار؟"

"دیکھو مجھے دکھ ہوگا اگر تم مجھے نہیں بتاؤ گے تو؟"

"ارے ارے۔"

"دنیا کی کوئی ایسی بات نہیں ہے فیصل جو تم مجھ سے چھپاؤ' کم از کم اتنا بتا دو کہ ایسی ہی کوئی بات ہے' جس کا چھپانا ضروری ہے یقین کرو پھر کوئی سوال نہیں کروں گی۔" میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور میں نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں کیسے اندازہ ہو گیا رخسار؟"

"کیا اب بھی اس سوال کی گنجائش ہے؟" اس نے محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ کر کہا۔

"واقعی اب اس سوال کی گنجائش نہیں ہے۔" میں نے اعتراف کیا۔

"کیا مطلب ہے آخر ایسی کیا بات ہے؟"

"رخسار بات ایسی نہیں ہے جو تم سے چھپانا ضروری ہو' میں یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں تم پریشان نہ ہو جاؤ۔"

"نہیں' میں کسی بات سے پریشان نہیں ہوں گی اگر اس میں تمہاری زندگی کو کوئی خطرہ نہ ہو۔"

"نہیں رخسار' میں کوئی بڑی بات اپنی زبان سے نہیں نکالنا چاہتا' میری زندگی کو خطرے میں ڈالنا اتنا آسان نہیں ہے۔"



"میں جانتی ہوں۔"

"اصل میں رخسار' میں نے یہ سوچا تھا کہ زندگی کو یہ نیا ڈھب دیا ہے تو تھوڑا سا پر سکون رہ کر تمہارے ساتھ وقت گزار دوں' رخسار یقیناً تم نے یہ نہیں سوچا ہوگا کہ مجھ جیسا آدمی ان حالات سے دل شکستہ ہو کر خاموش بیٹھ جائے گا اور اسی زندگی کو اپنا لے گا میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے پوری طرح واقف ہو لیکن اتنا ضرور چاہا تھا میں نے کہ زندگی کے اس رخ سے پوری طرح لطف لیا جائے لیکن اب کیا کروں کہ وقت میرے لیے سکون کے فیصلے نہیں کرتا وطن کی محبت مجھے آواز دے لیتی ہے' اہل وطن میری قدر بھول گئے لیکن وطن کی مٹی میری جانب ہمیشہ سوالیہ نگاہوں سے دیکھتی رہتی ہے پھر کچھ ایسے لوگ سامنے آگئے ہیں جو وطن دشمن ہیں' کیا خیال ہے تمہارا' اپنے حال میں مست رہوں' انھیں آزاد چھوڑ دوں۔" رخسار میری صورت دیکھتی رہی پھر ایک دم مسکرا پڑی۔

"نہیں بالکل نہیں' بھلا مجال ہے کسی کی جو ہم سے چھپ سکے اور ہماری نگاہوں کے سامنے ہمارے وطن کی تذلیل کرے۔"

"سچ رخسار' مذاق نہیں کر رہا' بڑی مختلف زندگی گزارنے کے بارے میں سوچا تھا لیکن مجبوری۔"

"کیا ہوا کچھ بتاؤ تو سہی؟" رخسار نے کہا اور میں نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

رخسار یہ تفصیل سن کر سوچ میں ڈوب گئی تھی پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور تم سوچ رہے تھے کہ میں پریشان ہو جاؤں گی' ارے میں تو اس وقت پریشان نہیں ہوئی جب تم حکومتوں سے مقابلہ کر رہے تھے۔ مجھے علم ہوتا تھا کہ تم کہاں اور کن لوگوں کے خلاف نبرد آزما ہو اور یقین کرو' مجھے یقین ہوتا تھا کہ تم انھیں شکست دے کر ہی واپس لوٹو گے۔ اتنا بڑا اعتماد تھا مجھے تم پر اور اب بھی ہے اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ جن لوگوں نے تمہارے خلاف یہ کارروائی کی ہے اور اپنی دانست میں تمہیں نیچا دکھا کر بغلیں بجا رہے ہیں اگر تم آج بھی ان کے خلاف کھڑے ہو جاؤ تو انھیں سر چھپانے کا ٹھکانہ نہیں ملے گا۔ میں جانتی ہوں یہ بات' بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔" میں نے محبت

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



بھری نگاہوں سے رخسار کو دیکھا اور پھر آہستہ سے کہا۔

"ہاں رخسار' مجھے اپنے آپ پر تمہارا یہ اعتماد معلوم ہے۔"

"تو یہ قصہ ہے' گویا تم نے تین ملک دشمن کیفرکردار تک پہنچا دیے۔"

"وہ بے حیثیت لوگ تھے۔ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ حاجی غفار' اس کے دو بیٹے اور منیجر جیکب' سب کے سب ایسے ہی ملک دشمن کاموں میں مصروف ہیں' کون جانے یہ لوگ کیا کرتے ہوں' کوئی بھی نہیں جانتا۔"

"مگر اب تمہارا کیا خیال ہے بات ختم ہو گئی؟"

"ان بیچارے مزدوروں کو تو موت کی آغوش میں پہنچا دیا گیا۔ جنھوں نے ٹوٹے ہوئے کارٹن سے نکلے ہوئے پستول دیکھ لیے تھے۔ ریاض خوش بختی سے ان لوڈروں کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ ہو سکتا ہے اسے یہ سوچ کر نظرانداز کر دیا جائے کہ اسے حقیقت حال نہیں معلوم۔ میرا مسئلہ ہے' خیر میں ان لوگوں سے نمٹ تو سکتا ہوں لیکن یہ سوچ رہا ہوں کہ انداز بدلنا پڑے گا۔ طریقہ کار بدلنا پڑے گا کچھ ایسا کرنا پڑے گا کہ میری کارکردگی موثر رہے۔" رخسار گہری سوچ میں ڈوب گئی پھر اس نے کہا۔

"واقعی بات تو بالکل سچ ہے۔ بس ذرا اپنا خیال رکھنا۔"

"رخسار مجھے خود سے زیادہ تمہارا خیال ہے' یہ لوگ اس حد تک تو نہیں سوچ سکتے لیکن میں نے جو تھوڑی بہت کارکردگی دکھائی ہے۔ اس سے یہ تشویش میں مبتلا ہو جائیں گے۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہارے بارے میں یہ لوگ نہیں سوچ سکتے کہ تم کون ہو؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا' انداز ایسا ہی رکھا ہے میں نے۔"

"ہوں لیکن پھر بھی۔ اب یہ بتاؤ کیا کرنا ہے؟"

"ابھی تو ذرا حالات کا جائزہ لینا ہے' یہ دیکھنا ہے کہ میرے بارے میں وہ لوگ کس حد تک تشویش کا شکار ہوتے ہیں۔ ویسے تعریفیں تو میری بہت زیادہ کی گئی ہیں۔"



"اس بات سے غلط فہمی میں نہ رہنا۔"

"میں جانتا ہوں رخسار۔"

رخسار سے بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ معمولات سے فراغت ہوئی اور ہم دونوں آرام کرنے لیٹ گئے لیکن بہرحال میں اس رات محتاط رہا تھا کوئی اہم واقعہ پیش نہیں آیا۔ صبح کو نوری گھبرائی ہوئی اوپر آئی اور کہنے لگی۔

"وہ بھیا جی' ریاض کو تو رات بھر بخار رہا ہے۔"

"کیا؟" میں نے چونک کر کہا۔

"ایسا تپ رہا ہے جیسے لوہا آگ میں تپتا ہے۔"

"اوہو چلو میں دیکھتا ہوں۔" میں نے کہا اور میں اور رخسار نیچے آ گئے۔ ریاض کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ خوب تیز بخار تھا اسے' میں نے اس سے کہا کہ میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتا ہوں تو وہ منع کرنے لگا لیکن ڈاکٹر ہمارے گھر سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ میں جانتا تھا کہ ریاض کو خوف کی وجہ سے بخار آ گیا ہے لیکن بہرحال دوا وغیرہ دلانا ضروری تھا۔ ڈاکٹر' ریاض کو دیکھ کر چلا گیا' میں نے اس کے پیسے وغیرہ دے دیئے' دوا لا کر دے دی پھر ریاض سے کہا۔

"تم آرام کرو ریاض۔ میں الیاس بھائی سے کہہ کر تمہاری حاضری لگواتا رہوں گا۔" ریاض خاموش ہو گیا تھا۔

مجھے احساس ہوتا تھا جیسے وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن بہرحال نوری کی موجودگی میں یہ مناسب نہیں تھا۔ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"کسی بات کی فکر مت کرنا ریاض میں ہوں تمہارے ساتھ۔" پھر میں حاجی غفار کی کوٹھی پہنچ گیا' الیاس بھائی نے مجھ سے کہا کہ آج کوئی لوڈنگ نہیں ہو گی' کوئی ٹرک نہیں جارہا' ان مزدوروں کی موت کا سوگ منایا جارہا ہے۔

"الیاس بھائی ان کے لیے کچھ کیا گیا ہے؟"

"کہہ تو رہے ہیں یہ لوگ بلکہ شاید جیکب صاحب چھوٹے سرکار کے ساتھ ان

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



لوگوں کے گھروں پر گئے بھی ہیں، یہ کہہ کر گئے ہیں کہ کچھ دے دلا کر آئیں گے، کام بند کر دیا گیا ہے۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"یہیں بیٹھو جانا نہیں ہے۔"

"وہ الیاس بھائی، ریاض بیمار ہو گیا ہے۔"

"اچھا خیریت کیا بات ہے؟"

"شدید بخار میں مبتلا ہے، اصل میں سات آدمیوں کی موت نے اسے دہشت زدہ کر دیا ہے۔"

"دوا وغیرہ دلائی اس کو؟"

"جی الیاس بھائی۔"

"تم لوگوں کو بھی کچھ انعام ملے گا۔ اس کی پروا مت کرو میں اس کی غیر حاضری نہیں لگاؤں گا۔" میں نے الیاس بھائی کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد وہیں کوٹھی کے ایک حصے میں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے اندر بلایا گیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حاجی غفار سے میرا سامنا ہو رہا تھا۔ میں ایک ملازم کے ساتھ اندرونی کوٹھی میں پہنچ گیا۔ ایک بڑے سے کمرے میں حاجی غفار صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لمبی سی داڑھی، ماتھے پر نماز کا نشان، سادہ سے کپڑے پہنے ہوئے، ان کے نزدیک ہی ان کا بڑا بیٹا جبار بھی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بالکل ہی مولوی ٹائپ کا آدمی تھا۔ تہمد اور کرتے میں ملبوس، لمبے لمبے بال، سر پر ٹوپی پہنے ہوئے، بالکل خاموش طبع۔ حاجی غفار نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولے۔

"تمہارا ہی نام ارشاد ہے؟"

"جی سرکار۔"

"کوئی ایسی بات بتا سکتے ہو ان ڈاکوؤں کے بارے میں جس سے تمہیں ان کی پہچان ہو جائے۔"

"نہیں سرکار جی، بس چہرے چھپائے ہوئے تھے انھوں نے اور اچانک ہی حملہ کیا



تھا۔ مجھے موقع مل گیا میں اتر گیا اور پھر انہی میں سے ایک کی بندوق چھین کر میں نے ان پر فائر کیے۔"

"گولی چلانا کیسے جانتے ہو؟"

"بس سرکار پرانا ماحول یاد آ گیا، پولیس میں بھرتی ہوا تھا اور تین مہینے تک ٹریننگ لی تھی لیکن بعد میں افسروں نے مجھے نوکر نہیں رکھا۔ نہ جانے کیا ہو گیا تھا صاب جی، میری جگہ کسی اور کو رکھ لیا گیا تھا مگر وہ تربیت کام آ گئی۔"

"تم کون سے نمبر کا ٹرک چلاتے ہو؟" میں نے ٹرک کا نمبر بتایا تو حاجی غفار نے کہا۔

"کوئی ایسی خاص بات تو نہیں ہوئی اس دوران جسے تم نے تعجب سے دیکھا ہو؟"

"جی سرکار ہم سمجھے نہیں؟"

"میرا مطلب ہے کوئی ایسا کام جس سے تمہیں یہ خیال ہوا ہو کہ یہ غیر قانونی ہے۔ اصل میں کچھ دن پہلے مجھے شکایت ملی تھی کہ میرے ٹرک پر کچھ غیر قانونی کام ہوتے ہیں، دیکھو بالکل بے فکر ہو کر مجھے بتاؤ میں تمہاری حفاظت کی ذمے داری لیتا ہوں، تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ایسی کوئی بات دیکھی ہے تم نے۔"

"نہیں صاحب جی، بالکل نہیں سرکار ہم تو سیدھا سیدھا مال لے کر جاتے ہیں اور سیدھے سیدھے مال لے کر آجاتے ہیں۔"

"یہ جھوٹ بولتا ہے ابا جان، جھوٹ بول رہا ہے یہ آپ کے سامنے، مجھے کئی بار یہ شکایت ملی ہے۔" جبار اچانک ہی بول پڑا تھا۔ عجیب منمنی سی آواز تھی، حاجی غفار نے کہا۔

"مگر یہ کہتا ہے کہ اس نے کچھ نہیں دیکھا۔"

"ہو سکتا ہے ابھی اس نے کچھ نہ دیکھا ہو نیا نیا آیا ہے۔"

"پھر بھی جبار ہم اسے مجبور تو نہیں کر سکتے کہ یہ ہمیں کچھ بتا ہی دے۔"

"سنبھال لیجیے ابا جان، حالات کو سنبھال لیجیے کہیں ایسا نہ ہو کہ بدنامی آپ کو اپنی گرفت میں لے لے۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ضرورت سے زیادہ بولنے لگتے ہو جبار، وقت اور موقع کی نزاکت کا خیال کیا کرو، حد سے آگے بولنا نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔" حاجی غفار نے منہ بنا کر کہا اور جبار جلدی جلدی تسبیح کے دانے پھیرنے لگا۔ مجھے گولر کے پھل میں پکنے والے وہ بھونگے یاد آگئے جو بڑے کمزور ہوتے ہیں اور انھیں پھل سمیت معدے میں اتار لیا جاتا ہے۔ میرے لیے یہ لوگ ان بھونگوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ آسانی سے انھیں اپنے جبڑوں میں دبا سکتا تھا۔ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے۔ مجھ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ میں حالات سے کس حد تک واقف ہو گیا ہوں۔ اس سے زیادہ ان کا کوئی اور مقصد نہیں تھا۔ حاجی غفار نے جیب سے کچھ نوٹ نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا انعام ہے، سنو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو، آئندہ خیال رکھنا، پورا پورا خیال رکھنا اگر کوئی ایسی بات ہو جو تمہیں غیر قانونی محسوس ہو تو خفیہ طور پر مجھے بتا دینا، میں تمہیں الگ سے انعام دیا کروں گا۔"

"صاحب جی انعام کی ضرورت نہیں ہے، ہم تو آپ کے نمک خوار ہیں۔ اس کے بغیر بھی ایسی کوئی بات ہوگی تو ہم آپ کو بتا دیں گے۔"

"یہ رکھ لو اب تم میرے آدمی ہو اس بات کو دل میں رکھنا کوئی بھی ایسی بات ہو جو تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو مجھے ضرور بتانا۔"

"ٹھیک ہے صاحب جی جیسا آپ کا حکم۔" میں نے نوٹ جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کرکے وہاں سے نکل آیا۔ پتا نہیں الیاس بھائی نے مجھے کیوں روکا تھا۔ اب یہ تو اندازہ ہو ہی گیا تھا کہ یہ لوگ اپنے اس کاروبار کی آڑ میں مجرمانہ کارروائیوں میں بھی ملوث ہیں۔ کون کیا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ ممکن ہے الیاس بھائی بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے ہوں۔ فی الحال سب سے محتاط رہنا تھا۔

"حاجی صاحب نے بلایا تھا؟" الیاس بھائی نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"کیا کہہ رہے تھے؟"



"بس اسی واقعہ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔" میں نے جواب دیا اور الیاس بھائی سوچنے لگے پھر بولے۔

"کتنے بھائی ہو؟"

"ایک ہوں۔"

"شادی ہو چکی ہے؟"

"ہاں جی۔"

"بچے ہیں؟"

"نہیں۔"

"بیٹا۔ زمانہ بہت خراب ہے۔ پھونک پھونک کر چلو۔ کسی کے لیے جان دے دو، کچھ نہیں ملے گا۔ اپنا خیال رکھنا ضروری ہے۔ جانا چاہو جا سکتے ہو۔" میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اس کے بعد گھر چل پڑا۔

رخسار نے سکون سے دروازہ کھولا تھا۔ اندر آکر سب سے پہلے میں نے ریاض کے بارے میں پوچھا تھا۔ "بخار اتر گیا ہے۔" رخسار نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا حال ہے؟"

"بالکل پرسکون ہوں۔ اپنے شوہر کی سطح جانتی ہوں۔" رخسار نے جواب دیا۔ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم دونوں نیچے اتر آئے تھے۔

"آؤ بھائی جی۔ ریاض تو تمہارا مرید ہو گیا ہے۔ کہتا ہے اتنا بہادر بندہ اس نے کبھی نہیں دیکھا۔" نوری نے ہنس کر کہا۔

"ریاض بھی بہت بہادر ہے نوری۔"

"ہاں نئیں۔ بس دو ہی تو بہادر ہیں۔" نوری حسب معمول ہنس کر بولی۔ رات گئے تک ہم وہاں بیٹھے رہے تھے پھر اوپر آگئے لیکن زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ رخسار یہ سوچ کر دروازہ کھولنے چلی گئی کہ نوری ہوگی۔ کوئی اور تو یہاں کبھی نہیں آیا تھا لیکن میں نے رخسار کی آواز سنی۔

www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



”جی بھائی جی۔ کس سے ملنا ہے؟“

”ارشاد ہے؟“

”ہاں جی ہیں؟“

”اسے بلاؤ۔“ آواز آئی میں فوراً دروازے پر پہنچ گیا لیکن ستار علی کی صورت دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔

”سرکار.......... آپ؟“

”دس منٹ کے لیے میرے ساتھ آؤ گے ارشاد! بس ایسے ہی آجاؤ۔“ ستار نے نرم لہجے میں کہا اور میں بادل ناخواستہ اس کے ساتھ نیچے آگیا۔ ”وہ میری گاڑی کھڑی ہے۔ اس میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔“ اس نے اشارہ کرکے کہا اور میں گردن جھکائے اس کے ساتھ چل پڑا۔ گاڑی خالی تھی اس نے دروازہ کھول کر مجھے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر خود بھی بیٹھ گیا پھر اس نے جیب سے بہت سے نوٹ نکالے اور میری جیب میں ٹھونس کر بولا۔

”یہ تمہاری بہادری کا انعام ہے۔“

”آپ ہی کا دیا کھاتے ہیں سرکار!“

”ہمیں تم جیسے دلیر آدمی کی ضرورت ہے۔“

”جان حاضر ہے سرکار!“

”مالکوں سے سچ بولتے ہو یا جھوٹ؟“

”سچ۔“ میں نے جواب دیا۔

”جیکب کا کیا قصہ ہے؟“

”جی سرکار؟“

”جیکب صاحب راستے سے مال چڑھاتے ہیں۔“

”جی سرکار۔“

”کیا مال ہوتا ہے وہ؟“



”ڈبے بند ہوتے ہیں سرکار۔“

”سنا ہے ایک ڈبہ ٹوٹ گیا تھا؟“

”جی۔ ایسا ہوا تھا۔“

”کیا تھا اس میں؟“

”ہمیں نہیں معلوم مالک۔“

”تم ساتھ تھے؟“

”مگر دور تھے۔ غور نہیں کیا۔“

”لوڈر کہاں تھے؟“

”وہ ساتھ تھے؟“

”تو تم وہاں نہیں تھے؟“

”نہیں مالک۔“

”ہوں۔“ ستار کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ ”تم نے ابھی کہا تھا کہ تم مالک کے وفادار ہو؟“

”جی سرکار!“

”تب پھر تمہیں میرا ایک کام کرنا ہوگا؟“

”حکم دیجئے سرکار!“

”جیکب پر نگاہ رکھو، وہ جو کچھ کرے مجھے اس کے بارے میں رپورٹ چاہیے۔“

”ایک بات کہیں مالک؟“

”کہو۔“

”ہم غلام ہیں آپ کے۔ مالک ہم سے ہمارا کام جس طرح دل چاہے لو۔ ایسے کام نہ کراؤ ہم سے کہ ہم مشکل میں پھنس جائیں۔ آپ بڑے آدمی ہو مالک۔ ہماری اوقات کچھ نہیں ہے۔ ہم مارے جائیں گے سرکار۔“

”گویا تم تیار نہیں ہو؟“

”ہم اندھے، گونگے اور بہرے ہیں مالک۔ صرف گاڑی چلانا جانتے ہیں ہم۔“

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہوں۔" ستار پھر کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ "ٹھیک کہتے ہو تم۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ کاش تم میرے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو جاتے۔ اچھا ایک کام تو کر سکتے ہو؟

"جی مالک؟"

"میری اس ملاقات کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا۔"

"مالک کی قسم۔ ہم بھول گئے' کبھی زبان سے یہ بات نہیں نکلے گی۔"

"جاؤ آرام کرو۔" ستار نے کہا اور میں گاڑی سے نیچے اتر گیا لیکن عقب سے پوری طرح ہوشیار تھا۔ مجھے ہنسی آرہی تھی پھر میں گھر آگیا۔

کئی دن تک ہنگامہ رہا۔ مجھے تھانے لے جایا گیا۔ ریاض بھی ٹھیک ہو کر ڈیوٹی پر آگیا۔ بات ختم ہو گئی لیکن نہ جانے کیوں مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ منیجر جیکب مجھ پر بہت مہربان ہو گیا ہے۔ الیاس بھائی نے مجھے خوشخبری سنائی۔

"تمہیں مستقل کرلیا گیا ہے۔"

"ابھی تو مجھے مہینہ بھی نہیں ہوا۔"

"منیجر صاحب کا حکم تھا۔ شاید تمہاری ڈیوٹی بھی بدل جائے۔" پھر میری ڈیوٹی بدل گئی۔ جیکب کے پاس ایک شاندار پجارو تھی۔ اس نے مجھ سے کہا۔

"ارشاد پجارو چلاؤ گے؟"

"تابعدار ہوں سرکار!" میں نے گردن جھکا کر کہا۔

"ٹھیک ہے آج سے میرے ساتھ کام کرو۔" جیکب نے کہا۔ تب میں نے جیکب کی رہائش گاہ بھی دیکھی۔ ڈیوٹی بہت آسان ہو گئی تھی اب ٹرک لے کر نہیں جانا ہوتا تھا۔ بس جیکب کے چھوٹے موٹے کام کرنے ہوتے تھے۔

ایک دن اس نے کہا۔ "رات کو گھر والی سے الگ رہ سکتے ہو؟"

"میں سمجھا نہیں سرکار؟"

"ہفتے میں ایک آدھ بار رات کی ڈیوٹی بھی لگ سکتی ہے۔"

"حاضر ہوں سرکار۔" میں نے کہا۔ اس رات جیکب دو آدمیوں کے ساتھ گھومنے



نکلا تھا اور مجھے آدھی رات تک گاڑی چلانی پڑی تھی لیکن گاڑی جہاں گئی وہ بڑی خوفناک جگہ تھی۔ کوئی دو گھنٹے کے بعد سڑک سے اتر کر کچے راستے عبور کرنے پڑے تھے پھر چٹانی راستوں پر سفر کیا گیا تھا۔ بہت ہی عجیب جگہ گاڑی رکوائی گئی تھی۔

"ہمیں واپسی میں ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔ دیکھو یہ تھرماس میں چائے ہے' یہ بسکٹوں کے ڈبے ہیں' ٹیپ ریکارڈر ہے' ہلکی آواز میں چلا سکتے ہو' اور سنو' ہمارے پیچھے آنے کی کوشش مت کرنا۔ اوکے۔" وہ آگے بڑھ گئے۔

گدھے کے بچے۔ میں نے دل ہی دل میں دانت پیستے ہوئے کہا۔ خود کو بہت اسمارٹ سمجھ رہے ہیں۔ مجھے قانون کا سہارا حاصل نہیں ہے لیکن وطن عزیز کی بہتری اور بقا کے لیے میں خود قانون ہوں اور انہیں سزا دے سکتا ہوں۔ ذرا ان کی اصلیت معلوم ہو جائے لیکن آہستہ آہستہ۔

میں پجارو سے نیچے نہیں اترا لیکن اس علاقے کی پوری پوزیشن میں نے ذہن نشین کرلی۔ ریاض پوری تفصیل بتا سکتا تھا۔ جلد بازی کر کے میں کوئی کام خراب نہیں کرنا چاہتا تھا جیکب کی سرگرمیاں پراسرار تھیں نہ جانے کن لوگوں سے اس کا رابطہ تھا اور نہ جانے کن کن چکروں میں پڑا ہوا تھا حاجی غفار ہی کا آدمی تھا سوچنے کی کوئی بات ہی نہیں تھی بہرحال میرا ذہن نہ جانے کیسے کیسے خیالات کی آماجگاہ بنا رہا جیکب کو گئے ہوئے خاصی دیر ہو گئی تھی موسیقی سے دلچسپی کسے نہیں ہوتی لیکن میری تو زندگی ہی ایسی گزری تھی کہ اپنی پسند کا کبھی کوئی کام ہی نہیں ہو سکا تھا پھر بھی وقت گزاری کے لیے ٹیپ ریکارڈر آن کرلیا آواز بالکل مدھم کر دی اور ایک کیسٹ تلاش کر کے ٹیپ ریکارڈر میں لگا دیا اور پشت سے ٹیک لگالی کچھ دیر تک سرسراہٹ ابھرتی رہی اور پھر ایک آواز ابھری۔

"یہ تمہاری بہادری کا انعام' آپ ہی کا دیا کھاتے ہیں سرکار' ہمیں تم جیسے دلیر آدمی کی ضرورت ہے' جان حاضر ہے سرکار۔" میں حیرانی سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا یہ تو میری اور ستار کی آواز تھی میں حیرت سے منہ پھاڑے دونوں آوازیں سنتا رہا یہ کیا ہے۔ جیکب کی گاڑی میں ستار کی اور میری گفتگو کا یہ ٹیپ شدہ کیسٹ کہاں سے آگیا اور یہ

ندیم
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ریکارڈ کیوں کیا گیا۔ اس سے ان کا کیا مقصد تھا گاڑی بھی وہ نہیں تھی جس میں ستار میرے پاس آیا تھا اور اس نے مجھ سے یہ گفتگو کی تھی لیکن کیسٹ۔ میں نے پوری گفتگو سنی اس کے بعد آگے کا کیسٹ خالی تھا۔ میں حیران پریشان ادھر دیکھتا رہا پھر میں نے جلدی سے کیسٹ نکال کر اسے واپس اس کے باکس میں رکھ دیا اور ٹیپ ریکارڈر بند کر دیا لیکن میرا ذہن انہی خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کیا یہ گفتگو ستار نے ریکارڈ کی ہے لیکن اس کا مقصد۔ حالانکہ پوری گفتگو میں ایسا کوئی جملہ نہیں تھا جس پر کوئی قانونی گرفت ہو سکے بلکہ نہایت ہی محتاط گفتگو تھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ریکارڈنگ کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ذہن دوڑاتا رہا پھر دور سے کچھ انسانی ہیولے نظر آئے جیکب ہی تھا میں نے مستعدی سے اسٹیئرنگ سنبھال لیا جیکب نے واپس آنے کے بعد چلنے کے لیے کہا اور میں گاڑی موڑ کر واپس چل پڑا جیکب نے آبادی میں داخل ہونے کے بعد کہا۔

"گاڑی اپنے گھر کے پاس لے چلو۔ تم وہاں اتر جانا بعد میں دوسرا آدمی گاڑی ڈرائیو کر کے لے جائے گا۔ میں نے خاموشی سے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور گھر واپس آگیا رخسار میرے انتظار میں جاگ رہی تھی کھانا گرم تھا نوری اور ریاض کے گھر میں تاریکی نظر آ رہی تھی اس کا مطلب ہے کہ وہ گہری نیند سو گئے ہیں میں نے محبت بھری نگاہوں سے رخسار کو دیکھ کر کہا۔"

"اور زندگی کی اس تبدیلی پر اگر غور نہ کیا جائے اور اس سے لطف نہ لیا جائے تو کیا انسان کو خوش ذوق کہا جا سکتا ہے۔"

"کبھی نہیں۔ بیٹھے جوتے اتاریے مسٹر فیصل۔" وہ نیچے جھکی تو میں نے کہا۔

"نہیں اب اتنی بھی وفا شعار نہ بنو میں اگر تمہیں کچھ دے نہیں سکتا تو تمہاری توہین بھی نہیں کر سکتا۔"

"جناب عالی۔ یہ جذباتی باتیں رہنے دیں۔ زندگی میں جب ہم اس چینج کو محسوس کر رہے ہیں تو پھر اسے مکمل ہونے دیجئے نا۔" رخسار نے کہا اور میں ہنس پڑا۔

"ویسے اچھا لگتا ہے رخسار۔ تم نے کھیتوں پر روٹی لے جاتی ہوئی وہ مٹیاریں دیکھی



ہیں جو لاچا باندھے سر پر گھڑا رکھے بغل میں روٹی کی ڈالیا دبائے کھیت پر پہنچتی ہیں اور وہ حضرت کھرپا بہادر انہیں دیکھ کر مونچھوں پر تاؤ دیتے ہیں اور ہاتھ دھوئے بغیر روٹی کھانے بیٹھ جاتے ہیں۔"

"جی نہیں۔ وہ مٹیار پہلے ہاتھ دھلاتی ہے۔"

"اگر ڈائریکٹر اچھا ہو تو ہاتھ دھلوا دیتا ہے ورنہ حضرت کو ہاتھ دھونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔" رخسار ہنس پڑی۔ میں بھی ہنس پڑا تھا حالانکہ خاصی رات ہو گئی تھی لیکن گرم گرم کھانا میرے سامنے آیا اور رخسار بھی ہاتھ دھو کر سامنے بیٹھ گئی۔

"تم نے بھی نہیں کھایا؟"

"مٹیار کھاتی ہے؟"

"ارے باپ رے۔ تم تو سنجیدہ ہو گئیں۔" میں نے کہا اور رخسار میرے ساتھ کھانے میں مصروف ہو گئی۔

"معدہ خراب ہو جائے گا رخسار۔"

"نہیں ہو گا۔ یہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے دیکھو میں موٹی ہو رہی ہوں۔"

"نہیں بھئی۔ موٹی نہ ہونا۔ تم کیا سمجھتی ہو کیا ہمیں یہیں وقت گزار دینا ہے۔"

"یقین کرو۔ دل تو یہی چاہتا ہے۔"

"اماں چھوڑو رخسار۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ زندگی بری ہے لیکن عارضی ہے اس بات کو ذہن میں رکھنا۔"

"نہ جانے کیوں۔ تم اس قسم کی باتیں کرنے لگتے ہو فیصل۔ زندگی کے لمحات عارضی ہوں یا مستقل، مستقل لمحات وہ ہونے چاہیے جو ہمارے ساتھ ساتھ گزریں۔"

"اچھا اب ایک بات پوری سچائی سے بتاؤ گی؟"

"پوچھو۔ یہ جھوٹ کا شک کیوں گزرتا ہے؟"

"نہیں مجھے یہ بتاؤ۔ ان حالات سے تم خوفزدہ ہو؟"

"پہلے بھی کہہ چکی ہوں فیصل۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ تم کہاں اور کس کے خلاف

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کام کر رہے ہو، کیسے کیسے لوگوں سے تمہارا واسطہ ہے لیکن میں پورے اعتماد کے ساتھ تمہاری اس مہم کے خاتمے کا انتظار کرتی تھی اور یہ سوچتی تھی کہ آخر کار تم کامیاب و کامران واپس آؤ گے۔"

"تھینک یو رخسار۔"

"کیا قصہ کیا ہوا اتنی رات........"

"ہاں۔ اصل میں رخسار وہی صورتحال ہوگئی ہے یعنی اب یہ بات بالکل طے ہو چکی ہے کہ حاجی غفار اور اس کے دونوں بیٹے یا ممکن ہے ان میں سے ایک اس سلسلے میں پوری طرح ملوث ہیں دوسرا ذرا مختلف قسم کا آدمی ہے کچھ خالی خالی سا لگتا ہے لیکن ستار بہت تیز طرار آدمی ہے مجھے پیسے مل رہے ہیں رخسار اور اس کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ وہ مجھے اپنی مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث کرتے جارہے ہیں یہ لوگ ٹرانسپورٹ کے بزنس کی آڑ میں غالباً اسمگلنگ بھی کرتے ہیں اسلحہ وغیرہ بھی فروخت کرتے ہیں اور ادھر سے ادھر منتقل کرتے ہیں بہرحال یہ سب ملک دشمن سرگرمیاں ہیں اور ان پر ٹھیک ٹھاک طریقے سے کام ہو رہا ہے ہوسکتا ہے اس میں کچھ غیر ملکی ہاتھ بھی ہو۔"

رخسار چند لمحے تشویش زدہ انداز میں مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"ایک بات بتاؤ فیصل؟"

"ہاں۔"

"اگر کوئی ایسی صورت حال مکمل ثبوتوں کے ساتھ تمہارے سامنے آگئی تو کیا پولیس کا سہارا لوگے۔"

"ذرا اس سوال کی وضاحت کرو۔"

"مطلب یہ ہے کہ اپنی اصل حیثیت سے تو اب تم منظر عام پر نہیں آسکتے اور پولیس کا سہارا لینے کا مطلب ہے کہ تم خود مشکل میں پڑ جاؤ۔ میں اکثر یہ بات سوچتی رہی ہوں۔" میں نے چند لمحات خاموشی اختیار کی پھر آہستہ سے کہا۔

"اس سے پہلے بھی میں نے اپنے وطن کی انتظامیہ کا سہارا نہیں لیا کوئی میکو دیا نے



مجھے اپنے چند کاموں کے لیے بالکل تن تنہا مہمات پر بھیجا اور خدا کے فضل سے میں اپنے کام کی تکمیل کے بعد ہی واپس لوٹا میں اپنے وطن کا سپاہی ہوں اور سپاہی کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وطن دشمن کو ہلاک کردے اس وقت بھی میں یہیں کروں گا ذرا ان لوگوں کو روشنی میں لارہا ہوں ذرا تفصیلات معلوم کر رہا ہوں کہ یہ کر کیا رہے ہیں اس کے بعد جہاں اور جب دیکھوں گا کہ اب صورتحال مکمل ہوگئی ہے تو میں خود ہی ان سب کو تہا نیست و نابود کردوں گا یہ کیا سمجھتے ہیں اپنے آپ کو خاموشی سے ایک ایک کو موت کی نیند سلادوں گا اس طرح برباد کروں گا انھیں کہ یہ تصور بھی نہ کرسکیں۔" رخسار میری صورت دیکھتی رہی پھر اس نے مطمئن انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"خدا تمہارے حوصلوں کو قائم رکھے۔"

"اور جناب عالی۔ رات کتنی ہوگئی ہے۔ یہ نہیں دیکھا آپ نے۔"

"چلو سو جاؤ۔" رخسار نے کہا اور میں مسکراتا ہوا اپنے بستر پر پہنچ گیا۔

دوسرے دن پھر وہی معمولات البتہ مجھے یہ احساس ہونے لگا تھا کہ ٹرک لے کر جانے سے مجھے وہ ٹھکانے نہیں معلوم ہو پارہے تھے جہاں جہاں سے جیکب مال اٹھاتا تھا اور جہاں پہنچاتا تھا یہ پتا چلنا چاہیے کہ جیکب کا تعلق اور کن کن لوگوں سے تھا لیکن مجبوری ہاں۔ یہ الگ بات ہے کہ اب جیکب کے خفیہ راز معلوم ہو رہے تھے۔ تقریباً ڈیڑھ ہفتہ گزر گیا مجھے بار بار انعامات ملتے رہتے تھی۔ یہ انعامات کبھی جیکب دیتا اور کبھی ستار حاجی صاحب اور جبار سے اس کے بعد ملاقات نہیں ہوئی تھی لیکن پھر ایک دن ایک اور دلچسپ واقعہ پیش آگیا جیکب نے مجھے کسی کام سے بھیجا تھا اور میں ایک تھوڑے فاصلے پر آباد شہر جارہا تھا راستے میں مجھے ایک بوڑھی عورت اور ایک مرد ملے۔ خالی گاڑی میں تھا دونوں نے ہاتھ جوڑ کر مجھ سے لفٹ مانگی دیہاتی سے لوگ تھے اور غریب نظر آتے تھے۔ میں نے سوچا کہ جاتو رہا ہوں اگر میری منزل تک جارہے ہیں تو انھیں پہنچانے میں کوئی حرج نہیں تھا میں نے انھیں پچھلی سیٹ پر بٹھالیا اور دونوں مجھے دعائیں دیتے ہوئے بیٹھ گئے گاڑی رکی ہوئی تھی میں نے پلٹ کر پوچھا۔

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

”کہاں جانا ہے تم لوگوں کو؟“ لیکن دوسرے لمحے میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں بوڑھے آدمی کے ہاتھ میں ایک عجیب و غریب پستول تھا جس کا رخ اس نے میری جانب کیا ہوا تھا ایک لمحے میں وہ سب کچھ ہوگیا جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ایک ابلکا سا غبار پستول کی نال سے نکل کر میرے چہرے سے ٹکرایا اور میں نے فوراً ہی پستول پر ہاتھ مارنے کی کوشش کی بوڑھا پیچھے ہوگیا تھا لیکن مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے ہوش و ہواس کسی مضبوط آہنی شکنجے میں جکڑتے جارہے ہوں اور پھر درحقیقت چند ہی لمحے مجھے بے ہوش ہونے میں لگے تھے اور یہ نہیں پتا تھا کہ ہوش آنے میں کتنی دیر لگی ہے لیکن ہوش آیا تو ایک بڑے سے کمرے میں جس میں دیواروں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا میں زمین پر بندھا ہوا پڑا تھا آنکھوں میں مرچیں سی لگ رہی تھیں حلق بڑا بدمزہ ہو رہا تھا غالباً اسی خواب آور گیس کا اثر تھا جس سے مجھے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ میں چند لمحے تو سوچوں میں ڈوبا رہا‘ یہ حماقت ہوئی ہے مجھ سے اتنا بے پروا نہیں ہونا چاہیے تھا حالات سے گو ابھی کوئی سنگین نوعیت پیدا نہیں ہوسکی تھی لیکن پھر بھی ہوشیار رہنا ضروری ہوتا ہے‘ کسی کو براہ راست مجھ پر شبہ کا موقع نہیں ملا تھا لیکن انتظامیہ کے افراد بھی ہوسکتے ہیں جو مجھے ہی آلہ کار بنا کر ان لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں‘ حالانکہ ایک عجیب و غریب خیال تھا لیکن جس طرح اس کی تصدیق ہوئی اس پر میں حیران ہوگیا‘ جو شخص کمرے میں داخل ہوا وہ فوجی وردی پہنے ہوئے تھا اور اس کے شانے پر کرنل کے نشانات جگمگا رہے تھے‘ آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا ہوا تھا‘ بہت خوبصورت بدن کا مالک تھا‘ چہرہ بھی شاندار نظر آرہا تھا‘ ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں کچھ الجھن سی پیدا ہوگئی‘ وہی ہوا جس کا خدشہ تھا‘ میں خاموش نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا‘ فوجی میرے سامنے آکھڑا ہوا‘ اس نے کہا۔

”میرا نام امیر شاہ ہے اور تم نے میرے لباس سے یہ اندازہ لگا ہی لیا ہوگا کہ میں کون ہوں؟“

”جی۔“



”تمہارا نام شاید ارشاد علی ہے؟“

”جی۔“ میں نے جواب دیا۔

”ارشاد علی جہاں تک تمہارے بارے میں میری معلومات کا تعلق ہے‘ تم ایک شریف نوجوان ہو‘ سیدھے سادے اور معصوم سے نوجوان جو اپنی بیوی کے ساتھ کرائے کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتے ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی تم ایک وفادار اور نمک حلال قسم کے آدمی ہو‘ دیکھو ارشاد علی جس زمین پر تم رہتے ہو‘ سب سے پہلا حق تم پر اس زمین کا ہے اگر زمین کی نمک حلالی نہیں کرو گے تو کسی کی بھی نمک حلالی کرتے رہو‘ تمہارا عمل جائز نہیں ہوگا‘ تمہارے بارے میں کافی معلومات حاصل کی ہیں ہم نے اور ہمیں پتا چلا ہے کہ تم نے مالک کی وفاداری میں اس کا مال بچانے کے لیے اپنی زندگی پر کھیل کر کئی ڈاکوؤں کو ہلاک کر دیا تھا‘ ارشاد علی بے شک تم نے اپنا فرض پورا کیا تھا لیکن اگر تمہیں یہ علم ہو جائے کہ جن لوگوں کے لیے تم کام کر رہے ہو‘ وہ اچھے لوگ نہیں ہیں اور تمہارے وطن کو نقصان پہنچا رہے ہیں‘ تو کیا تم وطن دشمنوں کو معاف کردو گے؟“

”سر میں تو ایک سیدھا سادہ آدمی ہوں مجھے نہیں معلوم مالک کیا کرتے ہیں۔“

”چلو ٹھیک ہے لیکن اب جب تمہیں اس بات کا علم ہوگیا ہے تو کیا تم اپنے وطن کے لیے کام نہیں کرو گے؟“

”سر آپ کو پتا ہے کہ میں ایک غریب سا آدمی ہوں‘ ڈرائیور تھا اور ڈرائیور ہوں‘ مالکوں کے خلاف کچھ کروں گا تو سر میری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی‘ میں تو سیدھی سیدھی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔“

”بے شک سیدھی زندگی گزارو لیکن اس زمین کا جو تم پر حق ہے تمہیں وہ حق پورا کرنا چاہیے‘ ذرا غور کرو وطن کے لیے جان دینے والے سپاہی تھوڑے سے پیسے کماتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں وطن سے محبت کا جو جذبہ ہوتا ہے وہ کتنا قیمتی ہوتا ہے۔“

”جی سر آپ ٹھیک کہتے ہیں۔“

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"معاف کرنا ارشاد علی تمہیں مجبوراً اس طرح وہاں سے لایا گیا ہے ہم اس کے لیے تم سے معافی چاہتے ہیں' ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ تم حکومت کے لیے کام کرو ان لوگوں کے خلاف اور اگر تمہیں یہ پتا چل جائے کہ یہ ملک کے خلاف کام کر رہے ہیں تو پھر تم اپنے ان تھوڑے سے پیسوں کو بھول جاؤ' جو تمہیں تنخواہ کی حیثیت سے ملتے ہیں' پیٹ بھرنے کے لیے تو بہت سے سہارے حاصل ہوسکتے ہیں لیکن وطن دشمنی کرو گے تو زندگی سے بھی جاؤ گے اور بے عزتی کی موت مرو گے۔"

"صاب جی' ہمیں معاف کر دیجیے ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو ایک سیدھے سادے ڈرائیور ہیں جو بس اپنی روزی کما رہے ہیں۔"

"اچھا چلو چھوڑو' یہ بتاؤ جیکب نامی آدمی جس کے پاس اس وقت تم کام کر رہے ہو' کہاں کہاں جاتا ہے تم سے کیا کیا کام لیتا ہے؟"

"صاحب جی پہلے ہم ٹرک چلاتے تھے' حاجی غفار کا مال ادھر سے ادھر لے جاتے تھے' جیکب صاحب ہمارے منیجر ہیں وہ جو واقعہ ہوا نا صاحب جی' اس کے بعد مالک ہم پر بہت مہربان ہوگئے' کیونکہ ہم نے ان کے مال کی بچت کرا دی تھی اس لیے ہمیں جیکب صاحب کی گاڑی چلانے پر لگا دیا گیا ہے وہ جدھر حکم دیتے ہیں ہم ادھر چلے جاتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں یہ ہمیں بالکل نہیں معلوم صاحب جی۔"

"کہاں کہاں جاتا ہے وہ؟"

"بس جی کاموں کے سلسلے میں جگہ جگہ' کبھی اس شہر کبھی اس شہر جہاں کہیں وہ جاتے ہیں وہاں ہم گاڑی میں بیٹھے رہتے ہیں اور کوئی کام ابھی تک ہم سے نہیں لیا گیا۔"

"جی سرکار بتایئے۔"

"جہاں جہاں جیکب جائے اور جو جو کام وہ کرے بس ہمیں اس کی رپورٹ دے دو۔"

"صاحب جی مالک کی نمک حرامی نہیں ہوگی۔"

"پھر وہی بات کہتا ہوں وطن کی نمک حرامی کرنا پسند کرو گے؟"



"نہیں صاحب جی۔"

"اچھا دیکھو مجھے افسوس ہے کہ تمہیں اس طرح یہاں لایا گیا لیکن ایک مجبوری تھی' تمہیں یہاں آئے ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا' تم سے پوچھا جائے تو کوئی بھی بہانہ کر دینا' میں دوبارہ تم سے ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا سوچنا' غور کرنا' وطن کے لیے کچھ کرنا دنیا کا سب سے بڑا کام ہے سمجھ رہے ہو نا میری بات؟"

"جی سرکار۔" میں نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا اور اس نے آگے بڑھ کر خود میری ہاتھ کھول دیے اور پھر کہنے لگا۔

"ایک بار پھر میں تم سے معافی چاہتا ہوں کہ اس طرح تمہیں یہاں لانا پڑا! لیکن اگر ہم دوسرے انداز میں تم سے کہتے تو شاید تم ہمارے ساتھ آنا پسند نہیں کرتے جو تکلیف تمہیں ہوئی اس کے لیے ہمیں معاف کر دینا' یہاں سے تمہیں آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے جانا پڑے گا' تمہاری گاڑی ہمارے پاس موجود ہے بعد میں تمہیں گاڑی کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی جائے گی' تھوڑی دیر انتظار کرلو۔" دس منٹ کے بعد دو افراد میرے پاس آئے میری آنکھوں پر پٹی باندھی گئی اور مجھے وہاں سے نکال لیا گیا پھر انجن کی آواز سے ہی میں نے پہچان لیا تھا کہ یہ ہماری ہی گاڑی تھی کوئی پندرہ منٹ مجھے سفر کرنا پڑا! اور اس کے بعد میری آنکھوں کی پٹی کھول دی گئی اور اسٹیرنگ کی چابی میرے حوالے کر دی گئی جو شخص گاڑی ڈرائیو کرکے یہاں لایا تھا وہ نیچے اتر گیا ایک چوڑی سڑک تھی' جسے میں نے پہچان لیا تھا' نیچے اترنے کے بعد اس نے ہاتھ ہلایا اور سڑک کے نشیب میں اتر گیا میں تھوڑی دیر تک اپنی آنکھوں کی بینائی بحال کرنے کی کوشش کرتا رہا اور اس کے بعد پجارو میں بیٹھ کر چل پڑا۔ نہ جانے اس تمام کام میں کتنا وقت لگ گیا تھا لیکن گاڑی چلاتے ہوئے میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہوا' کرنل کی وردی میں ملبوس شخص بے شک فوجی نظر آرہا تھا لیکن اس کا انداز' اس کی گفتگو یہ سب کچھ کیا تھا۔ در حقیقت پہلی بار مجھے ایک ہلکے سے خوف کا احساس ہوا تھا اگر واقعی وہ کوئی فوجی تھا تو ایسے لوگوں کا میری جانب متوجہ ہونا مناسب نہیں ہے' وہ میرے بارے میں جانتے بھی تھے اور صاف ظاہر تھا کہ اگر

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

انتظامیہ کے افراد ہیں تو حاجی غفار کی طرف متوجہ ہوگئے ہیں ایسے حالات میں مستقبل میں میرے لیے کیا مشکلات پیش آسکتی ہیں اپنے طور پر چالاکی سے کام لے کر ان لوگوں کو حاجی غفار کے بارے میں تفصیلات بتا بھی سکتا تھا لیکن کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی حاجی غفار ہی کے آدمیوں کی کوئی چال ہو' وہ مجھے پرچیک کرنا چاہتے ہوں۔ دل و دماغ میں ایک الجھن برپا ہوگئی تھی لیکن واپس پہنچتے پہنچتے میں نے اس الجھن کو ذہن سے جھٹک دیا۔ آخری فیصلہ یہی کیا تھا کہ اس واقعے کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤں گا' دیکھوں گا کیا صورتحال رہتی ہے' رخسار کو بھی میں نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا' مجھ سے کوئی پوچھ گچھ ہی نہیں کی گئی تھی اس لیے میں بھی اس مسئلے کو بالکل ہی نظرانداز کر گیا اور اس کے بعد پھروہی معمولات ان معمولات میں البتہ ایک رات ذرا سنگین صورتحال پیش آگئی تھی لیکن اس رات بھی میں نے اپنے طور پر مناسب ہی فیصلہ کیا تھا۔ جیکب نے اس دن مجھے دن میں چھٹی دے دی تھی اور شام کو چھ بجے بلایا تھا۔ شام کو چھ بجے جب میں اس کی بلائی ہوئی جگہ پہنچا تو وہاں ایک اور گاڑی کھڑی ہوئی تھی' بالکل نئی اور ایک خاص قسم کی قیمتی گاڑی جس کے پچھلے اور اگلے حصے کے درمیان رابطہ نہیں تھا' پیچھے کا حصہ بند تھا' جیکب خود میرے ساتھ بیٹھ گیا اور اس نے مجھے چلنے کے لیے کہا۔ راستے کا ایک حصہ تو میرا جانا پہچانا تھا لیکن اس کے بعد مجھے ایک اجنبی راستے سے گزرنا پڑا' صحرا پھیلا ہوا تھا' ریت کے ٹیلے' تاحد نظر بکھرے ہوئے تھے اور مجھے اسی ریت پر گاڑی دوڑانی پڑ رہی تھی' خاص قسم کی گاڑی تھی اس لیے زیادہ دشواری نہیں پیش آرہی تھی لیکن رفتار بہت سست رکھنی پڑ رہی تھی' کوئی چار گھنٹے تک مجھے یہ سفر مسلسل کرنا پڑا اور اس کے بعد ایک ویران علاقہ آگیا۔ یہاں گاڑی رکوا دی گئی اور جیکب انتظار کرنے لگا۔ میں خاموش تھا۔ جیکب نے مجھ سے کہا۔

"ڈرائیور پریشان تو نہیں ہو؟"

"نہیں سرکار' پریشان تو نہیں ہیں ہم لیکن یہ جگہ بڑی عجیب ہے۔"

"سنو بڑی ہوشیاری سے کام کرنا ہے تمہاری سیٹ کے نیچے کلاشنکوف رکھی ہوئی



ہے اگر ضرورت پیش آگئی تو میں تمہیں اشارہ کردوں گا' کچھ ایسی ہی سنگین بات ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ تم ایک بہادر آدمی ہو۔" میں نے سرد نگاہوں سے جیکب کو دیکھا اور خاموش ہوگیا۔ رات گہری تاریک تھی' وقت گزرتا جارہا تھا' جیکب گاڑی کی چھت پر بیٹھا ہوا' کھانے پینے میں مشغول تھا' میں ڈرائیونگ سیٹ پر تھا اور پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا پھر بہت دور سے کچھ روشنیاں نظر آئیں' سبز ٹارچ کی روشنی تھی اس کے جواب میں جیکب نے بھی اوپر سے روشنی جلائی۔ گویا اشارہ دیا جارہا تھا۔ میں خاموش نگاہوں سے ادھر دیکھتا رہا' جیکب نیچے اتر آیا پھر مجھ سے بولا۔

"اب تم ایسا کرو یہاں سے کچھ فاصلے پر چلے جاؤ' وہ جو ادھر ٹیلا نظر آرہا ہے بس وہاں چلے جاؤ تم اور سنو' احتیاطاً یہ کلاشنکوف اپنے ساتھ رکھ لو۔ چلانا جانتے ہو؟"

"نہیں صاحب جی' صحیح طریقے سے نہیں جانتا۔"

"اوہو دیکھو بڑا آسان سا کام ہے سب کچھ وہی ہے جو عام رائفلوں میں ہوتا ہے بس ذرا تھوڑا سا خیال رکھنا پڑتا ہے۔"

"جی سرکار۔" میں نے کلاشنکوف سنبھال لی اور ٹیلے کے عقب میں پہنچ گیا' اب بات کافی سنگین ہوگئی تھی اگر ایسے کسی معاملے میں کسی کے ہاتھ لگ گیا تو اپنا بچاؤ مشکل ہو جائے گا' کچھ نہ کچھ کرنا ہی چاہیے' بہرحال میں انتظار کرتا رہا۔ وہاں سے دیکھتا بھی رہا' ایک اور گاڑی قریب آئی تھی اور پھر ہماری گاڑی سے کچھ سامان اتارا گیا تھا۔ یہ سامان اس گاڑی میں منتقل کردیا گیا اور اس کے بعد وہ لوگ وہاں سے واپس چل پڑے۔ جیکب نے ان کے کافی دور نکل جانے کے بعد مجھے آواز دی تھی اور میں اس کے قریب پہنچ گیا تھا۔ جیکب نے کہا۔

"بس چلو واپس چلو۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے واپس موڑ دی کوئی آدھے گھنٹے کا سفر کیا تھا کہ دفعتاً ہی کہیں دور سے ہم پر طاقتور روشنیاں پڑیں اور جیکب گھبرا گیا اس نے کہا۔

"دوڑاؤ گاڑی دوڑاؤ ہمیں ان کی زد سے نکلنا ہے۔" مجھے بھی ان کی زد سے نکلنا

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



تھا' میں نے صاف اندازہ لگالیا تھا کہ وہ رینجرز تھی اس وقت کسی بھی طور ان کے ہاتھ نہیں آنا تھا ورنہ ساری صورتحال تباہ ہو جاتی' چنانچہ میں نے بڑی مہارت کے ساتھ گاڑی دوڑانا شروع کر دی' راستوں کا تعین میں نے کرلیا تھا' دوسری طرف سے گولیاں برسائی جانے لگیں' غالباً وہ لوگ گاڑیوں میں ہمارے پیچھے آرہے تھے لیکن میں یہ جانتا تھا کہ اگر ہم دونوں ان کے ہاتھ لگ گئے تو میرے ساتھ جو کچھ ہوگا وہ بڑا افسوسناک ہوگا' بچ کر نکلنا تھا ہر قیمت پر بچ کر نکلنا تھا چنانچہ میں اپنی تمام تر مہارت صرف کرتے ہوئے گاڑی کو ان کی زد سے نکال لایا' انھوں نے صرف رتیلے میدان تک ہمارا پیچھا کیا تھا اور اس کے بعد شاید ناکامی کا یقین کرکے' یہ سلسلہ ترک کردیا تھا لیکن میں گاڑی چوڑی سڑک پر نکال لایا اور اس کے بعد میں نے اسے اس کی آخری رفتاری پر دوڑا دیا' جیکب گاڑی کی اسپیڈ دیکھ کر کسی قدر وحشت زدہ ہوگیا تھا لیکن گاڑی پوری طرح میرے کنٹرول میں تھی اور میں اسے اسی رفتار سے مسلسل دوڑا رہا تھا پھر جیکب نے کسی قدر خوف زدہ آواز میں کہا۔

"نہیں بس ہم ان کی زد سے نکل آئے ہیں اب خطرہ نہیں ہے اب رفتار سست کرو۔" میں نے جیکب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے گاڑی کی رفتار سست کردی تھی پھر ہم شہر میں داخل ہوگئے اور جیکب نے کہا۔

"دیر تو ہوگئی ہے تمہیں تھوڑی سی دیر اور سہی میرے گھر چلو۔" میں نے گردن جھکادی تھی۔

پھر کچھ دیر کے بعد گاڑی جیکب کی رہائش گاہ پر رک گئی اور اس نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"آجاؤ۔" میں اس کے ساتھ ساتھ اندر داخل ہوگیا تھا اس نے مجھے ایک کمرے میں بٹھایا اور بولا۔

"میں ابھی آتا ہوں تھوڑی دیر انتظار کرلو۔" میں خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

جیکب تھوڑی دیر کے بعد لباس تبدیل کرکے میرے پاس آگیا اس نے کہا۔

"ارشاد! میں تم سے اتنا خوش ہوں کہ تمہیں بتا نہیں سکتا۔ تم تو واقعی بہت کام کے



آدمی ہو' بہادر اور وفادار تم جیسے آدمیوں کا مل جانا تو بہت بڑی بات ہوتی ہے اصل میں تمہارے بارے میں آج میں نے ایک اور فیصلہ کیا ہے' سنو تمہارے بیوی بچے ہیں؟"

"جی سرکار۔"

"ہر آدمی چاہے وہ کتنا ہی غریب ہو' کتنا ہی امیر اس بات کی آرزو کرتا ہے کہ اس کے گھر والے عیش کی زندگی گزاریں ان کے پاس خوب دولت ہو' کوٹھی کار بنگلے ہوں' بولو میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"نہیں صاب ٹھیک ہے۔"

"تم گاڑی چلاتے ہو۔ کتنی تنخواہ ملے گی تمہیں' تھوڑا بہت انعام ملتا رہے گا اور بس اس سے زیادہ کچھ نہیں' میں یہ نہیں چاہتا میں چاہتا ہوں کہ تم شہر کی آبادی میں رہو' تمہارے بیوی بچے ایک بڑے آدمی کے بیوی بچے کہلائیں' اتنا عیش و آرام ہو ان کے لیے کہ انھوں نے خواب میں بھی نہ سوچا ہو یہ کام میں کرسکتا ہوں ارشاد' تم نے اپنی وفاداری کے تمام ثبوت دے دیے ہیں۔ میں اب تمہیں تمہارا انعام دینا چاہتا ہوں۔ لو دیکھو یہ کتنی رقم ہے' گن سکتے ہو اسے۔" اس نے جیب سے پانچ پانچ سو کے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور میرے سامنے ڈال دی' میں نے گڈی اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی وہ بولا۔

"پچاس ہزار ہیں یہ' پورے پچاس ہزار سمجھے' کتنے ہیں؟"

"پچاس ہزار۔"

"ہاں اگر تم اپنی تنخواہ کا حساب کرو تو کتنے مہینوں کی تنخواہ بنتی ہے یہ تمہاری' دو ڈھائی سال کی تنخواہ' اٹھاؤ اور اس گڈی کو جیب میں رکھ لو یہ تمہاری ہے اور یہ صرف تمہاری آج کی اس بہادری کا انعام ہے جس بہادری سے تم مجھے نکال کر لے آئے ہو۔"

"صاحب جی' اب ہم بھی آپ سے ایک بات کہیں۔ آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔ ہم بھی کبھی کبھی ایسے خواب دیکھتے ہیں کہ ہماری بیوی آرام کی زندگی گزار رہی ہے۔ بڑے اچھے گھر میں رہ رہی ہے لیکن ہم جب ان خوابوں سے جاگتے ہیں تو خود پر ہنس کر خاموش

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہو جاتے ہیں۔ یہ سوچ کر کہ ایسے خواب تو ہم دیکھ سکتے ہیں' پورے نہیں کر سکتے صاحب جی' یہ سچ بھی ہے اگر ہم ان خوابوں کو پورے کرنے کی فکر میں لگ جائیں تو مالک سے وفاداری ختم ہو جائے گی ہماری' سمجھ رہے ہو نا' آپ صاحب جی' بہت بڑی رقم ہے یہ۔ سچ مچ ہماری ڈھائی سال کی تنخواہ ہے پر یہ ہمیں نہیں چاہیے۔ وفاداری کی کوئی قیمت نہیں ہوتی صاحب جی۔ وفاداری تو انسان کے اندر ہوتی ہے۔ ہم آپ سے اس وفاداری کا کوئی بدلہ نہیں لیں گے۔" جیکب حیرت سے میری صورت دیکھنے لگا پھر بولا۔

"جیت لیا ہے تم نے مجھے جیت لیا ہے اچھا سنو۔ یہ پیسے تو خیر تمہیں رکھ لینے چاہئیں۔ اپنی بیوی کے لیے زیور وغیرہ بنوا دینا۔ خوش ہو جائے گی لیکن تم نے بہت بڑا مقام حاصل کر لیا ہے میرے دل میں۔ سنو ارشاد جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ ایک آدھ ہفتے کے بعد جب تمہارا مہینہ پورا ہو جائے تو حاجی غفار کے ہاں کی نوکری چھوڑ دو۔ الیاس بھائی سے کہہ دو کہ تم یہاں سے شہر جا رہے ہو سمجھ رہے ہو نا میری بات۔ تمہاری نوکری اب میرے پاس ہے۔ میں تمہیں بہت کچھ دوں گا۔ بھول جاؤ اس بات کو کہ تمہارے اخراجات کیا ہوں گے' تمہیں ایک بہت اچھے مکان میں رہنے کے لیے جگہ دی جائے گی۔ ایک آدھ نوکر بھی رکھ دیا جائے گا۔ تمہارے ساتھ' تم کسی کو نہیں بتاؤ گے کہ تم کہاں رہ رہے ہو بس خاموشی سے اپنا یہ گھر چھوڑ دینا بلکہ میں تو کہتا ہوں سارا سامان بھی اس گھر میں چھوڑ دینا تاکہ جب تم سامان اٹھاؤ تو کسی کو یہ خیال نہ آئے کہ تم کہیں اور جا رہے ہو۔ جس گھر میں تم جاؤ گے۔ وہاں تمہیں ضرورت کا سارا سامان ملے گا۔ تم اپنی زندگی ہی بدلی ہوئی پاؤ گے۔ میں تمہیں وہ گھر دکھا بھی دوں گا اور بس اس کے بعد پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ آگے تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"صاحب جی۔" میں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ یہ تو کوئی بری بات نہیں ہے جو کچھ تم اب کر رہے ہو نا' تمہیں اس سے بہت زیادہ مختلف کام نہیں کرنا پڑے گا۔ بس ہوشیاری' بہادری' دلیری اور وفاداری کا یہی معیار قائم رکھنا ہو گا۔ تم جیسے آدمیوں کی قدر حاجی غفار کیا کرے گا۔ وہ تو میرے دل میں



ہے۔"

"آپ کی مہربانی ہے صاب جی' مجھے سوچنے کا موقع دیں۔"

"اچھے اور ستھرے مستقبل کے بارے میں سوچ رہے ہو۔ تعجب کی بات ہے لیکن خیر سوچ لو ویسے بھی میں نے تمہیں ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ تو دیا ہے لیکن سوچنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ تمہیں کوئی پریشانی کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ میں ذمے دار ہوں۔ بالکل بے فکر ہو جاؤ۔"

"جی صاحب جی۔"

"اور یہ کہنے کی ضرورت تو ہے نہیں تم سے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ تم خود بھی سمجھدار اور اس سلسلے میں بڑے ثابت قدم آدمی ثابت ہوئے ہو۔ پیسے رکھ لو' جاؤ آج بیوی کو خوش کر دینا۔ وقت زیادہ ہو گیا ہے ورنہ میں خود تمہاری بیوی کے لیے زیورات خرید کر تمہیں دیتا۔ اٹھا لو یہ گڈی۔ میں کہہ رہا ہوں تم سے۔"

"شکریہ صاب جی۔" میں نے نوٹوں کی گڈی لرزتے ہاتھوں سے اٹھائی تاکہ جیکب کو یہ خیال رہے کہ اتنی بڑی رقم میرے لیے کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتی۔ گڈی کو اپنے لباس میں چھپایا۔ جیکب بولا۔

"چلے جاؤ گے یا میں تمہیں چھوڑ دوں؟"

"نہیں صاب جی' میں چلا جاؤں گا۔" جیکب مجھے نیچے تک چھوڑنے آیا تھا اور اس کے بعد میں وہاں سے چل پڑا تھا لیکن ذہن بڑے دلچسپ اور عجیب و غریب احساسات کا شکار تھا۔ میں ہنس رہا تھا اپنی تقدیر پر کہ وحشت تیرے کی پھر الجھا لیا نا اپنے آپ میں۔ ایک طرف جناب کرنل امیر شاہ صاحب تھے' کون تھے کیا تھے کیسے تھے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ دوسری طرف یہ سارا ماحول تھا اور تیسری طرف ایک ایسا خوفناک تصور جو کبھی کبھی دل میں آ جاتا تھا تو نجانے کیسے کیسے احساسات جاگ اٹھتے تھے۔ میں کیا ہوں یہ گدھے نہیں جانتے۔ جان گئے تو انھیں موت آ جائے گی لیکن بہرحال یہ طے تھا کہ میری تقدیر مجھے میرے محور سے ہٹنے نہیں دے گی۔ چاہے اس سے کتنا ہی دور بھاگتا رہوں۔

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



گھر پہنچ گیا اور رخسار کو اپنا منتظر پایا۔ گھریلو زندگی اتنی پر لطف محسوس ہوتی تھی کہ کبھی کبھی یہ سوچنے لگتا تھا کہ اب تک اس سے دور رہ کر عقلمندی کا کام نہیں کیا۔ رخسار کے چہرے پر کوئی ایسی خاص بات تھی جس نے مجھے اپنی جانب متوجہ کر لیا۔ منتظر تھا کہ وہ خود ہی بتائے گی' کھانے کے بعد جب ہم آرام کے لیے لیٹ گئے تو اس نے کہا۔

"ایک بڑی خاص بات ہے فیصل' اب وقت ہے کہ میں تمہیں بتادوں۔"

"جی ارشاد' وہ خاص بات بہت دیر سے آپ کے چہرے پر رقص کر رہی ہے اور میں انتظار میں تھا کہ جلدی سے وہ آپ کے ہونٹوں تک پہنچے۔"

"کیا واقعی؟"

"جی ہاں آپ سے جھوٹ نہیں بولتا ہوں محترمہ رخسار۔"

"فیصل آج ایک نوجوان لڑکی میرے پاس آئی تھی۔ فیشن ایبل اور تعلیم یافتہ۔ بڑی اچھی شخصیت تھی اس کی اور کافی خوبصورت بھی تھی۔"

"آگے؟" میں نے سوال کیا۔

"اس نے اپنا نام فوزیہ جلال بتایا تھا۔"

"مزید آ گے۔"

"بڑی عجیب بات کر رہی تھی۔ تمہارے بارے میں پوچھنے لگی اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تم میرے شوہر ہو۔ میں نے اقرار کیا تو کہنے لگی کہ تمہاری شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے اور کیا تم اپنے شوہر کی وفادار بیوی ہو۔ میں نے کہا کہ ہونا چاہیے تو وہ بولی۔ کہ بہتر یہ نہیں ہوگا کہ اپنے شوہر کو موت سے بچاؤ پھر اس نے یہی تمام حوالے دیے۔ مطلب یہ ہے حاجی غفار وغیرہ کے......... کہنے لگی یہ جرائم پیشہ لوگ ہیں اگر تمہارا شوہر ان کے ساتھ زیادہ عرصہ رہا تو آخر کار اسے یہ لوگ جرائم کی اتنی گہری دلدل میں پھانس لیں گے کہ پھر اس کے لیے راہ فرار نہیں رہے گی۔ ابھی ابتدا ہے اگر چاہو تو اسے بچالو۔ میں نے پوچھا کہ کس قسم کے جرائم تو وہ بولی کہ اسے سمجھاتے ہوئے کرنل امیر شاہ کا حوالہ دے دینا اور بتا دینا کہ فوزیہ جلال امیر شاہ کی نمائندہ ہے۔ اس نے کہا میں تمہیں سمجھاؤں



اور اگر بات کسی حد تک تمہاری سمجھ میں آجائے تو پھر تم سے کہوں کہ کرنل امیر شاہ تم سے دوبارہ ملاقات کرے گا اور تمہیں بتائے گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ کافی دیر تک وہ میرے ساتھ رہی اور دل ہلا دینے والی باتیں کرتی رہی پھر یہ کہہ کر گئی ہے کہ کل ساڑھے پانچ بجے دوبارہ آئے گی اور تمہارا جواب مجھ سے لے گی۔"

میں دلچسپی سے رخسار کی صورت دیکھتا رہا اور پھر میں نے رخسار کو "الف" سے لے کر "یے" تک ساری تفصیل بتا دی۔ پچاس ہزار کے نوٹوں کی وہ گڈی بھی رخسار کے سامنے ڈال دی جس پر رخسار نے کوئی توجہ نہیں دی۔ کافی دیر تک وہ سوچ میں ڈوبی رہی پھر بولی۔

"فیصل' کھیل طویل نہیں ہو گیا۔ یہ تو میں جانتی ہوں کہ وہ لوگ تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتے اور تم انھیں بہ آسانی ہڑپ کر لوگے لیکن ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے اب ہم کیا کریں؟"

"رخسار یہ کرنل امیر شاہ کچھ غیر فطری سی شخصیت نہیں لگ رہی؟"

"کس لحاظ سے کہہ رہے ہو؟"

"ایک فوجی آدمی کو اس طرح پرائیویٹ کام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" رخسار بھی سوچ میں ڈوب گئی پھر اس نے کہا۔

"ہاں انوکھی بات ہے جس طرح تمہیں اغوا کر کے وہاں لے جایا گیا۔ اس کے بعد سے وہ لوگ تم پر پریشر بھی ڈال سکتے تھے۔"

"سوچنا پڑ رہا ہے اور اب یہ بھی سوچ رہا ہوں رخسار کہ تھوڑا سا رسک لینا پڑے گا۔"

"رسک؟"

"کرنل امیر شاہ اگر ذاتی طور پر ان معاملات میں کچھ دلچسپی لے رہا ہے تو میں اسی حیثیت سے جس حیثیت سے ہم لوگ اب تک کام کر رہے ہیں کرنل امیر شاہ سے تعاون کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اصل میں یہ بھی تو ایک بڑا مسئلہ ہے کہ کون کس حیثیت کا

www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



حال ہے۔ اصل میں مجھے تو یہی شبہ تھا کہ کہیں کرنل امیر شاہ بھی تو حاجی غفار ہی کا کوئی مہرہ نہیں ہے۔ وہ لوگ مکمل طور سے یہ معلوم کرلینا چاہتے ہوں کہ میں صحیح آدمی ہوں بھی یا نہیں۔ اصل میں، اس واقعے کے بعد جو ٹرک لوٹنے کے سلسلے میں پیش آیا تھا ان لوگوں کو میرے بارے میں بڑی تشویش ہوگئی ہے اور یہ مجھے مختلف طریقوں سے آزماتے رہے ہیں لیکن اگر کرنل شاہ کوئی الگ شخصیت ہے تو پھر اس سے تعاون کیا جاسکتا ہے۔"

"کیا کرنا چاہیے مجھے؟"

"میرے خیال میں کل ساڑھے پانچ بجے میں بھی اس سے ملاقات کرلوں۔"

"کیسے؟" رخسار نے پوچھا۔

"اچانک اس کے علم میں لائے بغیر۔"

"ہمیں اصل میں اپنی سادگی کا معیار قائم رکھنا ہوگا۔ یہ بات ذرا تعجب خیز نہیں ہو جائے گی۔"

"مطلب؟"

"تمہارا کیا ارادہ ہے؟ کل ساڑھے پانچ بجے وہ میرے پاس آئے گی تو تم کیا کرو گے؟"

"میں چھپ کر تم دونوں کی گفتگو سنوں گا اور تمہارے سامنے آجاؤں گا۔"

"ذرا سی تبدیلی کرو اس میں۔"

"کیا؟"

"چھپنے کے بجائے تم اچانک باہر سے آجاؤ۔ بلکہ جائزہ لیتے رہو کہ وہ کب گھر میں داخل ہوتی ہے۔ بس پیچھے ہی پیچھے آجاؤ۔ یہاں چھپنے کی تو کوئی جگہ نہیں ہے اور میرا خیال ہے اصولی طور پر اسے بھی تم سے چھپنا نہیں چاہیے۔"

"دیکھ لیتے ہیں پھر کل یہی کرتے ہیں۔" میں نے جواب دیا اور پھر نجانے کب تک میں اور رخسار ان تمام حالات پر گفتگو کرتے رہے اور مناسب فیصلے کرتے رہے۔ پورے غور و خوض کے بعد وہی فیصلہ برقرار رکھا گیا تھا۔ یعنی میں اس لڑکی کے پیچھے پیچھے اندر



آجاؤں۔ رخسار اچانک مسکرانے لگی تھی پھر وہ بولی۔

"ہماری زندگی میں کوئی نمایاں فرق آیا ہے فیصل؟"

اس کے سوال پر میں سوچ میں ڈوب گیا پھر میں نے کہا۔

"ہاں۔ آیا تو ہے۔"

"کیا ماحول کی تبدیلی؟"

"نہیں۔" میں نے کہا۔ پھر مجھے ایک دم ہنسی آگئی اور رخسار مجھے دیکھنے لگی۔

"کیا یہ نمایاں فرق نہیں ہے کہ پہلے میں تمہیں چھونے کی آرزو کرتا تھا اور اب۔"

"اب کیا؟" رخسار کا بھی موڈ بدل گیا۔

"اب میں تمہیں آسانی سے چھو لیتا ہوں۔" میں نے کہا۔ اور آگے بڑھ کر رخسار کو چھو لیا۔ رخسار کے رخسار گلابی ہوگئے تھے۔

دوسرا دن معمول کے مطابق تھا۔ مجھے یہ خطرہ تھا کہ کہیں جیکب کوئی ایسی ڈیوٹی نہ لگا دے کہ مقررہ وقت پر گھر نہ پہنچ سکوں۔ اب رسک لیے بغیر چارہ کار نہیں تھا۔ ویسے بڑا دل لگ گیا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر یہ دلچسپ واقعات نہ شروع ہوگئے ہوتے تو وقت کیسے گزرتا۔ جیکب آج کہیں نکل گیا تھا چنانچہ میں الیاس بھائی کے پاس بیٹھ گیا۔

"کیسی گزر رہی ہے ارشاد؟"

"بس الیاس بھائی مزدور کی زندگی کیا۔"

"جیکب کچھ انعام وغیرہ بھی دیتا ہے۔"

"ہاں، دل والا ہے۔" میں نے کہا اور الیاس بھائی کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ آہستہ سے بولے۔

"اللہ خیر کرے۔"

"الیاس بھائی۔ آپ نے اس دن بھی کچھ ایسی ہی باتیں بتائی تھیں آج بھی لگ رہا ہے جیسے آپ کے دل میں کوئی خاص بات ہے۔ الیاس بھائی مجھے کچھ بتاؤ گے نہیں۔"

ندیم

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"کیا؟" وہ گھبرا کر بولے۔

"الیاس بھائی۔ مجھے برا آدمی سمجھتے ہو۔"

"یہی تو دکھ ہے۔"

"کیا؟"

"کہ تم برے آدمی نہیں ہو۔"

"کیا مجھے برا ہونا چاہیے تھا۔"

"نہیں یہ بات نہیں ہے۔ سادگی میں کوئی نقصان نہ اٹھا جاؤ۔"

"اگر تم مجھے برا آدمی نہیں سمجھتے الیاس بھائی تو مجھے کچھ بتاؤ۔ وعدہ کرتا ہوں جو کچھ کہو گے سینے میں دفن رکھوں گا۔"

الیاس بھائی کچھ سوچتے رہے پھر بولے۔ "حاجی صاحب بہت اچھے آدمی ہیں' لیکن ستار.......... وہ جیکب کے پھندے میں ہے اور جیکب ٹھیک آدمی نہیں ہے۔

"کیا کرتے ہیں یہ لوگ؟"

"کوئی چکر چلا ہوا ہے۔ کوئی لمبا کھیل ہو رہا ہے"

"حاجی صاحب اس کھیل سے واقف نہیں ہیں۔"

"ہیں۔"

"روکتے نہیں ہیں۔"

"روکتے ہیں' مگر چلتی نہیں ہے۔"

"اور جبار؟"

"وہ بس۔ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ویسے بھی مجہول سا آدمی ہے۔ باعمل نہیں ہے۔ سارا کاروبار ستار سنبھالے ہوئے ہے اس لیے چلتی بھی اسی کی ہے۔"

"وہ کرتا کیا ہے؟"

"اللہ ہی جانے۔"

"جیکب کب سے منیجر ہے؟"



"کوئی سال ہوگیا۔"

"اس سے پہلے منیجر کون تھا؟"

"کوئی نہیں ستار ہی سب کچھ دیکھتا تھا۔"

الیاس بھائی اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکے اور بات ختم ہوگئی' پھر وقت مقررہ پر گھر واپس چل پڑا' لیکن گھر میں داخل نہیں ہوا۔

☆☆☆☆

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ساڑھے پانچ بجے میں نے ایک کار اپنے گھر سے کچھ فاصلے پر رکتی دیکھی۔ اس سے ایک خوبصورت لڑکی نیچے اتری تھی۔ کار سے اتر کر تیزی سے آگے بڑھی میں ڈرائیو کرنے والے کو نہیں دیکھ سکا تھا۔ لڑکی میرے گھر کی طرف بڑھی تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہی فوزیہ جلال ہے۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر گھر کے دروازے پر پہنچی اور پھر اندر داخل ہوگئی۔ میں نے ایک لمحہ سوچا اور پھر میں بھی اوپر پہنچ گیا۔ میری دستک پر رخسار نے ہی دروازہ کھولا تھا اور میں اندر داخل ہوگیا۔ فوزیہ بیٹھی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے مجھے سلام کیا تھا۔ میں نے کسی قدر ہونق ہونے کی اداکاری کی۔

"ارشاد۔ یہ وہی کل والی ہیں۔" رخسار نے کہا۔

"آؤ ارشاد۔ سوری۔ کسی کے گھر میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے لیکن ہم مجبور تھے۔" فوزیہ نے کہا۔

"جی۔ آپ آرام سے بیٹھیے۔" میں نے کہا۔

"شکریہ' میں آرام سے بیٹھی ہوئی ہوں۔" فوزیہ نے جواب دیا۔

"میرے لائق کوئی خدمت؟"

"خدمت تو ہے ارشاد علی' لیکن بڑا مسئلہ یہ ہے کہ تم ہمارے موقف کو سمجھ نہیں پا رہے' ارشاد علی' کرنل امیر شاہ تم سے وطن اور قوم کے نام پر کچھ مدد چاہتا ہے' اگر تم



اس کا ساتھ دو گے تو تمہیں تمہاری پسند کے مطابق منافع حاصل ہوگا۔ یہ منافع رقم کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے اور ویسے تو تم جانتے ہی ہو کہ ملک و قوم کے لیے کوئی خدمت انجام دینا کتنا بڑا کام ہوتا ہے۔"

"جی میڈم۔ وہ مجھے اغوا کر کے لے گئے تھے اور انھوں نے مجھ سے یہی تمام باتیں کہی تھیں' وہ باتیں بڑے مزے کی تھیں' میں تو سمجھا کہ میرا اغوا برائے تاوان ہو جائے گا لیکن بہرحال آپ فرمائیے میڈم میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"سب سے پہلے تو تمہیں کرنل امیر شاہ سے ملاقات کے لیے تیار ہونا پڑے گا۔"

"میں تیار ہوں' ملاقات کرنے میں کیا حرج ہوتا ہے۔"

"نہیں' میرا مطلب ہے تمہیں ذہنی طور پر تیار ہونا پڑے گا۔ کرنل امیر شاہ نے تم سے ایک ملاقات کی ہے جس انداز میں انھوں نے تم سے ملاقات کی تھی اس پر انھیں بھی افسوس تھا' لیکن کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا ان کے پاس اس لیے مجبور ہوگئے۔" میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"بات پھر وہی آگئی میڈم مزے والی کسی سرکاری آدمی کو بھلا اس طرح کسی کو اغوا کر کے بات کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور وہ بھی ایک فوجی آدمی کو اور چھوٹے موٹے عہدے کا مالک نہیں بلکہ کرنل' میڈم' میرے خیال میں کسی کرنل کے حکم پر تو پوری ملٹری گردش میں آجاتی اور ہمیں کان پکڑ کر اس کے سامنے پہنچا دیا جاتا' پہلی بات تو ہمیں یہی حیرت ناک محسوس ہوئی' خیر جی کرنل صاحب کا معاملہ کرنل صاحب جانیں' ہم نے تو اس وقت بھی ان سے یہ کہہ دیا تھا کہ جو کچھ انھوں نے کیا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے' مالک ہیں وہ جو سلوک چاہیں کریں' لیکن اب بھی ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ کوئی حکم دینا چاہتے ہیں ہمیں تو ضرور دیں ہم نے کبھی انکار کیا ہے۔"

"کیا تم ان سے ملنا پسند کرو گے' پہلے کی بات اور تھی اب یہ ملاقات بڑے دوستانہ انداز میں ہوگی۔"

"ہم جیسے چھوٹے آدمی کو اگر فوج کے اتنے بڑے افسر کی دوستی مل جائے جی تو یہ تو

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہماری بڑی خوش قسمتی ہے' لیکن ایک بات آپ کو بتا دیں میڈم' اگر کہیں ہمارے مالکوں کو یہ بات پتا چل گئی کہ ہم کسی کے لیے ان کے خلاف کام کر رہے ہیں تو آپ خود بتایئے ہمارا کیا بنے گا' ویسے بھی ہم وفادار آدمی ہیں اور ہمارے مالک ہمارا بڑا خیال رکھتے ہیں' میڈم جی نوکری بھی جائے گی' عزت بھی جائے گی اور مار الگ پڑے گی۔ آپ بتایئے اس کے بارے میں آپ کیا کہتی ہیں؟" فوزیہ نے مجھے دیکھا اور آہستہ سے بولی۔

"یہ بھی تمہیں کرنل صاحب ہی بتائیں گے' لیکن میری گزارش ہے تم سے ارشاد علی کرنل صاحب سے ملاقات کرلو' تمہارے دل میں جو جو خیالات ہیں ان کے بارے میں کرنل صاحب کو بتا دینا وہ یقیناً تمہیں کسی ایسے کام کے لیے مجبور نہیں کریں گے جس سے تم جیسے معصوم آدمی کو کوئی پریشانی لاحق ہو' ہم کسی بھی طور تمہارے دشمن نہیں ہیں' دشمنی کا کوئی جواز نہیں ہے' بس کچھ ایسا معاملہ ہے جس میں تمہاری مدد کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ تمہیں ہر طرح کے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔"

"دیکھو جی' یہ بھی بڑی عجیب بات ہے' فائدے نقصان کا جھگڑا کہیں بھی پیچھے نہیں رہتا۔ خیر ہم آپ سے یہ بات نہیں کریں گے' اب آپ یہ بتایئے کہ ایسا کون سا طریقہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے مالکوں کو یہ پتا نہ چلے اور ہم کرنل صاحب سے ملاقات کرلیں۔"

"بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اسے تم ہماری ذمے داری پر چھوڑ دو۔"

"تو ٹھیک ہے ہم تیار ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"بہت بہت شکریہ ارشاد علی' ایک بات تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ جب کوئی کسی کے لیے کچھ کرتا ہے تو دوسرے پر بھی فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے لیے کام کرنے والے کا پورا پورا خیال رکھے' ہم کسی بھی قیمت پر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیں گے۔"

"ٹھیک ہے میڈم جی میں تیار ہوں۔"

"تو پھر وہ جو کہتے ہیں نا کہ آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہیے آج ہی کیوں نہ ملاقات رکھ لی جائے۔" میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا' میں خود بھی اس الجھن سے



نکلنا چاہتا تھا' چنانچہ میں نے کہا۔

"آپ کی مرضی' آپ ہمیں بتایئے کہ ہم کیسے کرنل صاحب سے ملاقات کر سکتے ہیں؟"

"وہ' اگر تم اپنی کھڑکی سے جھانک کر دیکھو تو تمہیں میری گاڑی نظر آجائے گی۔ رات کو بارہ بجے میرا خیال ہے تمہارے آس پاس کے تمام لوگ سو جاتے ہوں گے' میرا مطلب ہے تمہارے پڑوسی وغیرہ۔"

"جی میڈم۔"

"ٹھیک بارہ بجے میں گاڑی لے کر یہاں پہنچ جاؤں گی اور سنو تم اگر چاہو تو اپنی بیوی کو بھی اپنے ساتھ لے سکتے ہو' جہاں تمہیں لے جایا جائے گا وہاں مکمل عزت آبرو کے ساتھ تمہارا استقبال کیا جائے گا' بھروسا کیے بغیر دنیا کا کوئی کام نہ آج تک ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو سکے گا۔ ایک بار تمہیں امیر شاہ پر بھروسا کرنا ہی پڑے گا۔"

"نہیں جی اس کی کوئی فکر نہیں ہے ہمیں' کرنل صاحب اگر اچھے آدمی نہ ہوتے تو پہلے بھی ہمیں اتنی عزت آبرو کے ساتھ واپس جانے کی اجازت نہ دے دیتے وہ بہت اچھے آدمی ہیں ہم تیار ہیں' آپ بارہ بجے گاڑی لے کر آجاؤ۔ یہ فیصلہ بعد میں کرلیں گے کہ ہماری بیوی ہمارے ساتھ جائے گی یا نہیں؟"

"ٹھیک ہے۔ میں نے صرف یہ بات اس لیے کہی کہ تم اگر تنہا جاؤ گے تو یہ بے چاری یہاں پریشان ہوگی۔ یہ بھی ساتھ چلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ میں اسے اٹینڈ کروں گی۔"

"ٹھیک ہے میڈم جی آپ رات کو بارہ بجے گاڑی لے کر آجاؤ۔" میں نے جواب دیا۔

"تھینک یو' تھینک یو ویری مچ۔"

"میں چائے بناتی ہوں آپ کے لیے۔"

"نہیں پہلے تم میرے ساتھ چائے پیو گی صفیہ پھر میں دس بار تمہارے گھر پر چائے

ندیم

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



پیوں گی۔ پلیز' مجھے یہ خوش خبری جاکر کرنل امیر شاہ کو سنانی ہے کہ تم لوگ ان سے ملاقات کے لیے تیار ہوگئے ہو' اس لیے میں جلدی جانا چاہتی ہوں' اچھا اجازت دو۔"

"ٹھیک ہے جی خدا حافظ۔" میں نے کہا اور فوزیہ جلال اٹھ گئی' اس نے مسکراتی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھا' سلام کیا اور باہر نکل گئی۔ میں گہری گہری سانسیں لینے لگا تھا پھر ہم نے کھڑکی سے اس کی گاڑی کو اسٹارٹ ہو کر جاتے ہوئے دیکھا اور رخسار ہنسنے لگی۔ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا تو وہ بولی۔

"ویسے یقین کرو تم بہت اچھے اداکار ہو' میڈم جی' میڈم جی کر کے تم نے مجھے بھی حیران کر دیا۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی نہ سنبھلنے پائی ہوگی کہ اس کا واسطہ کس شخصیت سے ہے؟"

"ویسے رخسار تمہیں کسی کمپلیکس کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔"

"کمپلیکس؟"

"ہاں' بار بار میری شخصیت کا تذکرہ کر کے تم مجھے بھی خوش کرنا چاہتی ہو اور اپنے آپ کو بھی' ہماری شخصیت جو کچھ بھی ہے' سب سے بڑی بات ہے کہ ہمارے ضمیر پرسکون ہیں' بہرحال وقت پھر ہنگاموں کی دعوت دے رہا ہے۔ تو ٹھیک ہے ان ہنگاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ویسے بھی میں نے ایک فیصلہ کیا ہے؟"

"کیا؟"

"میں نے تمہیں بتایا تھا کہ جب میرے ہاتھ مختصر کر دیے گئے تو میں ان مختصر ہاتھوں کی لمبائی اپنی پسند کے مطابق چاہتا ہوں' وطن دشمنوں کو پہلے کی مانند آسانی سے قانون کے حوالے تو نہیں کر سکتا لیکن انھیں موت کے حوالے کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا' اس لیے میں نے کرنل امیر شاہ سے ملنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

"مجھے لے چلو گے۔"

"کیا چاہتی ہو؟"

"لے چلو۔"



"ٹھیک ہے تیار ہو جانا۔"

پھر رات کو ٹھیک بارہ بجے جب چاروں طرف کا ماحول سنسان ہو گیا تھا' ہر طرف گہری خاموشی طاری تھی ہم نے اس سفید گاڑی کو رکتے ہوئے دیکھا اور میں اور رخسار خاموشی سے دروازہ بند کر کے باہر نکل آئے اور نیچے اتر کر اس گاڑی کی جانب چل دیے۔

دور دور تک خاموشی اور سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ ہم خاموشی سے چلتے ہوئے کار کے قریب پہنچ گئے۔ پچھلا دروازہ کھول کر فوزیہ جلال نیچے اتر آئی اور اس نے رخسار سے کہا۔

"صفیہ۔ تم میرے ساتھ آجاؤ اور ارشاد تم ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

"جی بیگم صاحبہ۔" میں نے کہا اور گھوم کر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا جبکہ رخسار پیچھے بیٹھ گئی تھی۔ فوزیہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔

"جی جناب' آپ نے مجھے کیا کہا؟" فوزیہ خوشگوار لہجے میں بولی۔

"میں.........نے.........؟" رخسار بولی۔

"نہیں۔ ارشاد صاحب کی بات کر رہی ہوں۔"

"کب بیگم صاحبہ؟" میں نے گھبرانے کی اداکاری کی۔

"اسی لفظ کی بات کر رہی ہوں جو آپ نے دوسری بار ادا کیا ہے۔ یعنی بیگم صاحبہ۔"

"کوئی غلطی ہو گئی بیگم صاحبہ؟"

"بہت بڑی غلطی ہے۔ بہنوں کو بیگم صاحبہ نہیں کہتے۔ میں تمہاری چھوٹی بہن کے برابر نہیں ہوں۔" فوزیہ نے کہا۔ میں خاموش رہا۔ وہ کچھ دیر انتظار کر کے بولی۔ "تم نے جواب نہیں دیا ارشاد۔"

"آپ جانتی ہیں ہم نے جواب کیوں نہیں دیا۔" میں آہستہ سے بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ حیرت سے بولی۔

"رشتے گوشت' خون ہڈیوں اور روح سے نہیں بنتے اب یہ حیثیت سے بنتے ہیں

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



اور حیثیتوں کے مطابق ہی قائم کیے جاتے ہیں۔"

"او مائی گاڈ۔ تمہاری سوچ اتنی گہری ہے۔"

"وقت سب کچھ سکھا دیتا ہے۔"

"اور اگر میں تم سے فرمائش کروں تو.........."

"کیا؟"

"یہی کہ تم مجھے اپنی چھوٹی بہن کی طرح سمجھو اور مجھے فوزیہ کہہ کر پکارو۔ تم لوگ مجھے بہت اچھے لگے ہو۔ نہ جانے کیوں میرا دل نہیں مانتا کہ تم.......... اس طبقے سے تعلق رکھتے ہو جس کے نظر آتے ہو' نرم نرم سے' نازک نازک سے۔ تمہارے حلیے کچھ بھی ہوں' لیکن تمہاری آنکھیں۔ ارشاد آنکھیں بڑی عجیب چیز ہوتی ہیں۔ خیر چھوڑو۔ بس تم مجھے آئندہ بیگم صاحبہ نہ کہنا۔"

"بہن بھی تو نہیں کہہ سکتے۔" میں نے کہا۔

"وں؟" وہ چونک کر بولی۔

"ہم غریب لوگ پاگل ہوتے ہیں۔ زبان ہی تو ہمارے بس میں ہوتی ہے اس کا کہا اپنا ہو جاتا ہے۔ بہنوں کی ذمے داری لینی پڑتی ہے۔"

"بہن سے پہلے بھی ایک رشتہ ہوتا ہے ارشاد۔"

"جی؟"

"ہاں۔ ماں کا رشتہ۔ اس کے بعد ہی بہن وجود میں آتی ہے اور بہن ماں کی مانند ہوتی ہے۔ بیٹے جوان ہو کر ماں کے محافظ ہوتے ہیں۔ بس تمہاری بہن تم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ماں کی حفاظت کرو۔ مجھے میری بات کا جواب دو۔"

"آپ پڑھی لکھی ہو۔ ہم کیا جواب دے سکیں گے آپ کو۔"

"کرنل امیر شاہ وطن کے دیوانوں میں ہے۔ وہ وطن کے لیے مرنا چاہتا ہے۔ اسے تمہاری ضرورت ہے ارشاد۔ اس کی مدد کا وعدہ کرلو۔ اس کی مدد کرو۔"

میں گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اس وقت میرے دل پر جو گزرتی تھی میں جانتا تھا



اور شاید رخسار بھی جانتی تھی۔ اس نے میرے دل کے اثرات کم کرنے کی کوشش کی اور بولی۔

"آپ لوگ ایک ساتھ کام کرتے ہو؟" فوزیہ نے مسکرا کر رخسار کو دیکھا اور پھر بولی۔

"ہاں۔"

"اور کوئی رشتہ نہیں ہے آپ کا؟"

"ہے۔" فوزیہ بولی۔

"کیا؟" رخسار نے دلچسپی سے فوزیہ کو دیکھا۔

"امیر شاہ میرے منگیتر ہیں۔"

"ارے واہ' ساتھ ساتھ کام بھی کرتے ہو اور منگیتر بھی ہو۔" رخسار نے کہا' فوزیہ ہنس پڑی' لیکن میں دل ہی دل میں رخسار کے اس انداز کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکا وہ ایک معصوم اور ایک سیدھی سادی لڑکی کا کردار بڑی اچھی طرح ادا کر رہی تھی۔ فوزیہ نے کہا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"اچھا تو لگتا ہوگا؟"

"ہاں کیوں نہیں' تمہیں ارشاد کے ساتھ اچھا لگتا ہے نا؟"

"بہت' مگر میں اس کے ساتھ کام تو نہیں کرتی؟"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا' بس یوں سمجھ لو کہ امیر شاہ ہی نے مجھے یہ ملازمت دلائی ہے اور کئی سال سے ہم لوگ ساتھ کام کر رہے ہیں۔"

"کئی سال سے؟"

"ہاں' کیوں اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟"

"نہیں' مطلب یہ ہے کہ منگنی کے بعد سے؟"

"نہیں اس سے پہلے سے میرے والد واحد جلال خود بھی ایک فوجی آدمی ہیں اور

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ایک بڑے عہدے تک پہنچ کر ریٹائر ہوئے ہیں' اسی طرح امیر شاہ کے والد بھی فوجی ہی آدمی ہیں وہ دونوں آپس میں دوست ہیں اور انھوں نے ہمیں بھی فوج میں داخل کر دیا ہے' ویسے بڑی اچھی زندگی ہوتی ہے یہ' ہماری منگنی تو بعد میں ہوئی تھی۔"

"شادی کب ہوگی بیگم جی؟" رخسار نے کہا اور مجھے ہنسی روکنا مشکل ہوگئی' ہم دونوں مل کر انھیں بے وقوف بنا رہے تھے اور وہ زیرک لوگ بے وقوف بن رہے تھے۔ بہرحال ہمارا یہ مقصد نہیں تھا ہم تو خود اپنی جان بچانے کی فکر میں سرگرداں تھے اور اسی کے لیے یہ سارا کھیل کھیلا جارہا تھا۔ فوزیہ اور رخسار باتیں کرتے رہے لیکن میری نگاہیں اطراف سے بھی بے خبر نہیں تھیں اور میں راستوں کی نگرانی کر رہا تھا پھر کار ملٹری ایریا میں داخل ہوئی غالباً کوئی ملٹری چھاؤنی تھی' چیک پوسٹ پر مسلح فوجی کھڑے ہوئے تھے' فوزیہ کی کار رکاوٹوں سے گزرتی رہی اور اس کے بعد مکانات کے اس سلسلے تک پہنچ گئی جو فوجی افسران کے یہاں قیام کے لیے قائم کیا گیا تھا اور بہت خوبصورت علاقہ تھا۔ رات ہونے کے باوجود آس پاس کے مناظر نظر آرہے تھے' سرسبز و شاداب درختوں کے درمیان گھری ہوئی اس حسین عمارت کے احاطے میں فوزیہ نے کار روک دی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی' دوسری جانب سے اس نے رخسار کے نیچے اترنے کے لیے دروازہ کھول دیا تھا' میں بھی اتر آیا تھا اور ڈرائیور گاڑی کو ایک سائڈ میں لیتا چلا گیا۔ فوزیہ نے کہا۔

"آؤ" خوبصورت عمارت کے برآمدے میں کرنل امیر شاہ نے ہمارا استقبال کیا تھا' شلوار قمیص میں ملبوس بہت خوبصورت نظر آرہا تھا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا' رخسار کو سلام کیا اور ہم سب اندر داخل ہوگئے' ایک خوبصورت ڈرائنگ روم میں امیر شاہ نے ہمیں صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ہم نے گھبراہٹ کا مظاہرہ کیا۔ امیر شاہ بولا۔

"ارشاد تم میرے مہمان ہو' کیوں اپنے آپ سے مجھے دور رکھنے کی کوشش کر رہے ہو' بیٹھو میرے دوست اپنے دوست کے گھر میں ہو' یہ سب کچھ تمہارے قدموں کی خاک ہے' بیٹھو پلیز بیٹھ جاؤ' آپ بھی بیٹھئے صفیہ بہن' فوزیہ نے مجھے آپ کے بارے میں



بھی تفصیل سے بتایا ہے آپ براہ کرم آرام سے بیٹھیے۔" ہم دونوں بیٹھ گئے تھے' لیکن اس وقت واقعی بڑی عمدہ اداکاری ہو رہی تھی۔ فوزیہ نے کہا۔

"لے آئی آپ کے دونوں مہمانوں کو اب یہ جانیں اور آپ.........."

"نہیں فوزیہ' اپنے آپ کو اس مشن سے الگ نہ کرو۔" امیر شاہ عجیب سے لہجے میں بولا۔

"نہیں بھئی میں کب الگ کر رہی ہوں' ان بے چاروں کو آدھی رات کو ان کی پرسکون رہائش گاہ سے اٹھا کر لائی ہوں' بہت تکلیف دی ہے ہم نے انھیں۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے جی آپ' آپ بہت اچھے ہو مگر میں بس میں کیا بتاؤں آپ کو۔"

"کچھ نہیں بتاؤ آرام سے بیٹھو' میں پھر تم سے وہی سب کچھ کہہ رہا ہوں جو کہہ چکا ہوں بلکہ بار بار کہتے ہوئے مجھے شرم محسوس ہوتی ہے بھئی فوزیہ کوئی خاطر مدارت نہیں کرو گی ان کی؟"

"نہیں صاحب سب کچھ کھائی کر بیٹھے ہیں کوئی ضرورت نہیں محسوس ہو رہی۔"

"پھر بھی ہمارے پاس آئے ہو؟"

"میں کچھ منگواتی ہوں۔" فوزیہ نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی' امیر شاہ گہری نگاہوں سے مجھے اور رخسار کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"مجھے اندازہ ہے کہ تم لوگوں کی ذہنی کیفیت کیا ہوگی' کوئی ایک بار کسی کام کو منع کر دے تو بار بار اس سے کہنا واقعی اچھا نہیں لگتا' لیکن میں کیا کروں میری بھی تو مشکل ہے' اتفاق نے تمہیں بہت بڑا مرتبہ بخش دیا ہے ارشاد علی تم میرے لیے ایک ایسی شخصیت بن گئے ہو کہ میں کسی بھی طور تمہیں نظرانداز نہیں کر سکتا' حالانکہ میری فوزیہ سے بات ہوئی تھی اس نے بہت سے خدشات کا اظہار کیا تھا لیکن جب ذہنی طور پر اس سلسلے میں غور کیا تو اندازہ ہوا کہ اس وقت تم سے بہتر اور کوئی شخصیت میرے لیے نہیں ہے۔" میں خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا اب کم از کم یہ اندازہ تو ہوگیا تھا کہ وہ کوئی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



نقلی فوجی نہیں ہے' ملٹری ایریا میں تھا اور یہ پورا ماحول فوجی تھا' چنانچہ میں بھی ذہن میں کچھ فیصلے کر رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ کچھ نہ کچھ کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فوزیہ واپس آ گئی اور اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کچھ گفتگو شروع ہوئی؟"

"ہاں لیکن میں' سچی بات یہ ہے کہ کچھ شرمندگی سی محسوس کر رہا ہوں۔"

"کیوں؟"

"یہ شریف لوگ کیا سوچیں گے' بات اصل میں یہ ہے ارشاد اور آخری بات ہے کہ اس کے بعد واقعی میں تمہیں تکلیف نہیں دوں گا میرا وعدہ ہے' ہماری طرف سے یہ آخری کوشش ہے اگر تم نے اب بھی انکار کر دیا تو خدا کی قسم ہمیں تم سے شکایت بے شک رہے گی لیکن بس اس سے زیادہ کچھ نہیں' تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔ نام بھی نہیں لیا جائے گا تمہارا کسی بھی جگہ' یہ مت سمجھنا کہ کسی مصیبت میں پھنس گئے ہو' میں ایک بار پھر تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں' میرا تعلق اصل میں ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے۔ شاید تم اس عہدے کو نہ سمجھ سکو' ویسے تو وطن کا ایک ایک سپاہی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے اور ہر سپاہی دشمن پر کڑی نظر رکھنے کے لیے حلف اٹھاتا ہے اور دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی جان دے دیتا ہے' کچھ ذمہ داریاں بٹ جاتی ہیں' میری ذمہ داری یہ ہے کہ وطن دشمنوں کے خلاف کام کروں' چاہے وہ وطن کے رہنے والے ہوں یا وطن سے باہر کے لوگ' ملٹری سیکرٹ سروس اسے کہتے ہیں۔ بہرحال تو میرے دوست ہم کام کرنے کے لیے ہر طریقہ کار اختیار کرتے ہیں ان دنوں جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے وہ یہ سمجھ لو کہ ایک طرح سے میرا امتحان ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابھی تک میں اس امتحان میں پورا نہیں اترا۔ میں اس امتحان میں پورا اترنا چاہتا ہوں' میری مدد کرو میرے دوست۔ تم میرے بہت کام آ سکتے ہو۔" امیر شاہ کا لہجہ جذباتی ہو گیا۔

اتنی دیر میں ایک ملازم بے حد خوبصورت ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ ٹرالی کے تینوں خانے بھرے ہوئے تھے' ان میں انواع و اقسام کے پھل' ڈرائی فروٹ' بسکٹ اور



مٹھائیاں رکھی ہوئی تھیں' میں ہنس پڑا۔

"ہم نے کھانا کھا لیا تھا شاہ صاحب۔"

"اس کے باوجود تمہیں کھانا ہو گا۔ مجھے بے حد خوشی ہو گی۔" ہم نے کھایا لیکن مجھے رخسار پر حیرت تھی وہ اتنی اچھی اداکاری کرے گی مجھے نہیں معلوم تھا۔ اس نے کئی چیزوں کو ایسے بے تکے پن سے استعمال کیا کہ مجھے ہنسی آنے لگی۔ وہ بالکل معصوم اور الھڑ لگ رہی تھی۔ بہرحال اسی دوران میں نے ایک لائحہ عمل منتخب کر لیا تھا۔ اصلیت بتانے کا تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ فائدہ بھی نہیں تھا۔ بے چارہ امیر شاہ ایک نئی مشکل میں پھنس جاتا۔ اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا کہ پہلے اپنے سپرد کیے ہوئے اس کیس کو حل کرے یا میرے مسئلے کو دیکھے۔ بہرحال میں نے کہا۔

"سر جی' ہمیں کیا خدمت کرنی ہو گی؟"

"چھوٹا موٹا کام نہیں ہے ارشاد۔ بہت بڑا کام کرنا پڑے گا۔ تمہیں اور میں تمہیں اس کا کوئی صلہ نہیں دوں گا۔ ماں کی خدمت کا کبھی کوئی صلہ نہیں ہوتا؟"

"ہمیں معلوم ہے صاحب اور ہمیں سچ مچ کوئی صلہ نہیں چاہیے۔ ہماری مشکل کچھ اور ہے' آپ ہمیں اس مشکل کا حل بتا دو' سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں۔"

"مجھے بتاؤ کیا مشکل ہے' مجھے بتاؤ میرے دوست؟"

"صاحب جی' ہم غریب آدمی ہیں آپ دیکھ رہے ہو اپنی بیوی کے ساتھ نیکی اور ایمانداری کی زندگی گزاری رہے ہیں' ہم کسی مشکل میں پھنس گئے تو سمجھ لو ہماری پیٹھ پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں ہو گا' آپ زمین کی بات کرتے ہو صاحب جی ہم بھی اپنا فرض پورا کرنا جانتے ہیں' مگر آپ دیکھو ہمارے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے اگر کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو صفیہ کا کیا ہو گا' صاحب جی ہم تو جان دینے پر آمادہ ہیں' مگر صفیہ سے ہمیں بہت محبت ہے۔" امیر شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے کہا۔

"کوئی رشتے ناتے دار نہیں ہے تمہارا؟"

"نہیں صاحب جی۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اور صفیہ بہن کا؟"

"اس کا بھی کوئی نہیں ہے۔"

"اگر کوئی شخص زبان سے ایک بات کہے تو کیا اس کی کوئی اہمیت ہوتی ہے ارشاد؟"

"صاحب زبان سے کہی ہوئی بات ہی کی اہمیت ہوتی ہے ہم نے بھی تین دفعہ قاضی کے سامنے کہا تھا کہ ہم نے اسے قبول کیا۔ اس بے چاری نے پوری زندگی ہمیں دے دی اس نے بھی اقرار کیا تھا۔ صاحب زبان ہی سے تو ہم اپنی نسلوں کے ذمہ دار بن گئے۔"

"واہ۔ کیا اچھی مثال دی ہے تم نے۔ ٹھیک ہے تم نے زبان سے صفیہ۔ بہن کو قبول کیا۔ قبول کیا کہہ کر ان کی پوری زندگی پر قبضہ جمالیا۔ اگر اسی زبان سے میں تین بار کہوں کہ میں نے صفیہ بہن کو بہن کے طور پر قبول کیا تو کیا میرے ان الفاظ کی کوئی اہمیت ہوگی؟"

مجھے ہنسی آگئی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہوگی تو صاحب؟"

"سرسری طور پر کہہ رہے ہو یا دل سے؟"

"نہیں صاحب یہ تو سوال ہے آپ کا۔ اس سوال کا جواب' جواب کے طور پر دے رہے ہیں ہم۔"

"تو پھر یوں سمجھ لو ارشاد کہ میں صفیہ کو اپنی بہن کہتا ہوں اور بھائیوں کے لیے بہنوں کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ اگر اس کی زندگی اس کی آبرو کو' کوئی خطرہ درپیش ہوا تو وہ خطرہ میری لاش پر سے گزر کر اس تک پہنچے گا۔ ایک مسلمان کا بیٹا ہوں اور مسلمان کی زبان سے یہ الفاظ ادا کر رہا ہوں' صفیہ کی طرف سے تم بے فکر ہو جاؤ' ویسے بھی میں انہیں اپنے پاس رکھوں گا' یہاں اس میس میں اپنی بہن کی حیثیت سے کوئی تکلیف' کوئی پریشانی نہیں ہونے دوں گا انہیں' چاہے میری زندگی ہزار بار ان پر سے قربان ہو جائے۔ ارشاد اس کے بعد میں اور کچھ نہیں کہوں گا۔ خدا کے لیے میرا اس سے بڑا امتحان نہ لو' میں بھی اپنے وطن کی محبت میں جی رہا ہوں' بہت بڑی ذمہ داری قبول کی ہے میں نے' تم



یقین کرو کہ ابھی میری عمر اتنی نہیں ہے کہ میں کرنل کے عہدے تک پہنچتا' لیکن فوج میں کمیشن لینے کے بعد' میں نے اپنے وطن کی خدمت کے لیے جو کچھ کیا مجھے اپنے وطن سے اعزازات ملتے رہے' میجر بنا اور پھر کرنل کے عہدے تک پہنچ گیا۔ تعلق چونکہ ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے اس لیے یہ عہدے جنگوں کے بغیر ہی مجھے دیے گئے ہیں۔ بہرحال تم خود بھی وطن کے سپاہی ہو' وطن کے دشمنوں کے خلاف میری مدد کرو' کوئی پروا مت کرو کسی بھی طرح کی۔ میں ہزار آنکھوں سے تمہاری نگرانی کروں گا' تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہونے پائے گی۔"

"شاہ صاحب' جب وطن کی بات ہے' تو ہم بھی مست آدمی ہیں۔ ہم خود کسی طرح پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ بس صفیہ کی بات تھی آپ نے یہ قصہ سنبھال لیا تو سمجھ لیجے کہ باقی کچھ نہیں رہ گیا ہے۔"

"شکریہ میرے دوست' دیکھو میں تمہیں دل کی بات بتاؤں' ملٹری سیکرٹ سروس کے سربراہ کی طرف سے مجھے ایک مشن سونپا گیا ہے بہت عرصے سے ملک میں گڑبڑ چل رہی ہے' غیر ملکی ہاتھ ہمارے ہی اپنوں کو ہمارے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ اس کے عوامل کیا ہیں یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ زمین کے بیٹے زمین کے دشمن کیوں بن جاتے ہیں۔ یہ ان کے ضمیر کی بات ہے' لیکن جو ہو رہا ہے اس سے معصوم عوام کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ شہر بدامنی کا شکار ہوگئے۔ ہمارے اپنے برے احوال ہیں۔ بموں کے دھماکے ہو رہے ہیں' گولیاں چل رہی ہیں' حادثات ہو رہے ہیں' دہشت گردی ہو رہی ہے اور اس دہشت گردی کے لیے کھلم کھلا اسلحہ استعمال کیا جارہا ہے۔ ہم سارے جھگڑے کو تو نہیں نمٹا سکتے لیکن وطن دشمنوں کے خلاف اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا ہمارا فرض ہے۔ ایسے کچھ لوگ میرے علم میں آئے ہیں جو اس علاقے سے اسلحے کی ترسیل کرتے ہیں۔ یہ غیر ملکوں سے آتا ہے۔ خفیہ طور پر سرحدوں سے اسمگل کیا جاتا ہے اور ہمارے ملک میں پھیل رہا ہے' ان ہاتھوں تک پہنچ رہا ہے جو اسے ہمارے وطن کے افراد کے خلاف استعمال کر رہے ہیں ہم اس اسلحے کی ترسیل روکنا چاہتے ہیں' ہم ان دشمنوں کو خاک و

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

خون میں نہلا دینا چاہتے ہیں' جو معصوم انسانوں کی موت کا باعث بن رہے ہیں اور جن علاقوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اپنی جگہ ہے اس علاقے میں جو خفیہ شواہد ملے ہیں ان میں حاجی غفار کا نام آتا ہے' حاجی غفار کے دو بیٹے ہیں' وہ خود ہے ہمارے پاس' اس کا پورا ریکارڈ موجود ہے' حیرت کی بات یہ ہے کہ حاجی غفار کی پوری زندگی نیک نامی میں گزری ہے اس نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا ٹرانسپورٹر تھا اور ٹرانسپورٹر ہے اس کی جائدادوں وغیرہ کا سلسلہ بھی زیادہ طویل نہیں ہے' لیکن اشارے اس کی سمت سے ملتے ہیں۔ یہ بہت بڑا ریکٹ ہے' جو نجانے کہاں کام کر رہا ہے لیکن اس ایریا میں حاجی غفار کے علاوہ اور کوئی نام نہیں آیا۔ حاجی غفار خود تو ایک عمر رسیدہ آدمی ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ دیندار بھی ہے' لیکن اس کے بیٹے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا' اس کا ایک بیٹا تو بالکل مجہول ہے اور شاید وہ ایسے کسی سلسلے میں باقاعدہ ملوث نہیں ہے لیکن دوسرا بیٹا جس کا نام ستار ہے' بہت سی مشتبہ حرکات میں ملوث دیکھا گیا ہے' میں ہر اس پوائنٹ پر کام کر رہا تھا جس سے حاجی غفار کے اس عمل کے بارے میں پتا چل سکے۔ جیکب میرے علم میں آیا' لیکن جیکب کے بارے میں یہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ صرف ان کا آلہ کار ہے' اور ستار علی کے کہنے پر سارے کام کر رہا ہے' ظاہر ہے اس کے اپنے مفادات ہوں گے' چونکہ میں حاجی غفار اور اس کے اردگرد کے تمام معاملات کی نگرانی کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے تمہارے بارے میں بھی علم ہوا اور خاص طور سے اس وقت جب حاجی غفار کا ٹرک لوٹنے کی کوشش کی گئی اور تم نے اسے ناکام بنا دیا۔ میرے دوست اس وقت سے میری نگاہ تمہاری جانب اٹھ گئی جو شخص اس مالک کا وفادار ہو سکتا ہے جس سے اسے تھوڑی سی تنخواہ ملتی ہے' وہ اگر زمین کا' وطن کا وفادار ہو جائے تو کیا نہیں کر سکتا۔ میں اس وقت سے حسرت سے تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ پہلے بھی میں نے کوشش کی تھی اور تم سے تعاون حاصل کیا تھا۔ یہ میری ایک اور کوشش ہے اور کہہ چکا ہوں تم سے۔ انکار کر دو گے تو مجبور نہیں کروں گا۔"

"نہیں شاہ صاحب اب ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں" میرے ان



الفاظ کی خوشی فوزیہ اور امیر شاہ کے چہرے سے جھلکنے لگی۔ دونوں مسرور ہو گئے تھے۔ امیر شاہ نے اٹھ کر میرے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔"

"یقین کرو اس وطن پر ہی نہیں میری اپنی ذات پر بھی تمہارا یہ احسان ہو گا' میں نے اپنے اس ایریا میں اس چیلنج کو بڑی ذمہ داری کے ساتھ قبول کیا ہے اور میں اپنے اس مشن کی تکمیل چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے شاہ صاحب اب آپ یہ سمجھ لیجیے کہ میری تمام محبت اور خلوص آپ کے ساتھ ہے۔"

"بے حد شکریہ' ارشاد علی بے حد شکریہ' مجھے اپنی معلومات کے بارے میں کچھ جتانا پسند کرو گے؟"

"جی آپ ضروری باتیں نوٹ کر لیجیے آپ کے کام آئیں گی آپ اس لائن کے آدمی ہیں شاہ صاحب جو باتیں آپ سمجھ سکو گے وہ ہم جیسے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔"

"فوزیہ ذرا ان کے بتائے ہوئے پوائنٹ نوٹ کرو۔"

"جی ایک منٹ۔" فوزیہ جلال نے کہا' رخسار نے ایک نگاہ میری جانب دیکھا اور مطمئن ہو کر گردن ہلا دی۔ گویا اس بات کا اظہار کر رہی تھی کہ جو طریقہ کار ہم نے اختیار کیا ہے وہ مناسب ہے اور اسے جاری رہنا چاہیے۔ چنانچہ میں نے کہا۔

"صاحب جی ہم اس آبادی میں آئے' یہ چھوٹا سا مکان ہم نے کرائے پر لیا' اس مکان میں ایک اور کرائے دار رہتا ہے۔ ریاض اس کا نام ہے اور نوری اس کی بیوی ہے۔ ریاض نے ہمیں حاجی غفار کے ہاں نوکری دلا دی اور ہم ان کی گاڑی چلانے لگے۔ صاحب جی ٹرک پر مال لوڈ کراتے' ہم لوگ آس پاس کے مختلف شہروں میں جاتے تھے' کئی بار ایسا ہوا کہ سفر کے دوران ٹرک کو کسی جگہ رکوایا گیا' وہاں سے کارٹن لوڈ کیے گئے اور دوسری جگہ پہنچا دیے گئے' اڈے سے ٹرک صرف حاجی صاحب کا مال لے کر جاتا تھا اور دوسرے اڈے پر اتار دیتا تھا' یہ بیچ کے کارٹن کچھ الگ ہی لوگوں کا مال ہوتے تھے جس کے بارے میں بعد میں ہمیں یہ پتا چلا کہ جیکب صاحب جو منیجر ہیں تھوڑی بہت کمائی کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



لیے یہ درمیان کا کام کر لیتے ہیں' ڈرائیوروں کو اور لوڈروں وغیرہ کو بھی تھوڑے بہت پیسے مل جاتے تھے' صاحب جی کوئی بات نہیں تھی۔ بڑے لوگوں کا کام بڑے لوگ جانیں پھر ایک بار صاحب جی تھوڑا سا الگ کا کام ہوا' کچھ لوڈر لے کر جیکب صاحب ایک الگ جگہ پہنچے اور وہاں ایک لوڈر سے ایک کارٹن گر پڑا۔ کارٹن نیچے گر کر پھٹ گیا' صاحب اور اس میں سے کچھ پیکٹ نکل پڑے' ان پیکٹوں میں پستول تھے' لوڈروں نے یا ہم نے کچھ نہیں کہا' کارٹن واپس اپنی جگہ رکھ دیے گئے اور اس کے بعد ہم لوگ آگے بڑھ گئے' لیکن اس دن واپسی میں ٹرک پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور صاحب جی وہ لوڈر مار دیے گئے جنھوں نے پھٹا ہوا کارٹن دیکھا تھا۔ صاحب جی وہ ڈاکو نہیں تھے بلکہ جیکب صاحب کے وہ آدمی تھے جنھوں نے لوڈروں کو صرف اس لیے ختم کر دیا کہ انھوں نے کارٹن سے پستول نکلتے ہوئے دیکھ لیے تھے ہم دعویٰ کرتے ہیں۔"

امیر شاہ کا چہرہ انگارے کی طرح سرخ ہو گیا تھا اس کی آنکھوں میں حیرت بھی تھی اور سنسنی بھی۔ اس نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم نے یہ کیسے اندازہ لگا لیا کہ وہ ڈاکو نہیں بلکہ جیکب کے آدمی تھے۔"

"صاحب جی دنیا کو اس عمر تک تو دیکھ لیا ہے اب اتنے وقوف بھی نہیں ہیں ہم۔ ڈاکو اس سے پہلے کبھی نہیں ملے' وہ لوٹ مار کر سکتے تھے لیکن انھوں نے لوٹ مار نہیں کی۔ صاحب جی ہم نے ان میں سے تین آدمی ٹھنڈے کر دیے تھے' مگر وہ لاشوں کو لے کر نکل گئے۔"

"تم کیسے بچے؟"

"ہمارے ساتھ ہمارا یار ریاض بھی تھا' صاحب جی ڈرائیونگ سیٹ سے نکل کر ہم درخت پر چڑھ گئے' جو ڈرائیونگ سیٹ کی کھڑکی کے برابر تھا اور وہاں سے درخت درخت ہوتے ہوئے ریاض کو لے کر دور نکل گئے ویسے بھی ریاض کی زندگی کو اس لیے خطرہ نہیں تھا کہ وہ ان لوڈروں میں شامل نہیں تھا جنھوں نے کارٹن اٹھائے تھے اور پستول دیکھ لیے تھے' ہم بچ کر نکل آئے اور ہم نے ان میں سے تین آدمی بھی مار دیے صاحب جی پتا



چل گیا ان لوگوں کو کہ یہ کام ہم نے لیا ہے بعد میں ہم نے ان لوڈروں کی لاشیں تھانے پہنچائیں اور اس کے بعد ان لوگوں نے ذرا مختلف انداز میں سوچا کیونکہ ہم نے بہادری دکھائی تھی اس لیے ہماری بہادری کی قدر کی گئی اور ہمیں راستے سے ہٹانے کے بجائے انھوں نے اپنے کام کا بندہ سمجھ کر ساتھ رکھ لیا۔ جیکب صاحب کی پجارو چلانے لگے ہم اور اس کے بعد صاحب جی جیکب صاحب نے ہم پر محبتوں اور عنایتوں کی بارش کر دی۔" میں نے اپنے اس معصومانہ انداز میں سرحدوں کی کہانی بھی سنائی اور ان علاقوں کی داستان بھی بتائی جہاں سے میں جیکب کو بچا کر نکال لایا تھا۔ امیر شاہ کو تو چکر آ رہے تھے۔ فوزیہ بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور میرے بتائے ہوئے پوائنٹ کرتے جا رہی تھی۔ آخر میں' میں نے کہا۔

"اور صاحب جی اب جیکب ہم سے اتنا خوش ہے کہ اس نے ہمیں پچاس ہزار روپے دیے ہیں' یہ کہہ کر کہ ہم صفیہ کا زیور بنوا دیں اور اس نے یہ بھی کہا ہے صاحب جی کہ اگلے مہینے کی تنخواہ لے کر ہم حاجی غفار کی نوکری چھوڑ دیں۔ وہ ہمیں راجاؤں کی زندگی بسر کرائے گا کچھ اور کام دے گا ہمیں۔"

"اف خدایا۔" امیر شاہ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر سر سے ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اور تم اتنی قیمتی معلومات اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھے میرے دوست؟"

"صاحب جی آپ خود فیصلہ کرو' شاہ جی آپ خود سوچو کیسے بتاتے ہم' کیسے بتاتے' ہم جانتے تھے کہ جگہ جگہ ہمارا امتحان لیا جا رہا ہے' وہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہم مالک کے وفادار ہیں یا کسی کے مخبر۔ آپ نے ہمیں اٹھوا لیا تھا کچھ نہیں بتایا ہم نے آپ کو۔ یہ بھی نہیں بتایا ہم نے کہ ہمیں اس طرح اغوا کیا گیا تھا' صاحب جی تھوڑی بہت عقل تو اللہ تعالیٰ سب کو دیتا ہے' ہم جانتے ہیں کہ کون سی چیز ہماری موت کا باعث بن سکتی ہے مرنا تو نہیں چاہتے نا ہم آپ خود سوچو۔"

"نہیں میری جان کوئی تمہارا بال بھی بیکا کرے گا تو میں اس کا خون پی جاؤں گا' آہ

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کتنا خوش نصیب ہوں میں کتنی صحیح جگہ کوشش کی ہے میں نے۔ تم نے جو قیمتی معلومات مجھے فراہم کی ہیں' میں کہہ نہیں سکتا کہ کس طرح تمہارا شکریہ ادا کروں لیکن جان ابھی تمہیں اپنا یہ مشن جاری رکھنا پڑے گا' تم نے مجھے ایک نئی روشنی دکھائی ہے اس کا مطلب ہے کہ اصل شخصیت جیکب ہے بے شک حاجی غفار اور اس کے دونوں بیٹے بھی اس کام میں پھنسے ہوئے ہیں یا کم از کم ستار علی پھنسا ہوا ہے لیکن ڈور ہلانے والا جیکب ہے' وہ صرف منیجر ہی نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس ریکٹ کا مقامی سربراہ ہی ہو۔ اندازہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے میرے خیال میں تو حاجی غفار بھی ان معاملات سے ناواقف نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں ہے صاحب' حاجی صاحب نے ہمیں اپنے پاس بلایا تھا اور ہم سے کچھ سوالات کیے تھے۔"

"ذرا یاد کرکے بتاؤ' وہ کیا سوالات تھے؟"

"یاد ہیں صاحب جی۔" میں نے کہا اور حاجی غفار کے کیے ہوئے سوالات دہرا دیئے۔ اس کے مجہول بیٹے کے بارے میں میں بھی بتایا اور امیر شاہ سوچ میں ڈوب گیا' پھر بولا۔

"ویری گڈ ویری گڈ' ستار نے براہ راست تم سے کبھی کوئی کام لیا؟"

"وہ بھی بتاتے ہیں شاہ صاحب۔" میں نے کیسٹ کا پورا واقعہ سنا دیا اور امیر شاہ ایک بار پھر حیرت سے منہ کھول کر مجھے دیکھنے لگا' پھر فوزیہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"فوزیہ تم نے غور کیا ایک بات پر؟"

"کیا؟"

"اس شخص کے اندر وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جو کسی اعلیٰ پائے کے سراغ رساں میں ہو سکتی ہیں اصل کام معمولی معمولی باتوں پر نگاہ رکھنا ہے۔ خدا کی قسم یقین نہیں آتا کہ یہ اتنی ہی معمولی شخصیت ہے' کیا باریک بینی ہے' فوزیہ تقدیر ہمارا ساتھ دے رہی ہے لگتا ہے کچھ ہو ہی جائے گا۔ ویسے تمہارا کیا خیال ہے فوزیہ۔ میرا تو اپنا یہ اندازہ



ہے کہ جیکب اب ارشاد کو اپنے اس خفیہ کام پر لگانا چاہتا ہے جس کا علم شاید حاجی غفار فیملی کو بھی نہیں ہوگا' اس نے انہیں اتنا ہی کام کا آدمی سمجھا ہے اس سے تو ہمیں یہ فائدہ ہوتا ہے فوزیہ کہ جیکب کی اصل شخصیت بھی سامنے آئے گی اور کچھ اور راز بھی پتا چلیں گے' پھر تم نے کیا سوچا ارشاد علی؟"

"صاحب جی اب ہماری سوچ تو بے کار ہے آپ کے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں تو ہمیں راستے بھی آپ ہی دکھاؤ گے ہمارا اپنا تو کوئی مسئلہ تھا نہیں' آپ نے جو کچھ دل میں جگا دیا ہے اب تو بس اسی کے تحت کام کریں گے۔"

"ہوں۔ دیکھو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر تم جیکب کے ساتھ مصروف رہو تو سامنے راستے خود بخود کھلتے چلے جائیں گے اور حاجی غفار کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ میرے خیال میں جیکب سے مکمل وفاداری برقرار رکھو اور جائزہ لو کہ وہ کیا کیا کرتا ہے۔ اس دوران صفیہ بہن کو تم یہیں چھوڑ دو۔ فوزیہ یہیں رہتی ہے میرے پاس اور بھی ایک دو ملازمائیں ہیں' انھیں کوئی تکلیف ہو تو میری گردن کاٹ دینا۔ دوسرے لوگوں سے تم زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتا ہو کہ صفیہ بہن میکے چلی گئی ہیں اس طرح تمہیں آسانی ہو جائے گی۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات؟"

"ٹھیک ہے صاحب جی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے' اب تو کوئی اعتراض ہی نہیں کس بات پر۔"

"اس کے علاوہ میں تمہیں ایک چیز دینا چاہتا ہوں۔ فوزیہ کیا خیال ہے جی تھری انھیں دے دیا جائے۔"

"دیکھ لیجے امیر شاہ' حفاظت کرنا ہوگی اس کی۔"

"مجھے اس کی پروا نہیں ہے' ان پر میں اپنی خصوصی نظر رکھوں گا۔ یہ بتایئے ارشاد صاحب کبھی ٹرانسمیٹر کا نام سنا ہے آپ نے؟"

"سنا ہے صاحب۔"

"دیکھا تو نہیں ہے کبھی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"نہیں دیکھا نہیں ہے بس پولیس والوں کے پاس وہ فون دیکھے ہیں جو پتا نہیں کیا کہلاتے ہیں' پتا نہیں کیا وائر.........."

"وائرلیس۔"

"ہاں جی وہی' وہ اس پر دوسری گاڑیوں سے بات کرتے ہیں۔"

"بالکل بالکل' سمجھ لیں کہ وہی چیز ہے لیکن جدید ترین فارم میں' فوزیہ لاؤ ذرا۔"

فوزیہ نے ایک لمحے سوچا پھر بولی۔

"میں ذرا چار پانچ منٹ میں آتی ہوں' اگر جی تھری انھیں دینا ہے تو ذرا مختلف طریقے سے دو۔"

"ٹھیک ہے جاؤ۔" فوزیہ چلی گئی۔ میرے دل میں مسکراہٹوں کا درخت لگا ہوا تھا کیا دلچسپ تماشا ہو رہا ہے۔ بہرحال اب سب کچھ کھول کر رکھ دیا تھا امیر شاہ کے سامنے اور اس پر ذرا بھی پریشانی نہیں تھی' کام تو کام ہی ہوتا ہے بلکہ یہ تو خوش قسمتی ہے کہ اس طرح ملٹری سیکرٹ سروس کے ایک شاندار شخص کا تعاون حاصل ہو گیا تھا۔ اس کے ہمراہ نجانے کتنے افراد ہوں گے بس اتنی سی محنت کرنی ہے کہ ان پر اپنی اصلیت نہ کھلنے دوں' باقی تو سب کچھ ٹھیک تھا جو کام میں کرنا چاہتا تھا وہی ذرا مختلف شکل میں ہو رہا تھا اور اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ فوزیہ واپس آگئی اس کے پاس ایک تعویذ تھا' چاندی کے خول میں ایک کالے پٹے کے ساتھ بندھا ہوا۔ امیر شاہ نے حیرت اور دلچسپی سے یہ تعویذ دیکھا تو فوزیہ بولی۔

"اگر ہم اسے ان کے بازو پر باندھ دیں تو میرا خیال ہے یہ بالکل محفوظ رہے گا اور کسی کو شبہ بھی نہیں ہو گا میں اسے گلے میں بھی ڈال سکتی تھی لیکن گلے میں بہت سوں کی نگاہ پڑ سکتی ہے' بازو پر اگر کوئی تعویذ باندھ ہوا دیکھ بھی لیا جائے کسی شکل میں' تو بات بن سکتی ہے' کیونکہ تعویذ بازوؤں پر بھی باندھے جاتے ہیں۔"

"گڈ گرل' ذہانت سے سوچا ہے اب انھیں اس کے استعمال کا طریقہ بھی بتا دو۔"

"جسٹ سمپل' یہ دیکھئے ارشاد صاحب جب ہم آپ کو کوئی میسج دیں گے تو یہ سائڈ



میں لگا ہوا ننھا سا بٹن دبانا ہو گا میسج دوسرے آدمی تک پہنچ جائے گا' آپ اس ڈھکن کو کھولیں' کچھ نہیں کرنا ہو گا آپ کو' ڈھکن کھلنے کے ساتھ ٹرانسمیٹر آن ہو جائے گا اور نہایت صاف آواز آپ کو سنائی دے گی' آپ اس پر تجربہ کر کے دیکھ لیجیے' میں اس کے دوسرے سیٹ پر آپ سے بات کرتی ہوں۔" ہم نے اپنی اداکاری جاری رکھی' فوزیہ جلال نے دوسرے کمرے میں جا کر ٹرانسمیٹر آن کیا ایک ہلکی سی جھینگر کے ٹرانے جیسی آواز سنائی دی اور میں نے وہ ڈھکنا کھول دیا۔ فوزیہ کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ہیلو۔ میں فوزیہ بول رہی ہوں مسٹر ارشاد' کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں؟"

"جی سن رہا ہوں۔"

"آپ بھی کچھ بولیے۔"

"جی کیا بولوں۔"

"کیسے مزاج ہیں آپ کے؟"

"ٹھیک ہوں۔"

"طریقہ سیکھ لیا آپ نے؟"

"جی ہاں۔"

"بس تو پھر اب یہ ڈھکن بند کر دیجیے سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔" میں نے تعویذ کا ڈھکن بند کر دیا۔ میرے چہرے پر شوق اور سنسنی نظر آ رہی تھی۔ امیر شاہ نے مسکرا کر کہا۔

"بالکل آسان طریقہ ہے' یہ ہماری طرف سے آپ کے پاس رہے گا اور آپ یوں سمجھ لیجیے کہ آپ ہمارے آدمیوں میں شامل ہو گئے۔"

"جی۔"

"تو پھر اب آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ ان لوگوں کی مرضی کے مطابق کام کرتے رہیں' جو پوائنٹ آپ نے بتائے ہیں انھیں نوٹ کر لیا گیا ہے اور ہم ان پر کام

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کریں گے لیکن ایک بات آپ ذہن میں رکھیے وہ یہ کہ ابھی ہم انہیں ٹچ نہیں کریں گے۔ کیونکہ اگر جیکب کی جڑیں گہری ہیں تو ہمیں ان جڑوں کی تلاش ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی آپ ہماری مدد کریں گے' آپ سمجھ گئے۔"

"جی"

"بہت بہت شکریہ آپ لوگوں کے یہاں آنے کا اور اس کے بعد ہماری بات مان لینے کا' میرا یہ خیال ہے کہ اب آپ کو آرام کرنے کا موقع دیا جائے' آپ یہ بالکل مت سوچیں کہ ہم آپ کو بھگا رہے ہیں بلکہ آپ کا جانا ضروری ہے آپ جس وقت مسٹر جیکب کے ساتھ اپنی نئی ڈیوٹی جوائن کریں گے' بڑے اطمینان سے آپ مسز ارشاد کو یہاں بھیج دیجئے اور ان کی جانب سے بے فکر ہو جایئے۔ ویسے ہمارے اور آپ کے درمیان پیغام رسانی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ رات کو ٹھیک ساڑھے نو بجے آپ جہاں کہیں بھی ہوں' تھوڑی سی جگہ بدلنے کی کوشش کریں تاکہ ہمارے درمیان گفتگو ہو جائے' وقت نوٹ کرلیجے ٹھیک ساڑھے نو بجے۔"

"بہت بہتر۔ امیر شاہ صاحب۔" پھر ہم لوگ کھڑے ہوگئے اس وقت فوزیہ جلال کے بجائے امیر شاہ ہمیں چھوڑنے کے لیے چل پڑا۔ فوزیہ جلال ساتھ نہیں آئی تھی' رات کے تاریک سناٹوں میں اس نے ہمیں ہمارے گھر کے بالکل قریب چھوڑا' راستے میں بھی تھوڑی سی گفتگو ہوئی تھی اور اس کے بعد ہم اپنی رہائش گاہ میں واپس آگئے۔ میں نے محبت بھری نگاہوں سے رخسار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھئی آج کی اس ملاقات کے بعد ایک اور گولڈن چانس مجھے ملا ہے۔"

"کیا؟" رخسار نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہم دونوں بہترین اداکار ہیں اور ملٹری سیکرٹ سروس کے ایک اہم آفیسر کو اپنے کردار کے بارے میں یقین دلا سکتے ہیں معمولی بات نہیں ہے' بڑی تیز اور باریک بین نگاہیں ہوتی ہیں ان کی۔" رخسار ہنسنے لگی' لباس وغیرہ تبدیل کیے گئے اور اس کے بعد ہم لوگ مسہری پر آبیٹھے رخسار نے کہا۔



"میں خود بھی اس بات کی قائل ہوں کہ زندگی کو معطل نہیں کرنا چاہیے' یہ تو ہمارے دشمنوں کی کوشش تھی' کبھی ہم اور کبھی کوئی اور کامیابی یا ناکامی سے دو چار ہوسکتے ہیں ہاں کچھ قیمتی لوگ دنیا میں نہ رہے ان کی موت کا خلا پر نہیں کیا جاسکتا' لیکن باقی سب معمول کے مطابق ہے' ہم نے بھی بہت سوں سے بہت کچھ چھینا ہے' میں سمجھتی ہوں کسی بھی شکل میں سہی ہم وطن کی خدمت جاری رکھیں اور وطن کی مٹی خود ہم سے خراج طلب کرتی رہتی ہے' ہم ادائیگی سے گریز کیوں کریں بلکہ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک دلچسپ ایڈونچر ہے' تم بے شک مختلف روپ میں کام کرتے رہے ہو فیصل' لیکن اس بار یہ روپ بہت ہی مختلف ہے' ہم بے وسیلہ اور احمق لوگوں کی مانند کام کریں گے اور ایک نیا تجربہ حاصل ہوگا۔"

"یہ بتاؤ وہاں رہنا پسند کروگی۔"

"طے تو یہ ہوا تھا کہ اب جو کچھ بھی کریں گے مشترکہ طور پر ہی کریں گے' لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک کام ہے جو میں وہاں رہ کر سرانجام دوں گی' ہاں اگر اس میں کوئی قباحت محسوس کررہے ہو تو مجھے بتاؤ۔"

"میرے خیال سے نہیں ہے' پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم کرنل شاہ کی طرف سے مطمئن ہوگئے ہیں' وہ درحقیقت فوج کا آدمی ہے اور جذباتی اور اپنے عمل سے مخلص بھی ایسی شکل میں تو پھر کوئی قباحت ہی نہیں رہ جاتی۔"

"تو پھر ٹھیک ہے بسم اللہ کرو' ہاں محنت کچھ زیادہ کرنی ہوگی۔"

"وہ جو کہا جاتا ہے ناکہ محنت سے عظمت ہے۔"

"یقیناً۔" رخسار سوگئی لیکن میں جاگتا رہا۔ بہت سے خیالات' بہت سے احساسات نے گھیر لیا تھا لیکن میں نے بدولی کو قریب نہ پھٹکنے دیا۔ جو نقطے میرے ذہن میں تھے میں نے بڑی سادگی سے انھیں کرنل شاہ کے گوش گزار کردیا تھا اور کرنل شاہ بہرحال ذہین آدمی تھا بس میں یہ چاہتا تھا کہ اس پر میری حقیقت آشکارا نہ ہو' کوئی کتنا ہی مخلص ہو۔ لیکن ہر شخص اپنی بچت بھی چاہتا ہے۔ کرنل شاہ اگر پچاس لاکھ روپے انعام کے لیے نہ

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



سبی تب بھی وطن پرستی کے رشتے سے ایک ایسے مجرم کو حکومت کے حوالے کرنے کی کوشش ضرور کرے گا جو حکومت کو درکار ہے اور جس پر لاتعداد الزامات لگا دیئے گئے ہیں‘ پ پھر نجانے کب نیند آگئی تھی۔

رخسار نے صبح وقت پر جگا دیا اور کہنے لگی۔

”سوری حالانکہ مجھے پتا ہے کہ تم بہت دیر تک جاگتے رہے ہو‘ لیکن ڈیوٹی از ڈیوٹی جانا ہے نا۔“

”کیوں نہیں‘ ڈیوٹی از ڈیوٹی؟“ میں نے مسکرا کر کہا اور بستر چھوڑ دیا۔ مطلع ابر آلود ہو رہا تھا اور سیاہ بادل مست ہاتھی کی طرح جھومتے ہوئے آسمان پر جمع ہو رہے تھے‘ امکان تھا کہ بارش ہو جائے گی لیکن یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی‘ میں جیکب کے گھر پہنچ گیا جیکب سلیپنگ سوٹ میں ملبوس اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھ کر پر خلوص انداز میں مسکرایا۔

”آؤ ارشاد آج چھٹی‘ کوئی خاص کام نہیں ہے جاؤ میری طرف سے عیش کرو بیوی کو لے کر گھومنے نکل جاؤ‘ چاہو تو گاڑی بھی لے جاسکتے ہو آج اسے سیر کرادو‘ شام تک کا کوئی پروگرام نہیں ہے جب دل چاہے واپس آجانا۔“

”مجھے کہاں جانا ہے سر‘ ہاں اگر چھٹی ہے تو گھر ہی چلا جاتا ہوں۔“ ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور جیکب نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھالیا‘ پھر فون پر باتیں کرنے لگا۔

”جی حاجی صاحب‘ جی.......... جی‘ جی سر.......... جی جناب‘ اچھا.......... ہاں‘ ہے تو سہی.......... چلیں بے چارے کو چھٹی دے دی تھی میں نے لیکن بہرحال آج آپ کی ڈیوٹی پر سہی‘ نہیں۔ نہیں انعام کی کوئی بات نہیں ہے نہیں حاجی صاحب یہ تو آپ کی مہربانی ہے‘ ٹھیک ہے میں بھیج دیتا ہوں‘ جی ہاں.......... جی ہاں کوئی بات نہیں ہے‘ بس پہنچتا ہے ابھی‘ اچھا ٹھیک ہے‘ اوکے۔“ اس نے فون بند کیا اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ پھر بولا۔



”سوری ڈیئر تمہاری چھٹی کینسل ہوگئی۔“

”کوئی بات نہیں ہے سر میں تو آیا ہی ڈیوٹی دینے کے لیے تھا۔“

”حاجی صاحب کے سارے ڈرائیور مصروف ہوگئے ہیں انھیں غالباً کہیں جانا ہے تم گاڑی لے جاؤ آج تمہیں حاجی صاحب کے ساتھ رہنا ہوگا‘ بہرحال خیال رکھنا۔“

”جی سر۔“

”چابی اٹھالو‘ فیول وغیرہ چیک کرلینا‘ ضرورت ہو تو ٹنکی وغیرہ بھی بھروالینا‘ آرام سے چلے جاؤ‘ بس خیال رکھنا یہ سب ہی ایک دوسرے کے چکر میں رہتے ہیں۔ حاجی صاحب کچھ بھی بات کریں‘ احتیاط سے جواب دے دینا ویسے تو تم کافی عقل مند آدمی ہو مجھے پورا پورا اطمینان ہے کہ کہیں مار نہیں کھاؤ گے۔“ میں نے چابی اٹھالی اور پھر سلام کرکے باہر نکل آیا پجارو اسٹارٹ کی اور حاجی صاحب کی رہائش گاہ پر چل پڑا‘ بابو الیاس بیٹھے ہوئے تھے ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہوگئی تھی بابو الیاس نے کہا۔

”تم تو یہاں سے چلے ہی گئے۔“

”نہیں بابو الیاس بس جہاں بھی ڈیوٹی لگ جائے ہم تو حکم کے غلام ہیں‘ حاجی صاحب نے بلایا تھا۔“

”اچھا۔ اچھا‘ چلے جاؤ اندر موجود ہیں۔“ میں اندر داخل ہوا تو حاجی صاحب کہیں جانے کو تیار تھے‘ جبار اس وقت بھی ان کے پاس موجود تھا‘ حاجی صاحب نے مجھے دیکھ کر کہا۔

”بھئی آج ذرا تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہے‘ موسم سے پریشان تو نہیں ہوتے؟“

”نہیں حاجی صاحب موسم کا کام اس کا اپنا ہے اور ہمارا کام اپنا۔“

”میں تیار ہوں چلیں؟“

”جی چلیے‘ حاجی صاحب۔“ پجارو میں میرے برابر ہی بیٹھ گئے تھے میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔

”ٹینک فل کرالو ذرا لمبا سفر کرنا ہے۔“

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ٹینک فل کرالو ذرا لمبا سفر کرنا ہے۔"

"ٹینک فل ہے سر۔"

"پھر چلو۔" حاجی صاحب بولے اور اس کے بعد میں ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا رہا یہاں تک کہ شہر سے باہر نکل آیا تو حاجی صاحب نے مطلوبہ جگہ کا نام لیا میں نے گردن ہلا دی تھی سفر طے ہوتے لگا حاجی صاحب کافی دیر خاموش رہے پھر انھوں نے کہا۔

"ارشاد میاں تم نے ہمارا کام نہیں کیا۔"

"کون سا کام حاجی صاحب؟"

"بھول گئے۔"

"معافی چاہتا ہوں یاد نہیں رہا۔"

"وہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ ذرا ستار اور جیکب کی سرگرمیوں پر نظر رکھو' ہمیں شبہ ہے کہ یہ لوگ کچھ پراسرار کارروائیاں کرتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہم نے ساری زندگی ٹرانسپورٹ کا کاروبار کیا' چھتیس بار ایسی پیشکشیں ہوئیں جن میں ہم سے کہا گیا کہ کچھ ایسا سامان ادھر ادھر کر دیا جائے جو پولیس کی نگاہوں میں مشکوک ہوتا ہے ہم نے کہا بھائی یہ جو کچھ ہمیں ملا ہے ہمارا اپنا کمایا ہوا نہیں ہے' باپ دادا کا ورثہ ہے لیکن باپ دادا کے نام کے ساتھ بھی کوئی ایسی برائی وابستہ نہیں ہے جس سے عزت کو داغ لگے' ہم ایسا کام نہیں کریں گے لیکن بیٹا جب ہمارا وقت ختم ہوا تو دوسروں نے ہمارے خلاف کام شروع کر دیا کچھ ہو رہا ہے یقیناً کچھ ہو رہا ہے' اب کیا ہو رہا ہی یہ اللہ ہی جانے ہماری تو عمر ہی آگے بڑھ گئی ورنہ کسی اور کو تکلیف نہ دیتے' یہ لڑکے کیا کر رہے ہیں ہمارا سارا کیا دھرا مٹی میں ملا رہے ہیں' کیا کریں گے اتنی دولت کا اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے پر کون سنتا ہے اور پھر وہ کمینہ جیکب' دیکھ لینا ہمیں دلدل میں دفن کرا کے رہے گا' ساری کارروائی اس کی ہے' ہم جانتے ہیں ستار کو بھکانے والا بھی وہی ہے۔ بہرحال تم اگر کچھ مدد کر دیتے تو بڑی بات بن جاتی' اس وقت ہم جہاں چل رہے ہیں نا ہو سکتا ہے تمہیں وہ جگہ پسند نہ آئے لیکن ہماری بھی مجبوری ہے' اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے



کیا کریں کیا نہ کریں۔" حاجی غفار کہتے رہے لیکن میں نے خاموشی ہی اختیار کیے رکھی تھی' پھر ہم شہر میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد حاجی ستار جس عمارت میں داخل ہوئے تھے وہ میرے لیے بھی ذرا پریشان کن تھی یہ پولیس ہیڈ آفس کی عمارت تھی حاجی غفار گاڑی سے اتر کر اندر چلے گئے اور میں یہ سوچنے لگا کہ جو گفتگو انھوں نے راستے میں کی ہے اور یہاں پہنچے ہیں اس کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے یقیناً ایسا ہی مسئلہ ہے' بہرحال میں ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھا رہا اور انتظار کرتا رہا' حاجی صاحب کوئی ڈیڑھ گھنٹے میں واپس آئے تھے ایک بڑے رینک کا پولیس آفیسران کے ساتھ تھا۔ بہرحال میں خاموشی سے نیچے اترا ادب سے حاجی صاحب کے لیے دروازہ کھولا اور حاجی صاحب نے کہا۔

"تو بھائی جو کچھ ہم نے تمہیں بتایا ہے چاہو تو مذاق سمجھ لو باقی تمہاری مرضی ہے۔"

"آپ کیسی باتیں کرتے ہیں حاجی صاحب میں تو دل سے آپ کی قدر کرتا ہوں۔"

"اچھا پھر خدا حافظ جب بھی ہم تمہیں آواز دیں ذرا خیال کر لینا۔"

"خادم ہوں آپ کا۔" پولیس آفیسر نے کہا۔

"چلو۔" حاجی صاحب بولے اور میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے واپس موڑ دی' اس کے بعد راستے بھر خاموشی ہی رہی تھی' حاجی صاحب نے بھی کچھ نہیں کہا تھا کافی وقت گزر گیا ادھر بادل مسلسل گھرے ہوئے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے برسے تو بہت تیز بارش ہو گی لیکن سڑکوں وغیرہ کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں ابھی بارش نہیں ہوئی ہے' حویلی میں داخل ہو گئے اور حاجی صاحب نے کہا۔

"اب تمہاری مرضی ہے جہاں جی چاہے جاؤ ہمارا کام ہو گیا۔" میں سلام کر کے واپس پلٹ آیا گاڑی کو جیکب صاحب کے یہاں چھوڑنا تھا' تھوڑی سی سنسنی کا شکار بھی تھا باہر نکلا اور راستے پر چل پڑا لیکن پھر تھوڑی دور جانے کے بعد میں نے ستار کی گاڑی دیکھ لی جو تیزی سے آگے نکلی اور ستار ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے اسے سائڈ میں لگانے لگا میں نے بھی پجارو سائڈ میں روک دی تھی' ستار کو یقیناً اس بات کا علم ہو گیا تھا

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کہ حاجی صاحب کسی ایسی ہی جگہ گئے ہیں اور وہ مجھ سے اس بارے میں معلوم کرنا چاہتا تھا' ایک لمحے میں فیصلہ کرلیا گیا کہ کیا کرنا ہے' حاجی صاحب نے ویسے بھی مجھے منع نہیں کیا تھا کہ میں اس بارے میں کسی کو نہ بتاؤں' میں گاڑی سے اتر آیا اور ستار نے ڈرائیونگ سیٹ کے برابر کا دروازہ کھول دیا جس کا مطلب تھا کہ میں اندر آجاؤں' میں نے سلام کیا اور پھر اس کے کہنے پر اندر داخل ہو گیا' ستار نے کہا۔

"زیادہ دیر نہیں رہوں گا تمہارے ساتھ بس دو منٹ کی بات ہے' کہاں لے کر گئے تھے حاجی صاحب کو.........؟"

"شہر۔"

"کس جگہ؟"

"وہ جی پولیس تھانے۔"

"کیا.........؟" ستار آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"ہاں جی وہ بڑا تھانہ جو ہوتا ہے وہاں گئے تھے۔"

"ہیڈ کوارٹر۔"

"جی صاحب۔"

"کس کے پاس گئے تھے؟"

"صاحب جی ہم تو بس احاطے میں داخل ہوئے تھے اور پھر گاڑی میں بیٹھے رہے تھے۔"

"حاجی صاحب نے کس سے ملاقات کی تمہیں نہیں معلوم۔"

"نہیں صاحب جی بالکل قسم لے لیجیے ہم سے۔"

"تم گدھے ہو نمبرون' میں.........کیا کہوں میں تم سے' کمال کے انسان ہو دنیا میں کچھ کرو گے بھی کسی کے لیے یا نہیں۔"

"صاحب جی اتنا ہی کرسکتے ہیں کہ نوکری چھوڑ دیں' اور ایک بات آپ سمجھ لیجیے ادھر کی بات کبھی نہیں کریں گے' ماں باپ نے یہی سکھایا تھا کہ بیٹا مالکوں کی باتیں صرف



سنو انھیں یاد رکھو اور ان میں کوئی حصہ لو نہ دو۔"

"ہوں۔ چلو ٹھیک ہے اپنا مستقبل خود ہی خراب کر رہے ہو' میرا کیا ہے' جیکب صاحب کے ساتھ کیسی گزر رہی ہے۔"

"ٹھیک ہے صاحب جی۔"

"کوئی ایسا ویسا کام تو نہیں لیتے تم سے.........."

"نہیں صاحب جی ہم صرف گاڑی چلاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے بھائی جا اپنی گاڑی میں بیٹھ' جا اپنا کام کر۔"

ستار نے ناخوشگوار موڈ میں کہا اور میں جلدی سے گاڑی سے نیچے اتر آیا پھر میں پجارو میں بیٹھا اور پجارو اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

بہت بڑے پیمانے پر کام کیا تھا بہت کچھ کیا تھا کوئن میکوویا کے ساتھ مل کر' نجانے کیا کیا کارنامے سر انجام دے ڈالے تھے' لیکن بات بہت معمولی سی ہوتی ہے' صرف سوچنے کا فرق ہوتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے جتنا بڑے سے بڑا کام۔ مجھے اب اس کام میں بھی دلچسپی محسوس ہونے لگی تھی۔ کم از کم نظریہ وہی تھا' ملک و قوم کی خدمت اور بہرحال ساری باتیں اپنی جگہ لیکن اس تصور میں جو مزہ آتا تھا اس کا نشہ ہی کچھ اور تھا' تھوڑی دیر کے بعد جیکب کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا' بادل اب بھی اسی طرح تھے۔ بارش نہیں برسی تھی' پجارو کھڑی تھی اور چابی دینے کے لیے جیکب کے پاس پہنچ گیا۔ جیکب نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے مجھے دیکھ لیا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ میرا انتظار کر رہا تھا۔

"آؤ ارشاد۔ آؤ' تھوڑی دیر بیٹھو میرے ساتھ' اس کے بعد جہاں دل چاہے چلے جانا آجاؤ۔"

میں بیٹھ گیا اور میں نے چابی ایک طرف رکھ دی۔

"بھئی یہ میرے حوالے کیوں کرتے ہو بار بار۔ پجارو کو یوں سمجھ لو کہ اب تمہاری ملکیت ہے' زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ بس اسے ہمارے کاموں میں استعمال کرلینا۔ ورنہ یہ

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہم نے تمہیں دی۔"

"صاحب جی مہربانی ہے آپ کی کیا نہیں دے دیا ہے آپ لوگوں نے مجھے۔ صاحب جی اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے مجھے بس آپ کی محبت چاہیے۔"

"یار تم عجیب آدمی ہو' اتنے عجیب کہ بعض اوقات میں تمہارے بارے میں سوچ کر حیران رہ جاتا ہوں' تم آخر ہو کیا چیز؟"

"سمجھے نہیں صاحب جی۔"

"تم نے جتنی جلدی ہمارے دل میں گھر کرلیا ہے اس طرح کم ہی ہوتا ہے' لوگ آتے ہیں اپنا مقام بناتے ہیں لیکن اس میں انھیں کافی وقت لگ جاتا ہے۔"

"صاحب جی اصل میں بات یہ ہے کہ ہمارے خون میں حلال ہے جس کا نمک کھاتا ہوں اس کی ادائیگی ضرور کر دیتا ہوں۔" میں نے کہا اور میرے دل میں اپنے وطن کا تصور ابھر آیا' اس وقت ان وطن دشمنوں کی نمک حلالی کی بات نہیں کر رہا تھا' بلکہ اس سرزمین وطن کی بات کر رہا تھا جس نے میرے روئیں روئیں کو جلا بخشی تھی۔

جیکب نے متاثر انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔ بہرحال سناؤ دن کا پروگرام کیسا رہا' ویسے آج تو میں نے تمہیں چھٹی دے دی تھی۔ مگر شاید بادل بھی تمہارے انتظار میں نہیں برسے۔"

"ہمارے انتظار میں........"

"تو اور کیا۔"

"ہم سمجھے نہیں صاحب جی؟"

"بھئی موسم بہار بلکہ بارش کا موسم' پتا نہیں تمہارا اس سلسلے میں کیا نظریہ ہے' جب بارش کے قطرے آسمان سے ٹپکتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے رگ وپے میں ایک نئی زندگی دوڑ رہی ہو۔ میں نے تو یہ سوچا تھا کہ آج تم اپنی بیوی کے ساتھ خوب بارش میں سیر کرو لیکن بارش ہی نہیں ہوئی۔ خیر اب سہی' میرا خیال ہے کل بھی مجھے کوئی خاص کام



نہیں ہوگا۔ گاڑی لے جانا اور آرام کرنا۔ کیا سمجھے؟"

"بہت مہربانی صاحب جی۔"

"اور سب ٹھیک ٹھاک' حاجی غفار صاحب کا کام ہو گیا؟"

"جی صاحب جی انھوں نے ہمیں چھٹی دے دی اور کہا کہ جاؤ۔"

"گڈ۔ تو پھر اب تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔"

"بہت شکریہ صاحب جی۔" میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"ارے یہ چابی تو لیتے جاؤ۔ اگر ضرورت نہ ہو تو کوئی بات نہیں ہے' ورنہ گاڑی بھی لیتے جاؤ۔"

"ضرورت بھی نہیں ہے صاحب جی اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے پاس گاڑی کھڑی کرنے کی جگہ بھی نہیں ہے' دیکھئے نا اگر کوئی بچہ نشان مار گیا تو خواہ مخواہ گاڑی کا رنگ خراب ہوگا آپ رہنے دو جی' ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"پیٹرول ہے اس میں.........؟"

"ڈلوایا نہیں ہے صاحب جی۔ ضرورت پیش نہیں آئی۔"

"کہاں گئے تھے حاجی صاحب' زیادہ فاصلہ طے نہیں کیا' کیا.........؟"

"نہیں صاحب فاصلہ تو طے کیا ہے' شہر گئے تھے ہم۔"

"ارے اچھا خیریت کیا کچھ خریداری کی تھی حاجی صاحب نے۔" جیکب نے چالاکی سے پوچھا۔

"نہیں صاحب کوئی خریداری نہیں کی۔"

"کسی دوست سے ملنے گئے تھے؟"

"صاحب جی یہ تو پتا نہیں کہ وہ کسی دوست سے ملنے گئے تھے یا نہیں' لیکن وہاں گئے تھے جہاں بہت بڑی پولیس ہوتی ہے نا بہت بڑی جگہ۔ پولیس کی تربیت ہوتی ہے۔"

"پولیس ہیڈ کوارٹر.........؟"

"جی صاحب جی۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اچھا وہاں کس کے پاس گئے تھے۔" جیکب نے پوچھا۔

"یہ بھی نہیں معلوم صاحب جی کہ وہ کس کے پاس گئے تھے' ہم تو گاڑی میں بیٹھے رہے تھے۔ ہاں جب وہ واپس آئے تھے تو ایک بڑی وردی والا جس کے کندھوں پر بہت سے پھول لگے ہوئے تھے ان کے ساتھ آیا تھا اور اس نے حاجی صاحب کو خدا حافظ کہا تھا۔"

"ہوں اچھا ویری گڈ۔ تو یہ نہیں پتا چل سکا تمہیں کہ حاجی صاحب نے اور کس کس سے ملاقات کی؟"

"صاحب جی گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے ہم اور پھر کام ہمارا نہیں تھا۔"

"ہوں ٹھیک۔" جیکب گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "بیٹھو یار چلے جانا اب تو تمہیں ذرا بٹھانے کو جی چاہتا ہے۔"

"ہمیں کوئی جلدی بھی نہیں ہے صاحب جی۔ اگر آپ کو کوئی کام ہے تو کوئی پروا نہیں ہے' ہمیں کرنا ہی کیا ہے۔"

"کچھ پیو گے؟"

"نہیں صاحب جی بڑی مہربانی۔"

"پی لو یار اس موسم میں تو پینا چاہیے۔"

"نہیں صاحب جی کچھ نہیں پینا۔"

"شراب پیتے ہو؟"

"توبہ توبہ صاحب جی۔ شراب پی تو کبھی مالکوں کی نمک حلالی نہیں کر سکیں گے۔"

"ارے واہ۔" جیکب نے قہقہہ لگایا' دیر تک ہنستا رہا' پھر بولا۔

"عجیب منطق ہے تمہاری۔"

"لیکن ہے صاحب جی۔"

"کیوں آخر؟"

"بس صاحب جی ہمارے مذہب میں آپ کو پتا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔"



"کیا بات کرتے ہو یار' جائز تو نہیں ہے لیکن پی جاتی ہے۔"

"جو برا کر رہا ہے صاحب جی وہ کرتا رہے ہمیں اس سے کیا۔"

"خیر شراب پینا اتنا برا تو نہیں ہے۔ چلو چھوڑو میں تمہیں نہیں پلاؤں گا' جو کام تم نہیں کرتے اس کے لیے کبھی تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ میں تمہارے لیے کوئی جوس منگواتا ہوں۔"

"رہنے دیجیے صاحب جی۔"

"اچھا کولڈ ڈرنک پی لو۔" جیکب نے کہا اور گھنٹی بجا کر اپنے آدمی کو بلایا اور اس کے بعد اپنے لیے شراب اور میرے لیے کولڈ ڈرنک منگوالی۔ صاف بوتل تھی میرے سامنے کھلی تھی' اس لیے مجھے پینے میں کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ جیکب نے اپنے لیے پیگ بنالیا اور اس کی چسکیاں لیتا ہوا بولا۔

"تو حاجی صاحب پولیس ہیڈ کوارٹر گئے تھے۔ ویسے تمہیں ایک دلچسپ بات بتاؤں۔"

"جی صاحب جی۔"

"یہ بات مجھے بہت دیر پہلے معلوم ہو چکی ہے۔"

"کون سی بات؟"

"یہی بات کہ حاجی غفار صاحب کہاں گئے تھے؟"

"آپ کو معلوم ہو چکی ہے؟"

"ہاں۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا صاحب جی۔" میں نے معصومیت سے سوال کیا اور جیکب ہنسنے لگا' پھر بولا۔

"دیکھو ارشاد سب سے بڑا کام یہ ہے کہ انسان آنکھیں کھلی رکھے' ہر چیز کے بارے میں معلومات حاصل کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے دشمن وار کر جائیں۔"

"مگر حاجی صاحب تو.........."

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"افوہ حاجی صاحب کی بات نہیں کر رہا ایک عام بات کر رہا ہوں۔ تمہیں ہنسی آئے گی یہ سن کر کہ جو پولیس آفیسر حاجی صاحب کو باہر چھوڑنے کے لیے آیا تھا اس نے انھیں چھوڑنے کے بعد سب سے پہلے مجھے فون کیا تھا اور بتایا تھا کہ حاجی صاحب یہاں آئے تھے۔"

"آپ کی ان سے دوستی ہوگی۔ صاحب جی۔" میں نے کہا اور جیکب ہنسنے لگا۔

"ہاں دوست بنانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتا ہے ارشاد۔ تم بھی میری یہ بات گرہ میں باندھ لو' اصل میں تم اتنے اچھے آدمی ہو کہ میں نے تمہیں زندگی بھر اپنے ساتھ رکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم ایک تیز انسان بن جاؤ۔ بہادری' ذمہ داری اور شرافت تو تمہاری فطرت کا ایک حصہ ہے ہی' لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی دنیا سے نمٹنے کا طریقہ بھی سیکھ لو پارس بن جاؤ گے۔"

"صاحب جی بڑی مہربانی آپ کی۔ ہم نے تو سچ مچ ایک سیدھی سادی زندگی ہی گزاری ہے۔"

"مجھے اندازہ ہوگیا ہے اور میں نے کچھ پروگرام تبدیل بھی کیے ہیں اس دوران۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا اور جیکب کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ بہت دیر تک خاموش رہا اور شراب کی چسکیاں لیتا رہا' پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک بڑی ڈیل کرنی ہے ارشاد' بہت بڑی ڈیل کرنی ہے۔ اصل میں یہ جو لوگ ہیں نا جن کے ساتھ میں کام کر رہا ہوں حاجی غفار اور دوسرے لوگ' یہ بھونگے ہیں بھونگے' بھونگے سمجھتے ہو نا۔"

"جی صاحب جی۔ وہ گولر میں جو ہوتے ہیں۔"

"ہاں گولر میں ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ میری قوت' میری طاقت' میری پہنچ کو نہیں جانتے' لیکن بہرحال مجھے ان کا بہت بڑا سہارا ہے' یہ بے چارے مجھے منیجر بنانے کے بعد میرے مالک بن گئے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا مالک میں ہوں۔"



"جی صاحب جی؟"

"ہاں میں ان کا مالک ہوں' ان کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان کا مالک کون ہے' دیکھو میں تم پر اعتبار کر رہا ہوں اور تم ہو بھی قابل اعتبار اس لیے میں ہر بات کھل کر تمہارے سامنے کیے جا رہا ہوں۔ چلو چھوڑو۔ اب اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان بڑے میاں کو کھسکانا اب ضروری ہوگیا ہے' اس بڑی ڈیل سے پہلے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔ ارشاد شاید' شاید میں کچھ بہک رہا ہوں' اصل میں صبح سے بہت پی چکا ہوں۔"

"صاحب جی ہم جائیں؟"

"ارے نہیں بیٹھو بیٹھو اتنا پاگل نہیں ہوا ہوں کہ تمہیں پتھر مارنے لگوں' میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو' ہمیں ایک بہت بڑی ڈیل کرنی ہے ایک بگ ڈیل اور سنو میں نے تم سے کہا تھا کہ حاجی غفار کی نوکری چھوڑ دو اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے۔"

"جی صاحب جی۔"

"یہ مت سمجھنا کہ میں اپنا کوئی پروگرام بدل رہا ہوں۔ پروگرام رہے گا اور وہی رہے گا لیکن میں کسی کو متوجہ کرنا نہیں چاہتا۔ تم نوکری چھوڑو گے لوگ تم سے سوال کریں گے کہ میرے پاس نوکری کرنے کے بعد' میرا مطلب ہے میرے ساتھ شامل ہونے کے بعد تمہیں نوکری چھوڑنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور پھر خواہ مخواہ بہت سی نگاہیں تمہاری جانب اٹھیں گی بہتر ہے کہ تم کسی کی نگاہ میں مشکوک نہ ہو۔ ضروری نہیں ہے' بالکل ٹھیک ہے' لیکن یہ مت سمجھنا کہ یہ نوکری جاری رکھتے ہوئے تم اتنے ہی معمولی آدمی ہو۔ مجھے دیکھ رہے ہو نا میں ان لوگوں کا منیجر ہوں' ستار' جبار اور حاجی غفار مجھے اپنا منیجر سمجھتے ہیں' مجھ پر اپنے احکامات چلاتے ہیں' لیکن خود میرے احکامات کی پابندی کرتے ہیں سمجھے۔ وہ خود میرے محکوم ہیں ان کے فرشتوں کو بھی پتا نہیں ہے اس طرح تم بظاہر حاجی غفار کے ڈرائیور ہوگے لیکن تمہارا مقام کچھ اور ہوگا اور سنو دولت کی تو پروا ہی نہ

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کرنا دولت ہمارے جوتوں میں ڈھیر ہے دیکھو یہ دیکھو میرے پیروں میں کچھ نظر آ رہا ہے؟"
میں نے جیکب کے پیروں کے نیچے دیکھا' قالین کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں نے معصومیت سے نفی میں گردن ہلائی تو جیکب ہنس پڑا۔

"ہاں میرے بچے' میرا مطلب ہے میرے قدموں کے نیچے وہ نظر نہ آنے والی دولت ہے' جو تمہاری ملکیت ہے' نوٹوں کے انبار لگے ہوئے ہیں' چاندی' سونا' ہیرے' جواہرات سب کچھ ہے میرے پاس اور سب کچھ ہی تمہیں مل جائے گا' اس کے لیے پروا مت کرنا' تمہاری بیوی' یار بات سنو' تم نے شادی کیوں کرلی؟"

"پتا نہیں جیکب بہک رہا تھا یا ڈراما کر رہا تھا' میں بہرطور اپنی اداکاری جاری رکھے ہوئے تھا' میں نے آہستہ سے کہا۔"

"شادی تو کرنی ہی ہوتی ہے صاحب جی' آپ نے نہیں کی؟"

"میں نے کی ہے شادی کی ہے' لیکن جانتے ہو جو شادی میں نے کی ہے اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں تم سمجھ نہیں سکتے۔ اصل میں یہ میری بیوی کی سسرال ہی تھی جس نے مجھے صحیح راستے پر لگایا اور آج میں دولت سے کھیل رہا ہوں۔ یار میں کیا ذاتی باتیں کرنے بیٹھ گیا۔ میں تم سے یہ کہہ رہا تھا کہ تم نے شادی کیوں کرلی' تم نہیں سمجھتے کہ عورت کو پیروں کی بیڑی بنانا مناسب نہیں ہوتا' چلو کچھ ایسا ہو بھی جاتا ہے تو ہو جانے دو' باہر کی دنیا تو کھلی ہوئی ہے' بہت کچھ ہے اس دنیا میں۔"

"صاحب جی میری بیوی میکے جانا چاہتی ہے؟"

"کیا؟" جیکب نے شراب کا گلاس نیچے رکھتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب۔ وہ جو اصل میں آپ نے پیسے دیے تھے ناں بس اس کا کہنا ہے کہ وہ زیور میکے جاکر بنوائے گی۔ وہ لوگ ذرا تجربے کار ہیں' صاحب جی میں تو اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔"

"اوہ اچھا۔ واہ واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے بلکہ تم ایسا کرو کہ اس سے کہو کہ میکے میں ذرا جی بھر کے رہ لے سال دو سال چار سال' سمجھ رہے ہو نا' اور چار سال کے بعد



جب تم اسے میکے سے لاؤ گے تو شہر کے کسی خوبصورت گوشے میں ایک محل نما عمارت میں لے کر آنا جس میں اس کے لیے کار بھی ہو اور ملازمین بھی ہوں' یعنی وہ سب کچھ ہو جو خوابوں میں دیکھا جاسکتا ہے سمجھے؟"

"ہم یہ سب کچھ کہاں سے لے آئیں گے صاحب جی۔"

"میں دوں گا تمہیں میں دوں گا۔ میرے ساتھ کام کرتے رہو' یہ مت سمجھنا کہ دولت تم سے دور ہے۔ بہت نزدیک ہے وہ تمہارے بہت نزدیک ہے' سمجھ لو تم دولت مند ہوگئے' بس ہم نے کہہ دیا تو تم دولت مند ہوگئے۔"

"مہربانی ہے صاحب جی آپ کی۔"

"تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ بیوی کو میکے بھیج دو' آزاد ہو کر میرے ساتھ کام کرو' زندگی کا ایک رنگ بناؤ ڈھنگ بناؤ' تم تو ویسے بھی ایک شاندار آدمی ہو' طاقت ور' جوان' تندرست' کیوں اپنے آپ کو محدود کیے ہوئے ہو' تم یوں کرنا۔ یوں نہ کرنا تم پہلا کام یہی کرو کہ اپنی بیوی کو میکے بھجوا دو' چابی لے لو جاؤ۔" جیکب نے کہا اور میں چابی لے کر اٹھ گیا اس کے بعد اس نے دوبارہ نہیں روکا تھا۔

میں پجارو لے کر واپس چل پڑا اور راستے بھر خیالات میں ڈوبا رہا' پھر گھر پہنچ گیا' رخسار بیویوں کی طرح میرا انتظار کر رہی تھی' مجھے دیکھ کر مسکرائی تو میں نے کہا۔

"واہ رخسار واہ' کون کہتا ہے کہ زندگی صرف ایک ہی رنگ میں دلکش ہے' زندگی کے تو ہزار رنگ ہیں اور ہر رنگ اپنی جگہ ایک منفرد نوعیت رکھتا ہے۔ تم یقین کرو رخسار اب مجھے ایک بار پھر زندگی کا لطف آنے لگا ہے۔"

"شکر ہے۔" رخسار نے کہا' پھر بولی۔ "کیا مصروفیات رہیں آج دن بھر' موسم بڑا اچھا رہا۔"

"کیا بتاؤں رخسار' جو کچھ ہو رہا ہے وہ بہت دلچسپ ہے' یوں سمجھ لو وہی مزہ آ رہا ہے مجھے جو بڑے بڑے کاموں میں آتا تھا۔ کام یہ بھی بہت بڑا ہے۔ ہر وہ کام بڑا ہے' جسے کرنے سے ملک و قوم کی بھلائی ہو' یہ لوگ مجرم ہیں۔ بڑا دلچسپ معاملہ ہے۔ حاجی غفار

www.paksociety.com
نديم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



بہت اچھے آدمی ہیں اور کچھ کچھ یہ احساس ہو رہا ہے مجھے کہ حاجی غفار براہ راست ان معاملات میں شریک نہیں ہیں۔ ان کے بیٹے گڑبڑ کر رہے ہیں اور آخر کار حاجی غفار نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ جرم کی اس زندگی کو ختم کرنے کے لیے اپنے بیٹوں کو داؤ پر لگا دیں گے۔ منع کرتے ہوں گے بے چارے لیکن اب چلتی نہیں ہے ان کی اور ایک بیٹا تو ہے ہی ناکارہ دوسرا بیٹا ذرا آگے کی چیز ہے۔ بہرحال اب یہ چپقلش عروج پر پہنچ گئی ہے لیکن ایک دلچسپ بات تمہیں بتاؤں' فیجر جیکب اصل میں ان جرائم کا روح رواں ہے' وہ ان لوگوں کو ڈبل کراس کر رہا ہے اور یقینی طور پر وہ ان کے لیے گہری قبر کھود دے گا لیکن خیر کوئی مسئلہ نہیں ہے بہت جلد ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ میں اب پوری طرح کرنل شاہ سے تعاون کروں گا اور اس سلسلے کو ختم کرادوں گا' لیکن جیکب' جیکب کو ذرا دور تک دیکھنا ہوگا۔"

"کچھ کھایا جائے؟"

"ابھی نہیں بھئی۔ تمہارا موڈ ہے؟"

"بالکل نہیں۔ میں تم سے پوچھ رہی تھی۔"

"ایک بار پھر میں تم سے سوال کرتا ہوں۔ رخسار کہ کیا تم ایک طویل عرصے کے لیے کرنل شاہ کے ساتھ رہنا پسند کرو گی؟"

"بالکل پسند کرو گی۔" رخسار نے پر اعتماد لہجے میں کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"سمجھا نہیں۔"

"بھئی بار بار سمجھانا عجیب سا نہیں لگتا کیا؟"

"ایک بار اور سمجھا دو یار۔"

"دیکھو تم نے مجھ سے شادی نہیں کی تھی۔ میں نے کبھی تم سے مطالبہ بھی نہیں کیا۔ زندگی تمہارے نام پر گزارتی رہی اور بالکل بھی احساس نہیں ہوا مجھے کہ میں تم سے الگ کوئی چیز ہوں۔ میں جانتی تھی کہ میرے بدن کا ایک حصہ مصروف عمل ہے اور دوسرا



تعطل کا شکار ہے۔ میں تمہارے عمل میں خلل اندازی نہیں کرنا چاہتی تھی اور اب بھی میرے ذہن میں یہی سب کچھ ہے' کون کہتا ہے اور کون سمجھتا ہے کہ دانش منصور سو رہا ہے گم ہوگیا ہے یا اس کے دشمنوں نے اسے زوال پذیر کر دیا ہے۔ خدا کی قسم فیصل دانش منصور اتنا ہی طاقتور آج بھی ہے' اور اتنی ہی طاقت سے وطن کی خدمت کر رہا ہے یہ میرا ایمان ہے اور جس دانش منصور کو میں نے وطن کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا میں آج بھی اس پر غاصبانہ قبضہ نہیں جمانا چاہتی وطن پہلے نمبر پر بلکہ نہیں' ایمان پہلے نمبر پر وطن دوسرے نمبر پر اور باقی سب کچھ تیسرے نمبر پر۔ سب کچھ سب کچھ۔ اصل میں اگر ایمان نہیں ہے تو کوئی جذبہ نہیں ہوتا چاہے وہ وطن کی خدمت کا ہو یا اپنی خدمت کا ہو۔ ایمانی جذبے ہی دلوں میں محبتوں کا پودا لگاتے ہیں اور یہ پودا درخت بن کر ہر چیز پر سایہ فگن ہو جاتا ہے۔ فیصل میں تمہیں کسی بھی طرح اس احساس کا شکار نہیں دیکھنا چاہتی کہ تم اپنی مرضی کے مطابق کچھ نہیں کر رہے۔ جاری رکھو اپنا کام۔ میری طرف سے اتنے بے فکر ہو جاؤ جتنے اپنی طرف سے ہو میں جہاں بھی رہوں گی تمہارے احساس کے ساتھ خوش رہوں گی۔ دعائیں کرتی رہوں گی تمہاری صحت اور سلامتی کے لیے۔ اس یقین کے ساتھ کہ میری دعائیں ضرور قبول ہوں گی اور تمہارا بال بھی بیکا نہیں ہوگا' کیا کرلیا ان لوگوں نے تمہارا' جو کوئی بھی ہیں آئیں گے منظر عام پر آئیں گے اور ہم انھیں سزا بھی دیں گے۔ یہ تو درمیان کا وقفہ ہے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا اور ویسے بھی فوزیہ جلال بہت اچھی عورت ہے' میں بھی ذرا دیکھوں گی کہ وہاں کیسے رہا جاسکتا ہے۔ میری طرف سے تم بالکل بے فکر رہو۔ یہ ضرورت بھی ہے کام بھی ہے کرنا تو ہے نا۔"

"یار رخسار! مجھے اب یہ احساس ہوتا ہے کہ روز اول ہی میں نے تمہیں اپنی زندگی میں شامل کیوں نہ کرلیا۔ بلاوجہ اتنے دن کی دوری رہی۔"

"بالکل نہیں' یہ دوری آپ محسوس کرتے ہوں گے جناب' میں نے کبھی محسوس نہیں کی' اگر جسمانی قربتوں کا نام ہی محبت ہے تو وہ ایک کمزور اور ناپائدار محبت ہوتی ہے کیونکہ بدن ڈھل جاتے ہیں' جسم بوڑھے ہو جاتے ہیں' محبت تو کچھ اور ہی چیز ہے فیصل'

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کیا ہم جذباتی باتوں میں پھنس گئے یہ بتاؤ کیسا رہا آج کا پروگرام؟"

"کبھی کبھی الیاس بھائی کا خیال بے شک آجاتا ہے ہم انھیں چھوڑ آئے ہیں لیکن نجانے وہ کیسی زندگی گزار رہے ہوں گے۔"

"یقیناً بہتر۔ میرا ایمان ہے، تم ابھی تک وہیں الجھے ہوئے ہو، مجھے بتاؤ کیا صورت حال رہی؟"

"بس آج حاجی غفار شہر گئے تھے، پولیس ہیڈ کوارٹر میں پہنچ کر انھوں نے کچھ لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ناکہ شاید اب وہ اپنے بیٹوں کو قانون کے حوالے کرنے پر تیار ہو گئے ہیں، لیکن ایسا ذرا مشکل ہے کیونکہ، بس کیا بتاؤں زبان نہیں کھلتی، جیکب کو حاجی غفار کے پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچنے کی اطلاع مل گئی اور جیکب، میرا خیال ہے برے راستوں پر انھیں لگانے میں جیکب کا ہاتھ ہے، اچھا تو پھریوں کرتے ہیں رخسار کہ تم وہاں منتقل ہو جاؤ، جیکب سے بھی میں نے بات کر لی ہے کہ تمہیں میکے بھجوا دیا جائے اور وہ اس بات پر زور دے رہا ہے، ویسے آج ہلکے سے نشے کی ترنگ میں تھا اور بہت سی ایسی باتیں کر گیا ہے جو شاید ہوش کے عالم میں رہ کر وہ ذرا دیر سے کرتا۔ کسی بگ ڈیل کا تذکرہ بھی کر رہا ہے، میرا خیال ہے یہ بگ ڈیل ان لوگوں کے لیے موت کا سامان ثابت ہوگی اور نہ ہی میں اس مسئلے میں بہت زیادہ دن تک الجھے رہنے کا خواہشمند ہوں، جو کام ہو رہا ہے اس کا اختتام ہونا چاہیے۔"

رخسار نے پورے اعتماد کے ساتھ آمادگی کا اظہار کر دیا تھا اور اس کے بعد ہم نے دروازے وغیرہ آرام سے بند کر کے بازو پر بندھے ہوئے تعویذ کے ٹرانسمیٹر سے کرنل شاہ سے رابطہ کیا۔ ایک لمحہ نہ لگا اور دوسری طرف سے فوزیہ جلال کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو، مسٹر ارشاد اوور۔"

"جی، میں ارشاد بول رہا ہوں آپ کون ہیں؟"

"میری آواز نہیں پہچان رہے۔"

"نہیں جی۔"



"فوزیہ ہوں۔"

"سلام علیکم جی۔" میں نے کہا۔

"وعلیکم اسلام۔"

"وہ جی ایک اطلاع دینی ہے، شاہ صاحب موجود نہیں ہیں کیا؟"

"نہیں موجود ہیں آرہے ہیں باتھ روم میں تھے بس نکل رہے ہیں۔"

"اچھا جی مہربانی۔"

"جی بالکل۔"

"ٹرانسمیٹر کے استعمال میں کوئی دقت تو نہیں پیش آئی۔"

"نہیں جی بس ڈر لگ رہا ہے۔"

"ڈر۔"

"جی۔"

"کیسا ڈر بھئی؟"

"ہماری باتیں کہیں اور تو نہیں سن لی جائیں گی۔"

"ارے نہیں بالکل نہیں یہ انتہائی جدید ٹرانسمیٹر ہے اور اس کی فریکوئنسی کہیں ٹریس نہیں ہو سکتی، تم بے دھڑک اور بے فکری سے ہربات کرو۔ یہ فوجی معاملات ہیں جو معمولی نہیں ہوتے اب تم ایک فوجی افسر بن چکے ہو ڈیئر ارشاد، صفیہ کہاں ہے؟"

"یہ جی ہمارے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔"

"ٹھیک ہے ناوہ۔"

"جی بالکل ٹھیک ہے۔"

"شاہ صاحب نے تمہارے لیے بہت شاندار انتظامات کیے ہیں۔ تمہیں پتا چلے گا تو خوش ہو جائے گے۔"

"کیا جی؟"

"بس یوں سمجھ لو صفیہ کا نیا میکا تیار ہوا ہے۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اچھا جی۔" میں نے کہا' میں جانتا تھا کہ فوزیہ جلال کرنل شاہ کے باتھ روم سے برآمد ہونے کا انتظار کر رہی ہے اور مجھے باتوں میں لگائے ہوئے ہے۔

"ہاں اصل میں ہم لوگوں نے تمہارے جانے کے بعد تمہارے بارے میں بہت کچھ سوچا ہے' شاہ صاحب کا خیال ہے کہ تم انتہائی شاندار آدمی ہو اور اگر تمہیں تھوڑی سی تربیت دے دی جائے تو تم بہترین ثابت ہو سکتے ہو۔" مجھے دل ہی دل میں ہنسی آنے لگی' ہر شخص مجھے تربیت دینے پر تلا ہوا تھا حالانکہ یہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ میں روز آرگنائزیشن کی عظیم الشان تجربہ گاہ میں اک ایسی تربیت حاصل کر چکا ہوں جس کے بعد روز آرگنائزیشن کے لوگ میری جیسی تربیت مکمل کئے ہوئے انسان کو ایک قیمتی روبوٹ سمجھتے ہیں جو مشینی انداز میں کام کر سکتا ہے اور کوئن میکوویا نے بھی اس بات کی تصدیق کی تھی کہ میرے اندر وہ اعلیٰ صلاحیتیں ہیں جو عام انسانوں میں نہیں ہوتی لیکن ایک سمت جیکب میری تربیت کرنے پر تلا ہوا تھا دوسری جانب جناب کرنل شاہ صاحب میری تربیت کے لیے خواہش مند تھے۔" فوزیہ جلال نے بتایا۔

"ہم نے تمہارے لیے چھاؤنی ہی کے ایریا میں ایک ایسے خوبصورت مکان کا بندوبست کیا ہے جو ایک طرف تو فوجی علاقے میں ہے لیکن دوسری سمت سے اس کا راستہ اس طرح ہے کہ تمہیں صفیہ کے پاس آنے جانے میں کوئی دقت نہ ہو' تمہارے لیے خصوصی اجازت نامہ بھی حاصل کر لیا گیا ہے مطلب یہ تھا کہ کہیں تمہیں کسی قسم کی پریشانی نہ اٹھانی پڑے' باقاعدہ فوجی چوکیوں سے گزر کر آنا ایک مشکل کام ہوتا ہے جبکہ اس علاقے میں جہاں تمہارے قیام کا بندوبست کیا گیا ہے اعلیٰ ترین فوجی آفیسر رہتے ہیں' وہ علاقہ پرائیویٹ بھی ہے اور عام بھی' تمہیں وہاں کوئی دقت نہیں ہوگی۔"

"جی' صفیہ کو وہاں اکیلا رہنا پڑے گا۔"

"جی نہیں جناب' میں بھی وہیں ان کے ساتھ رہوں گی' میری ڈیوٹی ہمیشہ انڈور ہوتی ہے۔"

"تب پھر ٹھیک ہے۔"



"اور بھی ایسے لوگوں کا وہاں بندوبست کر دیا جائے گا جو صفیہ کے لیے باعث دلچسپی ہوں گے' تم بے فکر رہو' تمہارا ہر مسئلہ ہم لوگوں نے سنبھال لیا ہے ارشاد' فکر کیوں کرتے ہو لو امیر شاہ صاحب آ گئے بات کرو۔" تب امیر شاہ کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ارشاد۔"

"سلام علیکم جی۔"

"وعلیکم اسلام کہو خیریت........"

"آج حاجی غفار ہمیں ساتھ لے کر شہر گیا تھا اور وہاں پولیس ہیڈ آفس میں اس نے کچھ افسروں سے ملاقات کی تھی۔"

"اوہو اچھا ویری گڈ کام کی خبر ہے میرے لیے' یہ نہیں پتا چل سکا کہ کیا بات چیت ہوئی تھی۔"

"صاحب جی وہ تو پتا نہیں چل سکا' لیکن یہ پتا چل گیا کہ جو بات چیت وہاں ہوئی تھی وہ تھوڑی دیر کے بعد جیکب کو معلوم ہو گئی تھی۔" کرنل شاہ میرے ان الفاظ پر خاموش ہو گیا' دیر تک خاموش رہا پھر افسردگی سے بولا۔

"بس یہی مسائل ہیں جن پر دلی دکھ ہوتا ہے' خیر تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی کہ جیکب کو ساری بات پتا چل گئی۔" میں نے اس سلسلے میں ساری تفصیلات کرنل شاہ کو بتائیں اور وہ پھر سوچ میں ڈوب گیا' پھر تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔

"ہوں بہت اچھے جا رہے ہو' بہت شاندار جا رہے ہو مجھے امید بھی یہی تھی تم سے' ارشاد پھر یوں کرتے ہیں کہ صفیہ کو تیار کر لو' اسے یہاں منتقل کر دینا ہی زیادہ اچھا ہے' تاکہ تم کھل کر کام کر سکو اور میرا تم سے مکمل رابطہ رہے' صفیہ کو یہاں بھیج دینا اس لیے موزوں ہے کہ تمہاری جانب سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے تو کہیں وہ تمہیں صفیہ کے ذریعے مجبور کرنے کی کوشش نہ کرے۔"

"ہمارے دل میں بھی یہی خیال تھا شاہ صاحب۔"

"تم بالکل بے فکر رہو ابھی تو خیر ایسا کوئی معاملہ ہوا نہیں ہے۔ آج کل پرسوں بس

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ان تین دنوں میں تم صفیہ کو یہاں منتقل کردو' خود بھی تم یہاں آجانا دیکھ لینا جو کوئی کمی ہو وہ پوری کردی جائے گی' فکر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔"

"ہمیں اب کوئی فکر نہیں رہی ہے صاحب آپ نے ہمارے دل میں بھی زمین کی محبت جگادی ہے اب ہم زمین پر ہی جان دیں گے۔ آپ بالکل بے فکر ہو جاؤ۔"

"میں بے فکر ہوں تمہاری طرف سے اور کوئی خاص بات؟"

"نہیں صاحب جی۔"

"بہرحال آج کی رات اور کل کا دن تو گزار لو کل رات کو صفیہ کو یہاں منتقل کرلیں گے' اگر تمہیں کوئی خاص مصروفیت نہ ہوئی تو!"

"ٹھیک ہے صاحب۔" ٹرانسمیٹر بند ہوگیا۔ رخسار میرے پاس موجود تھی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"فیصل ہم تم اتنے اچھے اداکار ہیں تم نے کبھی سوچا؟"

"نہیں میں تو خیر بہت سے مراحل سے گزرتا رہا ہوں لیکن تم جس طرح صفیہ بنی ہو وہ قابل داد ہے۔" میں نے تعریفی انداز میں کہا۔

"اس کی وجہ نہیں معلوم تمہیں۔" رخسار نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نے گردن ہلا دی۔"

"نہیں معلوم.........." وہ بولی۔

"بالکل نہیں۔" میں نے اسی انداز میں کہا۔

"جھوٹ بول رہے ہو۔"

"ہاں۔"

"کیا.........؟" وہ تعجب سے بولی۔

"جھوٹ بول رہا ہوں۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ وجہ تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔"



"میں نہیں بتاتی۔"

"بتادو۔ پلیز.........." میں نے کہا اور وہ مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"اس لیے کہ میں رخسار نہیں ہوں' میں.......... میں فیصل کی داہنی پسلی ہوں۔ میں فیصل کے وجود کا ایک حصہ ہوں۔ میں خود کچھ نہیں ہوں۔ میرا کوئی وجود نہیں ہے۔ میں جو کچھ سوچتی ہوں' جو کچھ کرتی ہوں' وہ فیصل کا عمل ہے۔ میں تو سانس تک تمہارے نام پر لیتی ہوں۔"

میں متاثر نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ سوچتا رہا۔ پھر میں نے کہا۔

"انسان بہت ناشکرا ہے رخسار۔"

"کیوں؟"

"قدرت کچھ نہیں دیتی۔ تو اس کے عوض بہت کچھ دے دیتی ہے۔ میرے وجود کا ایک پہلو تشنہ ہے' مجھے میرے ماں باپ کا نام نہیں ملا تو میں اداس رہتا ہوں۔ اس کے عوض مجھے تم مل گئی ہو۔ میں تمہارے لیے قدرت کی شکرگزاری کا معیار پورا نہیں کرتا۔ ماں باپ کے نہ ملنے کا شاکی رہتا ہوں' اپنی روح کی تلاش کرتا رہتا ہوں۔" میں نے کہا رخسار میرے قریب آگئی تھی۔

دوسرا دن معمول کے مطابق تھا' کوئی ایسا مسئلہ میرے ذہن میں نہیں الجھا ہوا تھا جو پریشانی کا باعث ہوتا' گاڑی میرے پاس موجود تھی۔ رخسار سے رخصت ہو کر نکل کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد جیکب کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا وہاں جاکر معلوم ہوا کہ جیکب موجود نہیں ہے اور رات سے نکلا ہوا ہے' تعجب ہوا کیونکہ جیکب نے ایسا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا اور پھر وہ میرے بغیر ہی کہیں چلا گیا تھا' بہرحال ہوسکتا ہے کوئی اتفاق ہو چنانچہ گاڑی اسٹارٹ کرکے واپس حاجی غفار کی کوٹھی کی جانب چل پڑا اور کچھ دیر کے بعد وہاں پہنچ گیا' حیرت کی بات یہ تھی کہ کوٹھی کے بیرونی حصے میں جو آفس بنا ہوا تھا اور جہاں الیاس بیٹھا کرتا تھا وہ جگہ بھی بند پڑی ہوئی تھی کوئی اور بھی نہیں تھا' میں گاڑی کھڑی کرکے اندرونی حصے میں چل پڑا' آنے جانے پر کوئی خاص پابندی نہیں تھی حالانکہ بہت کم

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہی آنا جانا ہوتا تھا' لگ رہا تھا کوئی خاص واقعہ ہوگیا ہے۔ سب کے سب غائب ہوگئے تھے بڑے ہال کمرے کے دروازے پر پہنچا تو دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا اور اندر سے کچھ تیز تیز آوازیں آرہی تھیں' میرے قدم رک گئے' یہ آوازیں باہر صاف سنائی دے رہی تھیں' حاجی صاحب کی آواز ابھری۔

"ہونا تھا یہ ہونا تھا' کہاں تک صبر کرتا' کہاں تک تم لوگوں کا شکار رہتا' ارے یہ سب کچھ میرے والدین نے میرے لیے چھوڑا تھا' کیا کمی تھی اس میں بولو' کہاں پریشانی تھی تمہیں' تمہاری اولادیں آرام سے کھاتیں حرام کے بغیر گزارا نہیں ہے کیا' کیسی ہوگئی ہے یہ دنیا' لوگ دولت کے ڈھیر پر بیٹھ کر بھی یہی سوچتے ہیں کہ جائز کمائی کھانے سے کیا فائدہ' کچھ کرو' کچھ کرو۔"

"مگر یہ کر کون رہا ہے ابو جان؟" یہ آواز ستار کی تھی۔

"زبان نہ کھلواؤ میری' ستار میری زبان نہ کھلواؤ۔"

"زبان کھولنا ضروری ہوگیا ہے ابو' بہت ضروری ہے زبان کھولنا۔" ستار نے کہا۔

"تمہیں اپنی تصویر نظر نہیں آتی۔"

"گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ٹرکوں کے ذریعے ناجائز کاروبار کر رہا ہوں۔"

"آہ.......... میں تو یہ کسی قیمت نہیں کہنا چاہتا تھا' میں تو اسی بات سے ڈرتا تھا کہ یہ الفاظ ہمارے گھرانے کے بارے میں کبھی نہ کہے جائیں لیکن وہ وقت لے آئے تم۔"

"ابو پردہ پڑا ہوا ہے آپ کی آنکھوں پر یہ پردہ ہٹا لیں' خدا کے لیے یہ پردہ ہٹالیں۔"

"ہٹالیا ہے بیٹے' ہٹالیا ہے پردہ۔"

"کیا مطلب.........."

"اب جو کچھ ہے تمہارے سامنے آجائے گا سمجھے' جو کچھ ہے تمہارے سامنے آجائے گا' کل اس کوٹھی کے دروازے پر پولیس کی گاڑیاں کھڑی ہوں گی' ہمیں گرفتار کیا



جائے گا' ہمارے بارے میں تحقیق ہوگی۔"

"ایسا کبھی نہیں ہوگا ابو' ایسا کبھی نہیں ہوگا' میں وظیفہ جو پڑھ رہا ہوں۔" یہ دوسری آواز جبار کی تھی۔

"چلیے ہوگیا نا معاملہ ٹھیک' اب کیا پریشانی ہے جبار بھائی وظیفہ جو پڑھ رہے ہیں۔" ستار نے طنزیہ کہا۔

"میرے وظیفے میں بڑی قوت ہے' تم دیکھ لینا کچھ نہیں ہوگا۔" جبار بولا۔

"تو چپ رہ بے وقوف کہیں کے' تو نے ہی تو لٹیا ڈبودی ہے۔"

"نہیں ابو ایک بھی لٹیا نہیں ڈوبی ہے میرے ہاتھ سے۔" جبار نے کہا۔

"ابو میں آپ کو پھر بتا رہا ہوں کہ خود آنکھیں کھولیے میں اپنی زبان نہیں کھولنا چاہتا' اگر آپ نے حقیقت پالی تو خود اس حقیقت کا انکشاف کیجیے۔"

"آخر کون سی حقیقت کے بارے میں بتانا چاہتا ہے تو۔" حاجی صاحب نے کہا۔

"یہ کہہ دیا تو پھر بات ہی کیا رہ گئی' میں تو آخری حد تک جانا چاہتا ہوں' آخری حد تک ابو۔"

"یہ آخری حد ہی تو ہے بیٹا' یہی آخری حد تھی اور یہ سب کچھ بلاوجہ ہی ہوگیا ہے' محنت کی گئی ہے اس کے لیے سمجھ رہا ہے تو۔"

"کاش محنت کرلی جائے ابو پانی سر سے اونچا ہو جائے گا تو پھر ہم سب ہاتھ ملنے کے سوا کچھ نہیں کرسکیں گے۔"

"ہر شخص فرشتہ بننے کی کوشش کر رہا ہے یہاں تو سارے فرشتے ہی فرشتے آباد ہیں' جا ستار صورتحال کا جائزہ لے بیٹا عزت کی روٹی کی بات ہی کچھ اور ہے باقی تم لوگ جانو تمہارا کام' ارے کیا ہے تھوڑی سی زندگی باقی رہ گئی ہے اگر یہ بدنامی کے داغ تقدیر میں لکھے ہیں تو تقدیر کو کون مٹا سکا ہے بھلا۔" حاجی صاحب افسردگی سے بولے۔

"ٹھیک ہے ابو ٹھیک ہے' آپ آنکھیں بند کیے رہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM



زبان کبھی نہیں کھولوں گا' وقت خود فیصلے کرے گا۔"

"کوئی فیصلے نہیں کرے گا وقت' ہمارا وظیفہ مکمل ہو چکا ہے۔" جبار کی آواز پھر سنائی دی اور اس کے بعد میں نے وہاں سے کھسک لینا ہی مناسب سمجھا کیونکہ ستار باہر نکلنے والا تھا' میں تیزی سے دوڑتا ہوا باہر نکل آیا اور پجارو کے پاس جاکر کھڑا ہوا' ستار آیا تو حاجی غفار کے کمرے سے نکلا ہی نہیں تھا یا نکلا تھا تو باہر نہیں آیا تھا البتہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے الیاس کو آتے ہوئے دیکھا' دو چار آدمی بھی اس کے ساتھ تھے' پیچھے ایک اور گاڑی چلی آرہی تھی میری جانب کسی نے توجہ نہیں دی' حاجی صاحب البتہ باہر نکل آئے تھے اور پھر ان کے پیچھے پیچھے ستار بھی آگیا تھا' وہ تیزی سے چلتے ہوئے الیاس کے پاس پہنچ گئے۔

"کیا ہوا الیاس' کیا ہوا' تفصیل بتاؤ۔" حاجی غفار نے کہا۔

"حاجی صاحب کچھ بھی نہیں ہوا' ٹرک کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے' تھوڑی سی باڈی خراب ہوگئی ہے' کسی مزدور کو بھی نقصان نہیں پہنچا اور بس ذرا اس بس کو نقصان پہنچا ہے جس سے ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔"

"اور وہ جو اطلاع ملی تھی کہ پولیس نے ٹرک پر چھاپہ مارا ہے اور اس سے کچھ سامان پکڑا ہے' جو غلط سامان تھا۔"

"نہیں حاجی صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے' جیکب صاحب تو وہاں خود پہنچ گئے تھے۔"

"ٹرک کا کیا ہوا؟" ستار نے پوچھا۔

"کام ہو رہا ہے' نیا ٹرک پہنچانے کے بعد ہم نے سارا مال لوڈ کرا دیا ہے اور اس ٹرک کو روانہ کر دیا ہے یہی کر کے آرہے ہیں ہم لوگ۔"

"پولیس ہے وہاں؟" ستار نے پوچھا۔

"ہاں جی پہنچی تھی' خانہ پوری کی' مال چیک کیا اور اس کے بعد چلی گئی۔"

"مگر وہ خبر جو آئی تھی؟"



"بس صاحب جی کسی نے ہوائی اڑا دی تھی ورنہ پولیس کا رویہ جیکب صاحب کے ساتھ بہت اچھا تھا' ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے اور اس کے بعد پولیس واپس چلی گئی' بس میں کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا ہے اتنی ہی سی بات ہے انہیں شاید تھوڑا بہت معاوضہ دینا پڑے گا ورنہ اور کوئی بات نہیں ہے۔"

"کمال ہے پھر ایسی جھوٹی خبر کیوں پہنچائی گئی؟"

"صاحب جی یہی نہیں پتا چل سکا کہ خبر پہنچائی کس نے تھی۔"

"پولیس والوں نے باقاعدہ پولیس موبائل سے فون کیا تھا۔" حاجی صاحب بولے۔

"نہیں صاحب جی بہرحال اصل بات تو جیکب صاحب ہی بتا سکیں گے' لیکن ہمیں کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی۔" پھر جیکب بھی آگیا' ایک جیپ میں تھا یہ حاجی غفار ہی کی جیپ تھی نیچے اتر آیا اور حاجی غفار کے پاس پہنچ گیا۔

"حاجی صاحب کس نے آپ کو یہ اطلاع دے دی تھی کہ ٹرک پر اسلحہ پکڑا گیا ہے؟"

"فون آیا تھا۔"

"آپ بھی ایسے مذاق پر توجہ دے دیا کرتے ہیں' کمال ہے کوئی اسلحہ نہیں تھا' پولیس بے شک ٹرک کے پاس کھڑی ہوئی ملی تھی' اس کی وجہ بس میں زخمی ہونے والے مسافر تھے مقدمہ تو درج ہوگیا ہے' ڈرائیور سے پوچھ گچھ کی جائے گی' ہمارا تو کوئی قصور ہی نہیں ہے' سارا مال احتیاط کے ساتھ الیاس کے ساتھ جانے والے ٹرک پر لوڈ کرا دیا گیا ہے اور روانہ کر دیا گیا ہے' ہمارے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچا' ٹرک البتہ وہیں ہے اور مرمت ہونے کے بعد ہی واپس آئے گا۔" حاجی صاحب نے ایک گہری سانس لی اور ستار کی طرف دیکھا' ستار برا سا منہ بنا کر وہاں سے واپس پلٹ گیا تھا' جیکب نے کہا۔

"آپ لوگ بالکل بے فکر ہو جائیں' میں پولیس سے بات کر کے آیا ہوں' کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے اگر ہوتا تو میں آپ کو ضرور بتا دیتا' ساری اطلاع غلط تھی اور اس میں کوئی سچ بات نہیں تھی' آپ لوگ اپنا کام شروع کریں' کن پریشانیوں میں پڑ گئے۔" حاجی

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



صاحب خاموشی سے واپس چلے گئے تھے۔ ستار بھی جا چکا تھا۔ جیکب نے الیاس سے کچھ باتیں کیں اور پھر میری جانب متوجہ ہو کر بولا۔

"آؤ چلیں' کچھ کام کرتے ہیں' تمہیں یہاں تو کوئی کام نہیں ہے؟"

"نہیں جیکب صاحب' میں تو گھر پر گیا تھا۔"

"آؤ آؤ باقی باتیں بعد میں کریں گے۔" جیکب نے کہا اور میں پجارو کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا' جیکب میرے برابر ہی بیٹھ گیا تھا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"کہاں چلوں سر۔"

"گھر بے وقوفوں نے بلاوجہ پریشان کر دیا۔"

"کیا ہو گیا تھا سر۔"

"حاجی صاحب خرمستیاں کر رہے ہیں' حالانکہ سر سے پاؤں تک بے وقوف آدمی ہیں' ان دنوں پولیس کی مدد کر رہے ہیں لیکن.........." جیکب ہنسا پھر بولا "پولیس بھی ان سے لطف لے رہی ہے۔"

"میں خاموشی سے اس کے آگے بولنے کا انتظار کرتا رہا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر اس نے پھر کہا "ایک ٹرک بس سے ٹکرا گیا تھا۔ اپنا سامان بھی تھا ان کے پاس محافظوں نے پکڑ لیا اور فون کر دیا حاجی صاحب کو۔ بس حاجی صاحب چکرا گئے اور لے دے شروع ہو گئی۔"

"مال تھا سر"

"ہاں تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"انہیں کے موبائل سے کر وہ فون کر رہے تھے۔ بے چارے معافیاں مانگنے لگے۔"

"اوہ" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔



"لیکن حاجی صاحب کچھ زیادہ اچھل رہے ہیں' کچھ سوچنا پڑے گا" جیکب گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد دو دن خاموشی سے گزر گئے کوئی ایسا اہم واقعہ نہیں ہوا جو قابل ذکر ہوتا۔ تیسرا دن بھی آرام سے بیٹھ کر گزارا تھا۔ جیکب حاجی غفار کی کوٹھی پر آیا ہوا تھا اور وہیں آفس میں بیٹھا حساب کتاب کرتا رہا تھا۔ شام کو معمول کے مطابق میں نے اسے اس کی رہائش گاہ پر چھوڑا تھا اور پھر واپس گھر آ گیا تھا اس دوران امیر شاہ سے مسلسل رابطہ رہا تھا پھر اس وقت میں رخسار سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو جیکب کو دیکھ کر ششدر رہ گیا جیکب پجارو ہی میں آیا تھا مجھ سے کہنے لگا۔

"آؤ ذرا نیچے چلو۔" میں بادل نخواستہ اس کے ساتھ نیچے گاڑی میں آ گیا تھا کہنے لگا۔

"وہ تم نے اپنی بیوی کو بھیجا نہیں ابھی تک۔"

"سر آپ سے بات ہوئی تھی آپ نے کہا تھا کہ جب آپ کہیں گے۔"

"ہاں مجھے یاد ہے تو پھر تم یوں کرو کہ آج ہی اسے پہنچا دو' کہاں پہنچانا ہے؟"

"قریب ہی ایک چھوٹی سی بستی میں۔"

"ایسا کرو مجھے گھر چھوڑ آؤ' گاڑی لے کر آ جاؤ اور اسے اس کے میکے پہنچا دو' وہ بگ ڈیل جس کا میں نے تم سے تذکرہ کیا تھا قریب آ گئی ہے کل دن میں ہمیں اس کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں گی اور ہم شاید کل رات ہی وہ ڈیل مکمل کر لیں بڑا اہم کام ہوتا ہے ہوشیاری سے کرنا ہے بہت بڑی آمدنی کے امکانات ہیں۔ اس میں تمہارا حصہ بھی ہو گا۔"

"صاحب جی جیسا آپ کا حکم۔"

"ایسا کرنا ہے کہ جب تم اپنی بیوی کو چھوڑ آؤ گے تو رات کا کوئی بھی پہر ہو سیدھا میرے پاس آ جانا پھر میں اور تم یہاں سے نکل چلیں گے اس کے بعد تمہیں کافی وقت مصروفیت میں رہنا پڑے گا۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"کوئی فرق نہیں پڑتا صاحب۔" میں نے کہا اور جیکب نے گردن ہلا دی پھر وہ مجھے ساتھ لے کر چل پڑا میں نے اسے اس کی رہائش گاہ پر چھوڑا اور اس نے مجھے واپسی کی اجازت دے دی۔ واپس گھر آگیا رخسار انتظار کر رہی تھی۔ میں نے مختصر الفاظ میں رخسار کو صورتحال بتائی تو وہ فوراً تیار ہو گئی۔

"میں اپنے کپڑے وغیرہ سمیٹ لیتی ہوں اور تیار ہو جاتی ہوں۔"

"وہ تمام اہم سامان لے لینا رخسار جس کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔"

"تم فکر مت کرو تمہارے کپڑوں کا کیا ہوگا؟"

"نہیں میرے کپڑے یہیں رہنے دو مجھے ضرورت نہیں ہوگی' بعد میں اگر ضرورت ہوئی تو میں لے لوں گا۔" رخسار نے برق رفتاری سے اپنا کام مکمل کیا میں نے اس کا ساتھ دیا تھا ایک طرح سے اب یہ فلیٹ چھوڑا ہی جا رہا تھا لیکن باقی معاملات جوں کے توں رہنے دیئے تھے چنانچہ جب یہ کام مکمل ہو گیا تو میں نے ٹرانسمیٹر پر پھر امیر شاہ سے رابطہ قائم کیا' اس وقت امیر شاہ ہی نے میری کال وصول کی تھی۔

"سر خادم بول رہا ہے.........."

"ہاں کہو ارشاد خیریت تو ہے۔"

"سر وہ وقت آگیا ہے۔"

"ویری گڈ' تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ میں بھی کتنی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔"

"سر میں صفیہ کو منتقل کرنا چاہتا ہوں۔"

"بھئی سب کچھ تیار ہے تم ایسا کرو یہ بتاؤ میں آجاؤں یا فوزیہ کو بھیج دوں؟"

"سر میرے پاس گاڑی ہے۔"

"گڈ۔ تو پھر تم یوں کرو کہ ویرا کراس پر آجاؤ' ویرا کراس سمجھتے ہونا' جہاں میں تمہیں چھاؤنی لے گیا تھا اس سے پہلے ایک چوراہا پڑتا ہے وہی ویرا کراس ہے' فوزیہ تمہیں اپنی گاڑی میں مل جائے گی اور وہاں سے وہ تمہیں گائیڈ کر دے گی۔"



"بہت مناسب ہے۔ میں کتنی دیر میں پہنچ جاؤں؟"

"بس دس منٹ کے اندر اندر' دس منٹ میں فوزیہ وہاں پہنچ جائے گی تمہیں اگر دیر بھی ہوگئی تو تمہارا انتظار کرلے گی۔"

"اوکے سر۔" میں نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس کے بعد میں رخسار کو ساتھ لے کر پجارو میں آبیٹھا تھا اور فلیٹ کو تالا لگا دیا تھا۔ راستے میں' میں نے رخسار سے کہا۔

"وہ لمحات آگئے ہیں رخسار کہ شاید کام باقاعدگی سے شروع ہو جائے۔"

"میں بالکل مطمئن ہوں میرے بارے میں اگر ذرا برابر بھی فکر کی تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔"

"نہیں اب میں فکر مند نہیں ہوں رخسار بالکل نہیں ہوں۔"

"ہونا بھی نہیں چاہیے بھئی' رخسار کو کہاں تم نے کسی موقع پر کمزور پایا۔" ہم لوگ ویرا کراس پہنچ گئے اور وہاں ہمیں فوزیہ کی گاڑی نظر آگئی اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اپنی گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی ہم لوگ اس کا پیچھا کرتے ہوئے چل پڑے' میں نے اطراف پر پوری پوری نگاہ رکھی تھی زیادہ بے فکر ہو جانا اچھی بات نہیں ہوتی کوئی بھی لمحہ اگر غفلت کا ہو تو نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ بہرحال چھاؤنی کا عقبی حصہ جو بہت خوبصورت بنا ہوا تھا احاطے کے اندر بڑے حسین مکانات بنے ہوئے تھے۔ دروازے پر ایک فوجی جوان موجود تھا ہم بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوگئے اور پھر ایک خوبصورت مکان کے سامنے دونوں گاڑیاں رک گئیں مکان کا تالا فوزیہ ہی نے کھولا تھا اور ہمارے ساتھ اندر داخل ہوگئی چار کمروں کا ایک خوبصورت سا مکان تھا زندگی کی ہر آرائش سے آراستہ' ائرکنڈیشنر لگے ہوئے تھے ہر چیز سے نفاست ٹپک رہی تھی فوزیہ نے مسکراتے ہوئے روشنیاں جلائیں اور بولی۔

"تو یہ ہے جناب ہماری رہائش گاہ' اور محترمہ صفیہ اور آپ کی خواب گاہ یہ ہے' کسی شے کی ضرورت ہو تو بتا دیجئے گا اور سنیئے یہ صرف آپ ہی کا منتظر تھا میرا مطلب ہے یہ مکان' اب اس میں ایک اور فیملی آجائے گی' وہ جو سرونٹ کوارٹر بنا ہوا ہے وہ لوگ

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



وہاں رہیں گے' بابا نیاز ہوں گے ان کی بیوی اور دو نوجوان بیٹیاں اور چھوٹے بیٹے' بابا نیاز ہمارے بہت پرانے آدمی ہیں اور ان دنوں ہماری رہائش گاہ پر متعین ہیں یہاں آنے کے بعد وہ گھر کا سارا انتظام سنبھال لیں گے' میرا کمرہ وہ سامنے والا ہے میں اس میں رہوں گی باقی شاہ صاحب کا معاملہ ذرا الگ ہے وہ وہیں چھاؤنی ہی میں رہیں گے۔ یہ جگہ بھی چھاؤنی سے دور نہیں ہے تم یہ سمجھ لو ارشاد کہ یہ انتہائی محفوظ جگہ ہے اور یہاں صفیہ کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہوگا یہ بہت آرام سے رہیں گی۔"

"بہت بہت شکریہ بہن صاحبہ۔" میں نے کہا اور فوزیہ مسکرا دی۔

یہ ہوئی نا بات بیگم صاحبہ' فلاں صاحبہ خوامخواہ ایسے الفاظ پر چہرے پر جھریاں نظر آنے لگتی ہیں بوڑھا محسوس کرتا ہے انسان اپنے آپ کو ویسے آپ اگر اپنی بیگم صاحبہ سے کوئی بات کرنا چاہیں تو کرلیجئے گا اس کے بعد آپ کو ذرا تھوڑی دیر کے لیے شاہ صاحب سے بات کرنی ہے۔"

"ٹرانسمیٹر پر۔"

"نہیں۔ وہ یہیں موجود ہیں تھوڑے فاصلے پر۔"

"تو پھر مجھے اجازت صفیہ۔"

"خدا حافظ' مجھے یقین ہے میں ان لوگوں کے ساتھ بہت سکون سے رہوں گی۔"

"ارے ابھی آپ جا کہاں رہے ہیں' یہاں آنے جانے میں کوئی دقت نہیں ہوگی آپ کے سلسلے میں ہر شخص کو ہدایت کردی جائے گی اور آپ جب چاہیں یہاں آجاسکتے ہیں' محترمہ صفیہ کو جب دل چاہے گھمانے لے جاسکتے ہیں' پتا نہیں آپ کیوں اتنا زیادہ محسوس کررہے ہیں۔"

"بالکل نہیں۔"

"تو پھر آیئے۔" اور میں وہاں سے باہر نکل آیا فوجی معاملات تھے۔ ملٹری سیکرٹ سروس کے معاملات آسان نہیں ہوتے مجھ سے زیادہ اس کا تجربہ اور کسے ہوسکتا تھا اب یہ دوسری بات ہے کہ اس وقت میں ان اپنوں کو بھی دھکا دینے پر مجبور تھا جن پر مجھے



مکمل اعتماد تھا ایک آفس بنا ہوا تھا عمارت اسی ایریا میں تھی اور میں وہیں رکا تھا اندر ایک بڑے سے کمرے میں تین چار افراد موجود تھے جو کرنل امیر شاہ کے سامنے مئودب تھے۔ امیر شاہ نے مجھے دیکھنے کے بعد ان سے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ جایئے اور میرے میسج کا انتظار کیجئے۔" انہوں نے ایڑیاں بجائیں اور باہر نکل گئے۔ امیر شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے بھئی بیٹھئے آپ تو ملٹری سیکرٹ سروس کے اہم رکن بن چکے ہیں' فوزیہ دروازہ بند کردو۔" فوزیہ نے اٹھ کر دروازہ بند کردیا تھا اور میں امیر شاہ کے اشارے پر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"جی جناب اب ذرا تفصیل سے فرمایئے واقعہ کیا ہوا ہے۔"

"شاہ صاحب دو تین دن پہلے جو واقعہ ہوا ہے اس کی مختصر سی رپورٹ آپ کو دے چکا ہوں تفصیلی رپورٹ یہ ہے کہ حاجی غفار شاید اپنے بیٹوں کے خلاف پولیس کی مدد لینے پر آمادہ ہوگیا تھا اور اس نے کچھ کارروائی بھی کی تھی جس کے بارے میں' میں نے آپ کو بتایا تھا لیکن وہ کارروائی ممکن نہیں ہوسکی اور جیکب کو اس کے بارے میں تفصیلی پتا چل گیا پھر پولیس نے غالباً ایک اور واقعے میں مداخلت کی' حاجی غفار کے ٹرک کا ایکسیڈنٹ ہوگیا اور اس میں کچھ ناجائز مال برآمد ہوگیا میرا خیال ہے پولیس کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی کارروائی کی گئی لیکن جیکب پہنچا اور اس نے سارے معاملات سنبھال لئے یہ مسئلہ بھی تین دن پہلے حل ہوگیا تھا آج جیکب نے مجھے خصوصی طور پر طلب کیا اور اس بگ ڈیل کے بارے میں بتایا جس کا تذکرہ وہ پہلے کرچکا ہے۔" ساری تفصیل بتانے کے بعد میں نے کرنل امیر شاہ سے کہا۔

"اور کسی بھی وقت اس سلسلے میں کام ہوسکتا ہے اور میں ان کے ساتھ جاسکتا ہوں مجھے صرف ایک پریشانی ہے۔"

"کیا؟"

"اگر مجھے زیادہ دور لے جایا گیا تو یہ ٹرانسمیٹر کام کرسکے گا؟"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اس کی تم فکر مت کرو اس ننھی سی چیز میں بلا کی قوت ہے اور یہ بہت بڑے علاقے کو کنٹرول کر سکتی ہے لیکن اس کے باوجود اگر وسعت زیادہ ہو گئی تو ہمیں اشارہ مل جائے گا کہ تم کس سمت میں ہو ہم یہ فاصلے کم کر لیں گے لیکن شاید اس کی ضرورت پیش نہ آئے کیونکہ یہ ٹرانسمیٹر بہت بڑے علاقے میں کام کرتا ہے۔"

"تب ٹھیک ہے صاحب۔"

"اور صفیہ اس گھر میں آکر مطمئن ہیں۔"

"جی صاحب صفیہ کو میں نے پورا پورا اطمینان دلا دیا ہے آپ اس کی طرف سے مطمئن رہیں۔"

"تم بھی فکر رہنا ہم بہنوں کی عزت کی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔" کرنل امیر شاہ نے کہا پھر بولا۔

"اچھا اب سنو جو کچھ بھی ہو جیسے ہی موقع ملے مجھے اس سے باخبر کرنا اور ایک اور بات بتاؤں ہو سکتا ہے جب تم ٹرانسمیٹر پر بات کرو تو تمہیں میں یا فوزیہ نہ مل سکیں ایسے وقت میں تم کوئی اجنبی آواز سن کر کیا کہو گے؟"

"کیا کہنا ہے سر؟"

"ڈبل فائیو۔ فائیو فائیو' یہ ہمارا کوڈ نمبر ہے۔ جب تمہیں جواب میں فائیو فائیو کہا جائے تو جو بھی پیغام ہو تم بلا تکلف پیغام ریسیو کرنے والے کو دے دینا وہ ہمارے ہی عملے کے لوگ ہوں گے اور ان کا ہم سے رابطہ رہے گا۔ ٹھیک ہے؟"

"بالکل ٹھیک۔"

"اور کوئی بات؟"

"نہیں صاحب۔"

"خوفزدہ تو نہیں ہو.........."

"جی بالکل نہیں۔"

"گڈ بائے' مجھے تم سے یہی امید تھی' تو پھر اب واپسی.........."



"جی سر۔"

"یہاں تک آتے ہوئے تعاقب کا خیال رکھا ہے؟"

"جی ہاں۔"

"یار تم سچ مچ ملٹری سیکرٹ سروس کے قابل ہو' دیکھیں گے' سوچیں گے کریں گے' کچھ بعد میں تمہارے لیے فی الحال تم یہ جو کچھ کر رہے ہو وہ ہمارے لیے ہے۔"

"سر اب اس سلسلے میں کوئی اور بات نہیں کہنا چاہتا میں۔"

"کہنا بھی نہیں چاہیے۔"

"تو مجھے اجازت؟"

"اوکے' خدا حافظ' ہمارے مشن کا آغاز ہو چکا ہے اور ہم اب پوری طرح سے اس مشن کے پیچھے ہیں ایک غیر سرکاری آدمی پہلی بار فوجی مشن کے لیے کام کر رہا ہے' یہ بھی ایک تاریخ ہے یہ نہ سمجھنا کہ اس تاریخ میں تمہارا نام درج نہیں ہو گا اور اس کا سارا کریڈٹ میں لوں گا' بالکل نہیں ڈیئر تم دیکھنا آگے کیا ہوتا ہے۔"

"اوکے سر۔"

"گڈ۔ یہ ہوئے نا جملے اچھا پھر خدا حافظ' فوزیہ جاؤ انہیں باہر تک چھوڑ آؤ۔" اب رخسار کے پاس جا کر وقت کے زیاں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ میں بیچارو لے کر احاطے سے باہر نکل آیا اور پھر میں نے اس کا رخ جیکب کی رہائش گاہ کی جانب موڑ دیا۔

"جیکب پر سکون تھا اور میرا انتظار کر رہا تھا' مجھ سے کہنے لگا۔"

"ہو گیا کام؟"

"جی سر۔"

"گڈ تم نے کھانا وغیرہ تو نہیں کھایا ہو گا؟"

"نہیں سر۔"

"ٹھیک ہے اس کا بندوبست کیے دیتے ہیں اس کے بعد تم آرام کرو' تمہیں یہاں

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



آرام کی جگہ بھی دے دی جائے گی' کھانے پینے کے بعد سو جانا اگر رات میں مجھے ضرورت پڑی تو میں تمہیں جگا لوں گا ورنہ کل صبح تو ہمیں روانہ ہونا ہی ہے۔"

"تھینک یو سر۔" میں نے کہا اور جیکب نے مسکرا کر گردن ہلا دی' پھر اس نے اپنے ملازم سے کہا۔

"دیکھو بھئی یہ مسلمان ہے ان کے لیے ان کی خواہش کے مطابق کھانے کا بندوبست کرنا ہے' میرے معزز مہمان ہیں اس لیے انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔"

"جی سر۔"

"اوکے' بس اب جاؤ۔" میں جیکب کے کمرے سے باہر نکل آیا پجارو کی چابی میں نے اس کے پاس چھوڑ دی تھی۔ ملازم مجھے ساتھ لیے ہوئے ایک دوسرے کمرے میں آیا اور بولا۔

"صاحب یہ کمرہ آپ کے لیے بالکل ٹھیک رہے گا۔ میں آپ کے کھانے پینے کا بندوبست کرتا ہوں۔"

"سنو کیا نام ہے تمہارا؟"

"پاسکل۔" اس نے جواب دیا۔

"مسٹر پاسکل! اس وقت میں کوئی خاص چیز نہیں کھانا چاہتا۔ اگر ممکن ہو سکے تو ڈبل روٹی کے کچھ توس اور ساتھ میں ایک کپ چائے دے دو۔"

"صاحب کھانے کا بندوبست ہو سکتا ہے' یہاں مسلمان ہوٹل ہیں وہاں سے کھانا منگوا لیتا ہوں۔"

"شکریہ پاسکل! اس کی ضرورت نہیں ہے' تم بس یہی کرو۔"

"ٹھیک ہے صاحب میں ابھی لاتا ہوں۔" ملازم نے کہا اور باہر نکل گیا۔ کمرہ اچھا خاصا تھا' آرام دہ بستر لگا ہوا تھا۔ ضرورت کی تقریباً تمام ہی چیزیں موجود تھیں' غسل خانہ بھی تھا میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی۔ رخسار کے بارے میں میرا اندازہ تھا کہ وہ بھی مطمئن ہو گی۔ فوزیہ جلال بہت اچھی لڑکی تھی اور اب مجھے مکمل طور پر کرنل شاہ پر



بھی بھروسہ ہو گیا تھا۔

چائے آ گئی تھی۔ ٹرالی پر پھل' ڈرائی فروٹس اور میرے طلب کردہ توس بھی رکھے ہوئے تھے۔ میں نے ملازم کا شکریہ ادا کیا اور اس سے کہا کہ اب وہ جا کر آرام کرے میں بھی کھانے پینے کے بعد آرام ہی کروں گا اور میں نے جو کچھ کہا تھا اس پر عمل بھی کیا۔ میں سو گیا تھا لیکن میں نے دروازہ اندر سے بند نہیں کیا تھا تاکہ اگر جیکب کو میری ضرورت پیش آئے تو وعدے کے مطابق میں اسے تیار ملوں۔ تھوڑی دیر تک میں جاگتا رہا اس کے بعد سو گیا۔ پھر صبح کو ہی میری آنکھ کھلی تھی۔ رات کو کوئی ایسا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا تھا جس کی بناء پر مجھے جاگنا پڑتا۔

جیکب نے مجھے صبح کے ناشتے کے بعد بلایا اور کہنے لگا "ہم ڈیڑھ بجے کے بعد نکلیں گے تمہیں بلیو ایریا یاد ہے؟"

"بلیو ایریا.........؟" میں نے سوال کیا۔

"وہی جگہ جہاں ایک بار ہمارا ایک معرکہ ہو چکا ہے۔"

"جی سر یاد ہے مگر یہ نہیں پتا کہ وہ جگہ بلیو ایریا کے نام سے مخاطب کی جاتی ہے۔"

"ہاں۔ اصل میں گرین آرک سے سیدھا راستہ بلیو ایریا کی جانب جاتا ہے اور بلیو ایریا میں پہنچنے کے بعد سرحدی علاقہ شروع ہو جاتا ہے اس طرف ایک بڑی خوب صورت جگہ ہے' جو لارک ہل کہلاتی ہے اور وہیں ہمیں پہنچنا ہے' لارک ہل پر ایک قدرتی جھیل ہے کبھی کبھی لوگ وہاں پکنک منانے پہنچ جاتے ہیں لیکن وہ جگہ بڑی مخدوش ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہاں تک پہنچنے کے لیے کوئی باقاعدہ راستہ نہیں ہے۔ گاڑیاں چھوڑ کر کوئی تین میل کا سفر پیدل طے کرنا ہوتا ہے' اس لیے پکنک منانے وہاں وہی سر پھرے جاتے ہیں جو ضرورت سے زیادہ ایڈونچر پسند ہوتے ہیں' ورنہ عام لوگ وہاں نہیں جاتے۔"

میں نے جیکب کا ایک ایک لفظ ذہن نشین کر لیا تھا۔ جیکب نے کہا۔

"ہمیں وہاں وقت گزارنا ہو گا کیونکہ ڈیڑھ بجے کے بعد سے ہمارے دوست کسی

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



بھی وقت وہاں آ سکتے ہیں اور ہمیں وہیں پر انتظار کرنا ہوگا لیکن میرے دوست آج تمہیں ٹرک چلانا ہوگا۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات' وہاں سے ہمیں کچھ مال لانا ہوگا جو ٹرک پر ہی آ سکے گا۔"

"ٹھیک ہے سر' ٹرک تو میں چلاتا رہا ہوں۔"

"اسی لیے تو تم میرے کام کے آدمی ہو' ہر فن میں استاد' فکر مت کرنا یہ ہمارا پہلا معاملہ ہے اور اس کے بعد ہم بہت سے ایسے معرکے سر کریں گے' یہاں کا کھیل کافی خراب ہو چکا ہے' ممکن ہے ہمیں یہ علاقہ چھوڑنا پڑے ویسے بڑا دلچسپ مسئلہ رہے گا۔ یہ تم دوپہر کو ہلکا پھلکا کھانا کھانا تاکہ چاق و چوبند رہو۔"

"جی سر! آپ اطمینان رکھیں۔"

"آرام کرو میں ذرا جا رہا ہوں' پروگرام ذہن نشین کرلو' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ٹرک دوسرے تمہارے حوالے کریں اور میں تمہارے ساتھ نہ رہوں' تمہیں وہ علاقہ یاد ہے؟"

"جی سر۔"

"میں اس کا نقشہ بھی بنائے دیتا ہوں۔ ٹرک لے کر تمہیں بلیو ایریا پہنچنا ہے اور بلیو ایریا سے ہی کام کا آغاز کر دینا۔ اگر میں وہاں نہ بھی موجود ہوں تو میرا انتظار کر لینا۔"

"آپ مطمئن رہیں سر آپ کی ہدایت کے مطابق ہی کام ہوگا' بس نقشہ بنا کر مجھے دے دیجیے گا۔"

"ہاں۔" جیکب نے کہا اور ایک پین اٹھا کر مجھے راستوں کی تفصیل بتانے لگا اس نے وہ نقشہ بنا کر میرے حوالے کر دیا' پھر اس نے کہا۔

"پاسکل تمہیں اطلاع دے دے گا' جو ٹرک آئے گا وہ پوری طرح محفوظ ہوگا بس تم اسے لے کر چل پڑنا' راستے میں اگر کوئی گڑبڑ ہو تو تم جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے؟"

"سر بتا دیجیے۔"

"حاجی غفار کا ٹرک ہے' کام سے جا رہے ہو' کہیں سے مال لوڈ کر کے لانا ہے' سادہ



سی بات ہے۔" جیکب نے کہا اور میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔

جیکب کچھ دیر تک مجھ سے باتیں کرتا رہا اور پھر اس نے مجھے واپسی کی اجازت دے دی۔ واپس کہاں جانا تھا اپنے کمرے میں ہی آ گیا اور جیکب کے بنائے ہوئے نقشے کو دیکھتا رہا۔ اب اس نقشے سے کرنل امیر شاہ کو آگاہ کرنا ضروری تھا۔ بظاہر کوئی وہم نہیں رہا تھا اور سارا کام مکمل تھا' دیکھنا یہ تھا کہ کرنل امیر شاہ اس سلسلے میں کس پائے کی موثر کارروائی کرتا ہے۔ میرے پاس تو وسائل تھے نہیں۔ سب سے زیادہ دکھ مجھے کوئین میکوویا کے دیے ہوئے ان لوازمات کا تھا جو مجھ سے کھو گئے تھے ورنہ وہ میرے بہترین ساتھی تھے اور میں ان سے بہت سے کام لے سکتا تھا۔ کوئین میکوویا سے بھی رابطہ کروں گا لیکن ایسے نہیں' ذرا کچھ وقت گزر جائے اور میری حیثیت کا تعین ہو جائے۔ بہرحال احتیاط رکھنی تھی۔

پاسکل کو شاید میری ڈیوٹی پر مامور کر دیا گیا تھا۔ دو دفعہ آ چکا تھا اور پوچھ چکا تھا کہ مجھے کسی شے کی ضرورت تو نہیں ہے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ڈیئر پاسکل! اگر کسی شے کی ضرورت ہوئی تو میں خود ہی تم سے طلب کر لوں گا میرے سلسلے میں ذرا بھی پریشان نہ ہو میں بھی تمہاری طرح ایک معمولی سا ملازم ہوں۔"

پاسکل مسکرا کر بولا۔

"نہیں صاحب جی' جب جیکب صاحب نے یہ بات کہہ دی ہے کہ آپ ان کے معزز مہمان ہیں تو پھر آپ ہمارے لیے معزز مہمان ہی ہوئے چاہے آپ کوئی بھی ہوں۔"

"شکریہ پاسکل۔" میں نے کہا اور اسے واپس جانے کی اجازت دے دی۔ پھر پاسکل ہی سے مجھے پتا چلا کہ جیکب جا چکا ہے۔ اب بظاہر اس پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے کرنل امیر شاہ کو بھی اس بارے میں اطلاع دینا ضروری سمجھا' لیکن کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا' چنانچہ باتھ روم میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کیا اس سے پہلے کمرے کا دروازہ بھی بند کر لیا تھا تاکہ کوئی اتفاقیہ طور پر اندر نہ آ جائے۔ باتھ روم میں پہنچنے کے بعد میں نے بازو پر بندھے تعویذ کو استعمال کیا اور رابطہ کرنے لگا۔ دوسری جانب

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کرنل امیر شاہ ہی تھا۔ ظاہر ہے ایک بڑا آپریشن کرنا تھا اسے' وہ غائب کیسے رہ سکتا تھا اس نے مجھے کوڈ ڈبل فائیو کے بارے میں جو اطلاع دی تھی وہ احتیاطی طور پر تھی' لیکن پھر بھی میں نے اپنا کوڈ دہرا دیا۔ دوسری جانب سے کرنل امیر شاہ کی آواز سنائی دی۔

"فائیو۔ فائیو۔ میں امیر شاہ ہی بول رہا ہوں اور ڈیئر کیا ہو رہا ہے۔"

"سر پروگرام مکمل ہو گیا ہے۔"

"پلیز تفصیل.........."

"میں ایک نقشے کی تفصیل بتا رہا ہوں آپ کو' ویسے میں آپ کو اس ایریا کے بارے میں پہلے بھی بتا چکا ہوں غالباً اسے بلیو ایریا کہا جاتا ہے۔"

"ہاں بالکل! بلیو ایریا کے دوسری جانب سرحدی علاقہ ہے لیکن وہ کچھ ایسے ناقابل عبور راستے ہیں کہ وہاں کی زیادہ فکر نہیں کی جاتی لیکن ظاہر ہے غلط کام کرنے والے ایسی ہی دشواریوں کو عبور کر کے اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے سر کہ بلیو ایریا کے راستے کے بارے میں آپ کو تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے؟"

"پھر بھی اگر تمہارے پاس تفصیل موجود ہے تو ایک بار دہرا دو تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ جس علاقے کے بارے میں ہم سوچ رہے ہیں' وہی علاقہ ہے۔"

"ٹھیک ہے سر آپ براہ کرم میرے بتائے ہوئے نقشے کی تفصیل نوٹ کر لیجیے۔"

اور پھر میں نے کرنل امیر شاہ کو ان تمام راستوں کی تفصیل بتائی اور کرنل امیر شاہ نے ساری تفصیل سننے کے بعد کہا۔

"سو فیصد وہی علاقہ ہے۔"

"سر اب پروگرام سنیے۔ میں وہاں ٹرک لے کر جا رہا ہوں' سنا ہے وہاں عام راستہ نہیں ہے اور گاڑیاں وغیرہ نہیں جا سکتیں لیکن ٹرک کو مجھے وہاں لے جانا ہے۔ ممکن ہے کوئی مجھے گائیڈ بھی کرے۔ بہرحال ہمارا ٹارگٹ وہی ایریا ہے' وہاں کیا کرنا ہے یہ تو مجھے نہیں معلوم سر' اور کس وقت کرنا ہے یہ بھی نہیں معلوم لیکن بہرحال یہ سب کچھ کرنا



ہے۔"

"ٹھیک ہے تم اس سلسلے میں بے فکر رہو۔ سنو میں بڑی ہوشیاری سے وہاں کی ناکہ بندی کروں گا' تم بالکل بے فکر رہنا کوئی ایسی بات نہیں' بس اپنی زندگی کی حفاظت کرنا کیونکہ وہاں فوجی کارروائی ہوگی۔ میں تمہیں صرف احتیاطاً بتائے دے رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے ہم گن شپ بھی استعمال کریں۔"

"جی سر!" میں نے فوراً ہی گن شپ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

"میرا مطلب ہے ہیلی کاپٹر' ہمارے لیے ہیلی کاپٹر ہی زیادہ موزوں رہیں گے ہم وہاں ناکہ بندی کرنے کے بعد اگر وہاں کوئی کارروائی ہوئی تو ہیلی کاپٹروں سے ہی حملہ کریں گے۔ سنو میں ایک چانس چھوڑنا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم پسند کرو۔"

"جی سر؟"

"وہاں زمینی کارروائی بھی ہوگی اور کچھ ایسے عمل بھی کیے جائیں گے جن کے بارے میں' میں ابھی تمہیں تفصیل اس لیے نہیں بتا سکتا کہ مجھے انتظامات کرنا ہوں گے لیکن اگر تم جیکب کو وہاں سے نکالنا چاہو تو نکال سکتے ہو' اس طرح اس پر تمہارا بھرم بھی قائم رہے گا۔"

میں نے امیر شاہ کی بات پر غور کیا اور بڑی سنسنی محسوس کی۔ امیر شاہ ایک دلچسپ بات کہہ رہا تھا۔ میں نے فوراً ہی کہا۔

"تو پھر براہ کرم مجھے گائیڈ کیجیے سر۔"

"دیکھو ایک موٹر سائیکل تمہارے آس پاس رہے گی اور جب تم جیکب کو وہاں سے لے کر فرار ہو گے تو بظاہر گولیاں چلائی جائیں گی لیکن تمہیں نشانہ نہیں بنایا جائے گا' ذرا احتیاط سے موٹر سائیکل ڈرائیو کرنا اور جیکب کو وہاں سے لے کر نکل آنا۔ وہ جہاں بھی چھپنے کے لیے جگہ تلاش کرے وہاں اسے لے جانا' سمجھ رہے ہو نا تم اس طرح تم ایک بار پھر جیکب کی گڈ بک میں آ جاؤ گے۔ اصل میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جیکب نے کہاں کہاں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ تمہاری اب تک کی رپورٹ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جیکب

www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



نے بہت لمبا جال پھیلایا ہوا ہے اور حاجی غفار وغیرہ کو تو اس نے بس آٹے میں نمک کے طور پر رکھا ہوا ہے۔ اگر اس صورت حال میں کوئی بڑی گڑبڑ ہوگئی تو وہ خاموشی سے حاجی غفار کو چھوڑ دے گا۔ مصیبت میں پڑے گا کون' حاجی غفار اور اس کے آدمی۔ بہرحال مجرم کو کیفر کردار تک پہنچنا چاہیے لیکن اگر تم نے جیکب کی اس طرح سے مدد کر دی اور اس کی جان بچالی تو یوں سمجھ لو کہ تم اس کی آنکھوں کا تارا بن جاؤ گے اور پھر ہمیں یہ جاننے میں آسانی ہوگی کہ وہ اور کس کس کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اصل میں ارشاد ہمیں جڑیں کھودنی ہیں صرف ایک آپریشن کرکے اطمینان سے نہیں بیٹھ جانا۔"

"میں سمجھ رہا ہوں سر۔"

"موٹر سائیکل تمہارے آس پاس ہی رہے گی کیونکہ ہم تمہیں نظر میں رکھیں گے۔ ویسے کس وقت وہاں پہنچو گے؟"

"سر بس اس کے بارے میں ہدایت ملنے والی ہے۔"

"چلنے سے پہلے ایک بار پھر مجھے اطلاع دے دینا۔"

"اگر کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی تو میں آپ سے ہر گھنٹے یا دوسرے گھنٹے کے بعد رابطہ رکھوں گا۔"

"تھینک یو' تھینک یو ویری مچ۔"

ڈیڑھ بجے کے قریب پاسکل ہی نے مجھے اطلاع دی کہ جارج آیا ہے۔ جارج کے بارے میں' میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ جارج ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ پاسکل کے ساتھ میں وہاں پہنچا۔ بھاری بدن کا ایک مکروہ شکل آدمی تھا۔ کھڑے ہو کر اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور بولا۔

"مسٹر ارشاد.........؟"

"ہاں۔"

"میرا نام جارج ہے۔"

"مجھے معلوم ہوچکا ہے۔"



"ٹرک لے کر آیا ہوں' مجھے تمہارے ساتھ ڈیوٹی پر لگایا گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر جارج۔"

"تیار ہو' چلیں؟"

"ہاں۔" میں نے کہا اور اس کے بعد میں جارج کے ساتھ باہر نکل آیا۔ بہت شاندار اور نیا ٹرک کھڑا ہوا تھا' لیکن اس پر حاجی غفار ہی کا مونوگرام بنا ہوا تھا جبکہ اس سے پہلے میں نے اس ٹرک کو حاجی غفار کے بیڑے میں شامل نہیں دیکھا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ ٹرک کو حاجی غفار کے نام سے استعمال کیا جارہا ہے اور اصل میں یہ ٹرک حاجی غفار کا نہیں ہے۔ بہرحال یہ ساری باتیں میرے سوچنے کی نہیں تھیں۔ اب تو صورت حال مختلف ہوگئی تھی۔ میری ذمہ داریاں کافی حد تک ختم تھیں اور میں ان ذمہ داریوں کے سلسلے میں پریشان نہیں تھا۔

ٹرک اسٹارٹ کیا اور جارج میرے برابر آبیٹھا۔ ہم لوگ چل پڑے۔ جارج نے کہا۔

"کافی' بسکٹ وغیرہ موجود ہیں۔ پانی کا بھی انتظام ہے۔ بلیو ایریا پہنچنے کے بعد ہمیں انتظار کرنا پڑے گا اس کے ساتھ ساتھ ہی ذرا ذہن میں رکھ لو سیٹ کے نیچے دو اسٹین گن موجود ہیں اور فالتو ایمونیشن بھی۔ ضرورت پڑنے پر استعمال کر سکتے ہو' یہ پستول اپنے لباس میں چھپالو۔" اس نے ایک پستول نکال کر مجھے دیا اور میں نے اس کا لاک چیک کرکے اسے اپنے لباس میں محفوظ کرلیا۔ جارج سے میں نے زیادہ گفتگو نہیں کی تھی۔ ویسے بھی وہ ایسی شخصیتوں میں سے تھا جن سے بلاوجہ کی نفرت محسوس ہوتی ہے۔ وہ خود بھی زیادہ نہیں بول رہا تھا۔ ہم لوگ فاصلے طے کرتے رہے اور مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے آخر کار اس دشوار گزار راستے پر پہنچ گئے جہاں بس' ٹرک ہی کو لے جایا جاسکتا تھا' لیکن پھر بھی اس کی رفتار بہت سست تھی۔ جارج نے کہا۔

"بس یہ تھوڑا سا فاصلہ ذرا وقت طلب ہے اس کے بعد ایک ایسی جگہ آجائے گی جہاں سے میں تمہیں ایک نیا راستہ بتاؤں گا۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"کیا مطلب؟ بظاہر تو یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں سے ٹرک کو گزار کر لے جایا جاسکے سوائے ان ناہموار چٹانوں کے۔"

جارج مسکرانے لگا۔ پھر بولا "نہیں میری جان ایسی بات نہیں ہے' جگہ ہے تو نہیں لیکن بنائی گئی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"یہ ابتدائی راستہ اس لیے چھوڑ دیا گیا ہے کہ اگر کوئی اور اس طرف آئے تو اس راستے کو دیکھ کر ہی اس کے حوصلے پست ہو جائیں۔ باقی ایک مناسب جگہ پہنچنے کے بعد ایک ایسا راستہ بنالیا گیا ہے جہاں سے ہم ٹرک کو گزار کر بلیو ایریا لے جاسکتے ہیں۔ وہ راستہ ہماری ضرورت تھی۔"

"لیکن ایک بات ہے مسٹر جارج۔"

"کیا؟"

"یہ ٹرک اگر لوڈ ہوگا تو پھر اس کو ان چٹانوں پر سے گزار کر لانا مشکل نہیں ہوگا؟"

"مسٹر جیکب کا کہنا ہے کہ تم اس قدر ماہر ڈرائیور ہو کہ آرام سے ٹرک کو پورے وزن کے ساتھ یہاں سے لاسکتے ہو۔"

میں خاموش ہوگیا۔ جارج شاید میرے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب میں کچھ نہ بولا تو اس نے کہا۔

"کیوں تم بتاؤ' دشواری محسوس کر رہے ہو؟"

"نہیں نارمل حالات میں تو لایا جاسکتا ہے لیکن ہنگامی حالات میں تیز نہیں دوڑایا جاسکتا۔"

"اس بات سے میں اتفاق کرتا ہوں' لیکن حالات نارمل ہی ہوں گے تم فکر مت کرو۔"

میں خاموش ہوگیا' واقعی کچھ دور جانے کے بعد جارج نے مجھے اچانک داہنی سمت مڑنے کے لیے کہا۔ میں نے ٹرک کی رفتار کم کی' داہنی سمت دیکھا اور مجھے فوراً ہی اندازہ



ہوگیا کہ ادھر سے بڑی خوبصورتی کے ساتھ پتھروں کو ہموار کیا گیا ہے اور ایک پگڈنڈی سی بنالی گئی ہے لیکن اس طرح کہ وہ دور سے بالکل نظر نہ آئے اور نہ ہی محسوس ہو' لیکن اس پگڈنڈی پر اتنا راستہ ضرور تھا کہ ٹرک کے ٹائر اپنی جگہ بناسکتے تھے البتہ مہارت کا کام تھا اور اس کی میرے پاس کمی نہیں تھی چنانچہ اس پگڈنڈی پر پہنچنے کے بعد اطمینان حاصل ہوا اور ہم اس ٹیڑھی میڑھی پگڈنڈی کو عبور کرتے رہے' یہاں تک کہ وہی بلیو ایریا آگیا جہاں میں ایک بار پہلے بھی آچکا تھا اور میں نے یہاں جیکب کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔

وسیع و عریض علاقے میں یہاں پہاڑی ٹیلے بکھرے ہوئے تھے اور ان کے درمیان ایسی جگہ موجود تھی جہاں ٹرک کو عام نگاہوں سے روپوش رکھا جاسکے۔ چھدرے چھدرے درخت بھی تھے اور کہیں گھنے درخت بھی نظر آرہے تھے پہاڑیوں کے درمیان یہ علاقہ واقعی بڑی عجیب و غریب نوعیت کا حامل تھا۔ جارج مجھے گائڈ کرتا رہا دور دور تک کوئی انسانی وجود نظر نہیں آرہا تھا۔ بہرحال بہت سا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم اس عظیم الشان پہاڑی سلسلے کے نزدیک پہنچ گئے جو بڑا بدصورت اور ناہموار تھا۔ اس کے دوسری طرف کیا تھا مجھے اس کے بارے میں جغرافیائی طور پر بھی نہیں معلوم تھا لیکن ایک گھنے درخت کے نیچے ٹرک کو روک دیا گیا اور جارج نے گہری گہری سانسیں لے کر کہا۔

"اب ٹرک سے اتر آؤ اور اس درخت کی چھاؤں میں آرام کرو زندگی کس قدر مشکل چیز ہے' کبھی کبھی ایسے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے کہ آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اپنی ہر آسائش زندگی کو ترک کرکے اس نے کیا کیا مصیبتیں اپنے سر لگا رکھی ہیں' پتا نہیں تم میری بات سے اتفاق کرتے ہو یا نہیں۔"

"دنیا بہت مشکل سے جی رہی ہے' مسٹر جارج اور جینے کے لیے اپنے اوپر مظالم کرنا ہی پڑتے ہیں۔" جارج نے آنکھیں بند کرکے گردن ہلائی اور ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگیا ہم دونوں گھنے درخت کی چھاؤں میں لیٹ گئے تھے۔ بہت دیر خاموشی سے گزر گئی۔ پھر جارج نے کہا۔

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"سو نہ جانا۔"

"نہیں مسٹر جارج۔ میں جاگ رہا ہوں۔"

"ہاں تم پر بہت اعتبار کر رہا ہے۔"

"جی؟"

"بہت قریب آ گئے ہو تم ان کے۔"

"ان کی مہربانی ہے۔"

"تمہارے بڑے چرچے ہو رہے ہیں آج کل۔"

"کہاں؟"

"پورا گروہ ہے ہمارا۔ سب کے منہ پر تمہارا نام ہے۔"

"میں نے تو کوئی بڑا کام نہیں کیا۔"

"پہلے کسی آرمی میں تھے؟"

"بالکل نہیں۔ کبھی بھی نہیں۔"

"پھر کیا کرتے رہے ہو؟"

"محنت مزدوری' ڈرائیوری۔" میں نے جواب دیا اور وہ خاموش ہو گیا۔

وقت بڑی سست رفتاری سے گزر رہا تھا۔ چاروں طرف ہو کا عالم تھا۔ گرمی بھی خوب تھی۔ ہاں ہوا چل رہی تھی اور درخت کے نیچے امن تھا۔ تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا پھر جارج اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کیا خیال ہے ایک چکر لگا لیں۔"

"کہاں؟"

"بس یونہی تھوڑے سے ایریا میں۔"

"ضروری ہے۔"

"ہاں۔ میری ڈیوٹی ہے۔"

"تمہیں ہدایت کی گئی ہے؟"



"ہاں۔"

"مجھے بھی چلنا ہے۔"

"تمہاری مرضی ہے۔"

"تب میرا ٹرک کے پاس رہنا ضروری ہے۔"

"ویسے امن معلوم ہوتا ہے ابھی تک تو شبہہ والی کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مسٹر جارج' لیکن میں ہدایت سے ایک انچ نہیں ہٹنا چاہتا۔"

"نہیں میں نے کہا ہے کہ تمہاری مرضی ہے۔ ضروری نہیں ہے۔ میں نے تو اس لیے کہا تھا کہ تم بور نہ ہو۔"

"نہیں شکریہ۔ تم جاؤ۔" میں نے کہا اور وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ میں خاموشی سے اسے جاتے دیکھتا رہا۔ جارج کافی دور نکل گیا تھا۔ اچانک مجھے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور میں نے جلدی سے اسے آن کر دیا۔

"ڈبل فائیو۔" امیر شاہ کی آواز سنائی دی۔

"فائیو۔ فائیو اوور سر۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک جا رہے ہو۔"

"جی سر۔"

"کوئی تبدیلی؟"

"نہیں۔"

"ہمارے بارے میں کوئی شبہ تو نہیں ہوا۔"

"بالکل نہیں سر۔ کیا آپ قریب موجود ہیں؟"

"تمہیں اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتے تھے۔" امیر شاہ نے ہنس کر کہا۔

"شکریہ سر۔ ویسے آپ کہاں ہیں۔"

"یہ نہ پوچھو ارشاد۔ جانتے ہو کیوں؟"

"نہیں سر۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"تمہارا اپنے آپ پر سے اعتماد کم ہو جائے گا۔ تمہیں اطمینان ہو جائے گا اور یہ بات خطرناک ہوگی۔ خود کو مشکل حالات میں محسوس کرو اور ہوشیار رہو۔"

"او کے سر۔"

"اوور اینڈ آل۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور میں نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنی اور چونک کر بیٹھ گیا۔ دوڑنے والا جارج ہی تھا اور اس کے چہرے پر سنسنی نظر آ رہی تھی۔ خدا خیر کرے۔ میں نے دل میں سوچا۔

"مسٹر ارشاد!" اس نے ہانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ کیا بات ہے؟"

"یار۔ خطرہ نظر آتا ہے۔"

"کیسا خطرہ؟" میں نے وحشت زدہ لہجے میں کہا اور جارج ایک طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔

"ادھر۔ اس طرف آؤ۔ اس طرف آرام سے آؤ۔ کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ آؤ ذرا۔" میں اس کے اشارے پر اس جگہ پہنچ گیا جہاں وہ چاہتا تھا۔ "بیٹھو' اور اس طرف دیکھو وہ پہاڑیاں' وہ بالکل سامنے دو چٹانیں جو ٹوپی کی شکل کی ہیں۔"

میں نے اس کے اشارے کی سمت دیکھا اور ایک لمحے میں مجھے احساس ہو گیا کہ وہاں کچھ ہے' تاہم میں نے انجان بن کر کہا۔

"کیا بات ہے جارج؟"

"کچھ احساس ہوتا ہے۔"

"کیا؟"

"وہاں کوئی ہے۔" جارج نے کہا اور میں پھر آنکھیں پھاڑنے لگا تھا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔

"مجھے نہیں نظر آتا۔"



"ابھی کچھ دیر قبل وہاں مجھے ایک تیز چمک نظر آئی تھی۔ بالکل ایسی جیسے آئینے یا کسی چمکدار دھات پر اچانک سورج کی روشنی پڑنے سے ہوتی ہے۔ اوہ' دیکھو۔ اس لڑھکتے ہوئے پتھر کو دیکھو پتھر ایسے ہی تو نہیں لڑھکا ہوگا۔ میرا دعویٰ ہے ارشاد وہاں کوئی ہے۔"

"کون ہو سکتا ہے؟"

"کوئی بھی۔ آہ میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔" جارج کے انداز میں وحشت پیدا ہو گئی۔

"کیا کرو گے؟"

"اطلاع دوں گا۔"

"کیسے؟"

"ٹرک میں ٹرانسمیٹر موجود ہے۔"

"ہو سکتا ہے کوئی اپنا ہی ہو۔ میرا مطلب ہے ان لوگوں میں سے کوئی جن کے لیے ہم یہاں آئے ہیں۔"

"تب بھی ہم اس بات کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔"

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔" میں نے کہا اور جارج اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ میرے ذہن میں جوار بھاٹا پیدا ہو گیا۔ میرے اندر اچانک دانش منصور جاگ اٹھا۔ جارج دشمن تھا۔ میرے مشن کا دشمن یہ حقیقت تو کرنل امیر شاہ بھی نہیں جانتا تھا کہ جس مشن کو وہ اپنا مشن سمجھ رہا ہے وہ اس کا نہیں میرا مشن ہے۔ میرا مقصد ہے اور اس وقت میرا مشن میرا ملک خطرے میں تھا۔ مجھے علم تھا کہ وہاں کرنل شاہ نے مورچہ بنایا ہے۔ ہر چند کہ اس نے مجھے نہیں بتایا تھا' لیکن اب بتانے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ جادوگر نہیں تھے کہ جادو کے ذریعے سب کچھ کریں۔ ضرور انھوں نے کوئی پوائنٹ بنایا ہوگا اور وہ پوائنٹ جارج کے علم میں آ گیا ہے اب جارج جیکب کو خبر کرے گا اور..........

اور..........

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



جارج ٹرک کے قریب پہنچ چکا تھا۔ میں نے بحالت مجبوری فیصلہ کیا اور عقب سے جارج پر چھلانگ لگادی۔ میں جارج کو لپیٹے ہوئے زمین پر آرہا اور پتھریلی چٹانوں پر اس کے زبردست چوٹ لگی۔ اس کا چہرہ خون میں ڈوب گیا۔ کہنیاں اور گھٹنے چھل گئے۔

"نہیں۔ جارج۔ تم کسی کو اطلاع نہیں دو گے۔" جارج نے حیران نظروں سے مجھے دیکھا اور پھر اچانک ہی اس نے پلٹ کر مجھ پر حملہ کر دیا۔ طاقتور آدمی تھا چوٹ سہہ گیا تھا اور کچھ سمجھے بغیر ہی خوفناک ہوگیا تھا لیکن میرا مقصد اٹل تھا۔ جارج کی زندگی میرے مشن کو تباہ کر سکتی تھی اس لیے اب اس کا زندہ رہنا مناسب نہیں تھا۔ میں نے اسے پیروں پر روک کر اچھال دیا اور وہ بہت دور جاگرا' لیکن اس نے بھی فوراً عمل کیا۔ ایک دو تین کلو کا پتھر اس کے ہاتھ آیا اور اس نے اسے گرفت میں لے کر پوری قوت سے مجھ پر دے مارا۔ میں نے فوراً جگہ بدلی اور پتھر صرف چند انچ کے فاصلے سے سنسناتا ہوا نکل گیا۔ جارج نے فوراً دوسرے پتھر کی طرف رخ کیا۔ جونہی وہ پتھر اٹھانے کے لیے جھکا میں نے اچھل کر ایک لات اس کی پشت پر ماری اور اس نے زور سے قلابازی کھائی۔ اس کے بعد میں نے اسے کسی اور کارروائی کے لیے نہیں چھوڑا اور اس پر سوار ہو کر اس کی گردن دبوچ لی۔ یہ گرفت معمولی نہیں تھی۔ جارج کی آنکھیں حلقوں سے ابل پڑیں اور پھر وہ سرد ہوگیا۔ میں نے اس کا جائزہ لیا اور اس پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد اس کی لاش ٹھکانے لگانے کا مسئلہ تھا۔ میری نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں۔ کوئی جگہ محفوظ نہیں تھی۔ اچانک مجھے اس درخت کا خیال آیا جس کے نیچے ہم پناہ گزیں تھے۔ میں نے درخت کے نیچے جاکر اسے دیکھا۔ گھنے درخت میں کئی شاخیں آپس میں اس طرح گتھی ہوئی تھیں کہ اگر لاش کو احتیاط سے ان میں پھنسا دیا جائے تو وہ آرام سے وہاں ٹک سکتی تھی۔ میں نے فیصلہ کر کے لاش اٹھائی اور درخت کی نیچے آگیا پھر کافی مشکل سے لاش کو اوپر لے جاسکا تھا لیکن کامیاب ہوگیا۔ لاش کو میں نے مضبوطی سے شاخوں کے درمیان پھنسا دیا اور اس کا خون وغیرہ پوری طرح صاف کر دیا ویسے بھی چونکہ میں نے اسے گردن دبا کر ہلاک کیا تھا اس لیے خون وغیرہ نہیں نکلا تھا بس تھوڑا بہت خون سر کی چوٹ سے



بہہ رہا تھا۔ ساری کارروائی سے مطمئن ہو کر میں ٹرک کے پاس آیا۔ اسے ریورس کٹ کر کے وہاں سے کافی فاصلے پر لے گیا اور اسے کھڑا کر کے نیچے اتر آیا۔ تبھی مجھے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ مجھے اندازہ ہوگیا کہ میری کارروائی دیکھ لی گئی ہے۔ بہرحال میں نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ڈبل فائیو' اوور۔"

"فائیو فائیو۔ اوور۔"

"ارشاد۔ کیا ہوا۔ یہ کیا ہوگیا۔"

"سر آپ لوگوں سے چوک ہوگئی۔"

"کیا۔" حیرت بھری آواز ابھری۔

"جی سر۔ آپ کو دیکھ لیا گیا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ نے ان دو چٹانوں کے پیچھے مورچہ بنایا ہے نا جو ٹوپی کی شکل کی ہیں۔" میں نے کہا اور دوسری طرف خاموشی چھا گئی' پھر امیر شاہ کی آواز ابھری۔

"ہاں۔"

"اس نے وہاں آپ لوگوں کو دیکھ لیا۔ میرے پاس آکر مجھے بھی دکھایا اسے خطرے کا پورا احساس ہوگیا تھا۔ ٹرک میں ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ وہ اطلاع دینے جارہا تھا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ خطرہ ہے۔"

"اوہ میرے خدا' مگر تم نے.......... تم نے؟"

"اور کوئی چارہ کار نہیں سر۔ مجبوری تھی۔"

"تو کیا۔ تم نے اسے ختم کر دیا۔"

"دوسری ترکیب کیا ہوسکتی تھی۔" میں نے جواب دیا اور دوسری طرف پھر خاموشی طاری ہوگئی۔ کچھ لمحوں کے بعد امیر شاہ کی آواز پھر سنائی دی۔

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"بے شک اور کوئی ترکیب نہیں ہوسکتی تھی۔ تم نے ایک وطن دشمن ہلاک کیا ہے ارشاد علی۔ بددل نہ ہونا۔ ہم اپنی غلطی کی معافی چاہتے ہیں۔ اب کوئی غلطی نہیں ہوگی۔ تم نے ایک پھرتیلے چیتے کی طرح اس سے جنگ کرکے اس پر قابو پایا ہے۔ ویری گڈ۔ شاباش' ہاں لاش کی کیا پوزیشن ہے۔"

"ہم نہیں کہہ سکتے ہیں سر کہ کون کس طرف سے آئے۔ ابھی لاش کو کہیں بھی چٹانوں میں چھپا سکتا تھا لیکن اس کے دیکھ لیے جانے کے خطرے کو مول نہیں لے سکتا تھا۔"

"اوہ تو پھر۔"

"میں نے پوری احتیاط سے درخت کی شاخوں پر محفوظ کردیا ہے اور اتنی مضبوطی سے کہ وہ گر نہ سکے۔"

"اس کا خون نیچے ٹپک سکتا ہے۔"

"نہیں سر۔ میں نے اسے گردن دبا کر مارا ہے۔ تھوڑا بہت خون تھا وہ صاف کردیا ہے۔"

"ارشاد۔ بہت شاندار جا رہے ہو۔ تم نے نہ صرف مجھے بلکہ دوسرے بہت سوں کو ششدر کردیا ہے مگر جیکب سے اس کے بارے میں کیا کہو گے؟"

"جارج کے بارے میں؟"

"ہاں' یہ تمہارے ساتھ آیا تھا۔"

"راستے میں اتر گیا۔" میں نے اطمینان سے کہا اور ایک بار پھر دوسری طرف خاموشی چھا گئی' پھر اچانک امیر شاہ بولا۔

"اوہ' ارشاد۔ ایک جیپ اسی راستے سے آرہی ہے جدھر سے تم آئے ہو۔ اوکے ارشاد۔ ہم احتیاط رکھیں گے۔ اوور اینڈ آل۔" ٹرانسمیٹر بند ہوگیا۔ میں بھی سنبھل گیا تھا' پھر میں ٹرک پر چڑھ گیا اور گردن اٹھا کر دیکھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے جیپ کو دیکھ لیا۔ اس میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے لیکن جیکب موجود نہیں تھا۔ میں الجھ گیا'



لیکن بہرحال میرے پاس پستول بھی تھا اور نیچے اسٹین گن بھی تھی۔ ویسے ان لوگوں کی آمد تعجب خیز تھی۔ جیپ ٹرک کے قریب آکر رکی تو میں نے پاسکل کو دیکھ لیا۔ تب مجھے اطمینان ہوا۔ پاسکل میرے پاس آگیا۔

"سب خیریت ہے نا مسٹر ارشاد۔"

"ہاں۔ یہ کون لوگ ہیں؟"

"سب جیکب صاحب کے آدمی ہیں۔ ایک گھنٹے کے بعد اور آئیں گے۔"

"جیکب صاحب نے تو مجھے نہیں بتایا تھا۔"

"آپ پہلی بار آئے ہو۔ ایسے ہی ہوتا ہے۔ لوڈنگ آسان تو نہیں ہوتی' پھر اس بار بڑی لوڈنگ ہے۔"

"اوہ جیکب صاحب کا حکم ہے تو ٹھیک ہے۔"

"جارج کہاں ہے؟"

"راستے میں رک گیا ہے آجائے گا۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔ پاسکل نے غور نہیں کیا تھا۔ جیپ سے اترنے والوں نے اپنے لیے جگہ بنالی تھی اور ٹرک کے سائے میں لیٹ گئے تھے۔ پاسکل نے کہا۔

"آپ بھی آرام کرو۔ ابھی بہت وقت ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں بولا اور پاسکل بھی انہی لوگوں کے پاس آکر نیم دراز ہوگیا۔ سب اس کام کے عادی معلوم ہوتے تھے لیکن خطرناک بات تھی' کہیں امیر شاہ کے آدمیوں سے چوک نہ ہوجائے اور حالات خطرناک ہوجائیں۔ میں تو خیر دونوں طرف سے محفوظ ہوں لیکن مشن بہرحال خطرے میں پڑ جائے گا اور اس سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔

وقت بے حد سست رفتاری سے گزر رہا تھا پھر دو جیپیں اور آئیں' لیکن کافی دیر سے اس دوران سورج ڈھل گیا تھا اور فضا میں جھٹپٹے اتر آئے تھے۔ تیسری جیپ میں جیکب آگیا تھا۔ اس کے ساتھ دو افراد اور تھے جو نقابیں پہنے ہوئے تھے۔ یہ دونوں

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

پراسرار شخصیتیں تھیں۔ میں نے اندازہ لگایا کہ یہ ستار وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ وہ دونوں جیپ میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے پھر ایک جگہ رک گئے جبکہ جیکب ہمارے پاس آگیا تھا۔

"ہیلو ارشاد۔"

"سرجی۔" میں نے نیازمندی سے کہا۔

"کیسا لگ رہا ہے۔"

"بہت عجیب صاحب۔"

"تمہیں ان سب پر برتری حاصل ہے۔ یہ سب معمولی کارکن ہیں یوں سمجھ لو لوڈر ہیں۔"

"مہربانی سر آپ کی۔"

"دراصل اتفاقیہ دیر ہو گئی ہے۔ تھوڑا سا پروگرام بدل گیا ہے۔"

"جی سرجی۔"

"خیال تھا کہ وہ لوگ روشنی میں پہنچ جائیں گے لیکن ادھر سے اطلاع آئی ہے کہ دیر ہو جائے گی۔"

"کدھر سے سرجی۔"

"بھئی سرحد پار سے۔ اسلحہ کی ایک بڑی کھیپ آ رہی ہے۔ اسے وصول کرنا ہے اور لے کر احتیاط سے نکل چلنا ہے۔ جانتے ہو یہ کتنی بڑی ڈیل ہے۔ پچیس کروڑ کا اسلحہ آ رہا ہے۔ انتہائی جدید اور خطرناک۔ بڑے بڑے لوگوں کی رقم لگی ہوئی ہے۔ ہمارا منافع بھی اسی حساب سے بڑا ہو گا۔"

"سرجی۔ ہمیں تو اتنی بڑی رقم کی گنتی بھی نہیں آتی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا' اور جیکب بھی ہنسنے لگا' پھر ایک ہلکی سی آواز سنائی دی اور جیکب نے جلدی سے ایک وائرلیس نکال لیا اس کا ایریل کھینچا اور چہرے کے قریب کر کے بولا۔

"ایکس ای تھری کالنگ۔ ایکس ای تھری۔ اوور۔"

"کیا مطلع صاف ہے؟"



"آسمان بالکل شفاف ہے۔" جیکب نے جواب دیا۔

"ہم ہاف لائن تک آگئے ہیں۔"

"آل کلیئر۔"

"او کے۔ انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل۔" جیکب نے ٹرانسمیٹر واپس رکھ لیا اور پھر چیخ کر جارج کو آواز دی اور ادھر ادھر گردن گھمانے لگا' پھر وہ کچھ کہنے والا تھا کہ میں نے کہا۔

"جارج ابھی تک واپس نہیں آیا سر۔"

"ایں۔ کیا مطلب؟" جیکب نے حیرانی سے کہا۔

"جی ہاں' کہہ رہا تھا ایک گھنٹے میں پہنچ جائے گا۔"

"کہاں سے؟"

"یہ تو نہیں معلوم سر۔ راستے میں اتر گیا تھا۔ مجھ سے کہا کہ ٹرک روکو تو میں نے روک دیا وہ نیچے اتر کر بولا کہ اب تم جاؤ میں ایک گھنٹے میں آجاؤں گا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔" جیکب غرا کر بولا' پھر جلدی سے سنبھل گیا۔ "میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"سر آپ نے مجھے اس کے بارے میں کوئی ہدایت تو نہیں دی تھی۔"

"ایں۔ ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم.......... اوہ مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا۔"

"سر کوٹھی سے ہم ساتھ چلے تھے۔ میں ٹرک چلا رہا تھا۔ آرک لائن پہنچ کر اس نے مجھ سے ٹرک رکوایا اور وہاں نیچے اتر گیا۔ مجھ سے بولا کہ تم پوائنٹ پر پہنچو میں ایک گھنٹے میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے' پھر میں یہاں آگیا۔ سر مجھے تو ان لوگوں کے بارے میں بھی نہیں معلوم تھا۔"

"جارج۔" جیکب کے منہ سے فکرمندی سے نکلا۔ چند لمحات خاموش رہ کر اس نے کہا۔ "نہیں..........وہ کامل بھروسے کا آدمی ہے کسی مشکل میں پھنس گیا ہو اور.......... اور.......... مگر یہ کیسے ہوا یہ ممکن تو نہیں ہے ۔ جارج.......... اوہو.......... وہ آگئے۔" وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ایک طرف دیکھ کر بولا۔ میری گردن بھی اسی طرف گھوم گئی شام کے دھندلکوں میں مغربی پہاڑیوں کے کنارے پر دو ٹرک نمودار ہوئے تھے اور بہت سست رفتاری سے اسی طرف آرہے تھے۔

جیکب بہت بے چین نظر آرہا تھا' پھر اس نے خود کو سنبھالا اور کندھے سے لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں پر لگا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ میں خاموشی سے اس کے قریب کھڑا رہا۔ آخر میں جیکب نے دوربین دونوں ٹرکوں پر فوکس کر دی۔ جارج کے موجود نہ ہونے سے وہ یقیناً جانے کیسے کیسے وسوسوں کا شکار ہو گیا ہو گا۔ بار بار اسے دورہ سا پڑا تھا اور وہ چاروں طرف گردن گھمانے لگا تھا۔ نہ جانے اس پہ کیا بیت رہی تھی۔ ادھر امیر شاہ دم سادھے ہوئے تھا۔

ٹرک اب بالکل قریب آگئے تھے اور فضا پہ ایک اعصاب شکن سناٹا طاری ہو رہا تھا۔ دیکھیں اب نہ جانے کیا ہو۔

☆☆☆☆



یہ بات ظاہر ہو گئی تھی کہ جیکب ہی اسلحے کی اسمگلنگ کے اس گروہ کو کنٹرول کرتا تھا۔ حاجی غفار اور اس کے بیٹے بظاہر اس کاروبار کے فنانسر معلوم ہوتے تھے۔ وہ جیکب کو اپنا ملازم سمجھتے تھے' لیکن اصل معاملہ کچھ اور تھا۔ وہ لوگ خواہ اس معاملے میں کتنی ہی گہرائیوں میں اترے ہوئے ہوں' لیکن شاید وہ جیکب کی اصلیت کو نہیں سمجھتے تھے۔ جیکب نے انھیں اپنا آلہ کار بنا رکھا تھا اور ان کی آڑ میں شکار کھیل رہا تھا۔ بہرحال یہ ساری باتیں بعد کے سوچنے کے لیے تھیں' میں ان ٹرکوں پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔ ادھر جیکب شدید سنسنی کا شکار تھا اور اس کے ذہن میں نجانے کیا کیا وسوسے پل رہے تھے۔ ادھر مجھے یقین تھا کہ کرنل امیر شاہ نے اپنے تمام منصوبے مکمل کر رکھے ہوں گے اور بہت جلد یہاں ایک خوفناک ہنگامہ آرائی کا آغاز ہونے والا ہے۔

ماحول میں بڑی سنسنی پھیلی ہوئی تھی اور ٹرک برق رفتاری سے آگے بڑھتے چلے آرہے تھے۔ یہاں ان کے استقبال کے لیے معقول انتظامات تھے اور سب متجسس نگاہوں سے انھیں دیکھ رہے تھے۔ جیکب نے اس ڈیل کے بارے میں بتایا تھا جس کی مالیت کروڑوں تھی لیکن اصل مسئلہ اس وقت بالکل ہی مختلف ہو گیا تھا۔ آخر کار انتظار کی یہ گھڑیاں ختم ہوئیں اور دیو ہیکل ٹرک جو خاص طور سے شاید ایسے ہی سفر کے لیے بنائے گئے تھے' قریب پہنچ گئے۔ ادھر سے جیکب وغیرہ کو دیکھ لیا گیا تھا اور اشارے نشر ہونے

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

لگے تھے۔ ان لوگوں کو اس بات کا ذرہ برابر احساس نہیں تھا کہ آج صورت حال بالکل مختلف ہے۔ جیکب نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا' میں خاص طور سے ان ٹرکوں کو دیکھ رہا تھا۔ بہت ہی شاندار طریقے سے بنائے گئے تھے اور اس قسم کے معاملات رکھے گئے تھے ان میں کہ وہ ناہموار اور مشکل راستوں پر سفر کرسکیں' پھر ان سے بہت سے آدمی نیچے اتر آئے اس کے بعد جیکب وغیرہ سے گفتگو کرنے لگے۔ جیکب مجھ سے کوئی بیس قدم آگے بڑھ گیا تھا اور اس وقت اس نے اپنی اس محبت کا اظہار نہیں کیا تھا' جو وہ اب تک مجھ سے کرتا چلا آیا تھا۔ ان لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے اس نے مجھے شریک کرنے کی کوشش نہیں کی تھی' ویسے بھی یہ مناسب بات تھی' میں اب اتنی بڑی شخصیت بھی نہیں تھا' اس کی نگاہوں میں۔

بہرکیف معاملات طے ہوتے رہے۔ جیکب نے غالباً کاغذات وغیرہ دیکھے اور ان لوگوں سے گفتگو کرتا رہا۔ میرے دل میں شدید خواہش تھی کہ میں ان لوگوں کی گفتگو سن سکوں تاکہ مجھے یہ اندازہ ہوسکے کہ اسلحہ لے کر آنے والے کون سے ملک سے تعلق رکھتے ہیں ان کی زبان کیا ہے اور جیکب سے ان کے کاروبار کی نوعیت کیا ہے لیکن ہر کام اپنی پسند کے مطابق نہیں ہو جاتا۔ جیکب نے چونکہ خود مجھے اپنے ساتھ آنے کے لیے نہیں کہا تھا اس لیے میں خود بھی آگے نہیں بڑھا تھا اور اتنے فاصلے سے ان لوگوں کی گفتگو سن لینا ممکن نہیں تھا۔

بہرحال یہ معاملات طے ہوتے گئے اور اس کے بعد غالباً رقم کے لین دین کا مسئلہ ہونے لگا۔ ماحول کچھ اس طرح ہوگیا تھا کہ ان لوگوں کو یہ احساس نہ رہے کہ ان کے خلاف کوئی جال بنا گیا ہے اور اس کے بعد کرنل امیر شاہ نے جس طرح اپنے کام کا آغاز کیا وہ بھی ایک قابل تحسین طریقہ تھا۔ غالباً چھ ہیلی کاپٹر تھے جو اس علاقے کے مختلف حصوں سے فضا میں بلند ہوئے تھے' لیکن ان کی مشینیں اسٹارٹ ہونے کی آواز فوراً ہی یہاں تک پہنچ گئی تھی اور چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی تھی۔ وہ لوگ حیرانی سے ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہے تھے۔ کسی کی آواز ابھری۔



"یہ کیا ہے مسٹر جیکب۔ یہ کیا ہے؟؟"

"پپ پتا نہیں۔" جیکب کی ہراساں آواز ابھری۔

"کیا ہم پر ریڈ کیا جارہا ہے؟؟"

"مم معلوم نہیں۔"

"سنبھالو مورچہ سنبھالو.......... بھاگو.........." وہ لوگ کہنے لگے۔ اصل میں انھیں یہ احساس تھا کہ ٹرک لے کر واپس نکلنا تو کسی طور ممکن نہیں ہے' اسلحے سے بھرے ہوئے ٹرکوں پر اگر ہیلی کاپٹر گولیاں برسانا شروع کردیں تو ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا' اس کا انھیں بخوبی اندازہ تھا۔ چنانچہ سب سے پہلی کوشش یہی تھی کہ ٹرکوں سے دور نکل آیا جائے' جیکب بھی خوف زدہ انداز میں بھاگا اور میرے قریب پہنچ گیا۔ اس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نکلو.......... نکلو.......... بھاگو یہاں سے نکلو۔ بہت برا ہوگیا' بہت برا ہوگیا۔"

ہم لوگ چٹانوں پر دوڑنے لگے' لیکن ہیلی کاپٹروں جیسی تیزی انسانوں میں نہیں آسکتی تھی اور دوسری بات یہ کہ یہاں ایسے درخت اور جنگل بھی نہیں تھے جو انسانوں کو اپنی آڑ میں پوشیدہ کرسکتے۔ لے دے کر چٹانیں وغیرہ تھیں جن میں چھپا جاسکتا تھا' لیکن ہیلی کاپٹروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے نئی کارروائی کی' حالانکہ پوری طرح تاریکی مسلط نہیں ہوئی تھی' لیکن ہیلی کاپٹروں سے بڑی بڑی سرچ لائٹیں روشن ہوئیں اور پورا علاقہ منور ہوگیا۔ اس طرح چٹانوں کے پیچھے چھپنے کی کارروائی بھی نہ ہوسکی۔ البتہ ان میں سے کچھ لوگوں نے مورچے ضرور سنبھال لیے تھے اور لائٹ اسٹین گنوں سے انھوں نے ہیلی کاپٹروں پر فائرنگ شروع کردی تھی۔ یہ خاصی سنسنی خیز بات تھی لیکن بہرحال ہیلی کاپٹر بھی فوجی تھے اور انھیں اس قسم کے حربوں سے بچنا آتا تھا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے کسی ہیلی کاپٹر کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکا اور تاک تاک کر ان لوگوں کو نشانہ بنایا گیا جو ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کر رہے تھے۔ ان لوگوں کو ہلاک کرنا ضروری تھا۔ لمحوں میں یہ احساس ہوگیا کہ فوجی کارروائی بہت موثر اور مکمل ہے اور اب جو لوگ یہاں گھر گئے ہیں ان کا بچنا ناممکن

WWW.PAKSOCIETY.COM
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM


ہوگیا ہے' چنانچہ اب مجھے اپنے عمل کا آغاز کرنا تھا۔ جیکب بھی ادھر ادھر دوڑ رہا تھا اور بار بار پوزیشن بدل کر ہیلی کاپٹروں سے چلائی ہوئی گولیوں کی زد سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا' پھر زمینی طور پر بھی کارروائی ہوئی اور ہم نے ٹرکوں کی گڑگڑاہٹیں سنیں۔ جیکب ان گڑگڑاہٹوں کو سن کر بالکل ہی حواس باختہ ہوگیا اور اتفاق سے دوڑتا ہوا میرے قریب آگیا۔

"ارشاد!" اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"سر۔"

"گڑ بڑ ہوگئی۔"

"جی سر۔"

"اب کیا کیا جائے؟"

"سر بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں اگر ہم یہ سوچیں کہ صورتحال کو کنٹرول کرلیا جائے گا تو ممکن نہیں ہے۔"

"سو فیصد میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"بہتر یہ ہے کہ اب ان لوگوں کو نظرانداز کرکے ہمیں یہاں سے کسی ایسی جگہ کی تلاش کرنی چاہیے جہاں سے ہمیں نکلنے کا موقع ملے۔"

"یار میں کچھ نروس ہوگیا ہوں۔" اس نے کہا۔

"میرے ساتھ آیئے سر۔" میں نے جیکب کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے بعد میں برق رفتاری سے ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ میں نے کافی فاصلے پر گہرائیوں میں وہ موٹر سائیکل کھڑی ہوئی دیکھی جس کے بارے میں مجھے پہلے سے ہدایت کردی گئی تھی اور پھر میں محتاط انداز میں جیکب کا ہاتھ پکڑے ہوئے ان گہرائیوں کی جانب بڑھ گیا۔

"ادھر کہاں؟" جیکب نے سوال کیا۔

"آیئے سر تقدیر آزماتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" جیکب بولا اور مسلسل میرے ساتھ چلتا رہا۔ ہیلی کاپٹر بدستور



کارروائیوں میں مصروف تھے' انھوں نے یہ خیال بھی رکھا تھا کہ کوئی گولی ٹرک پر نہ لگے' وہاں موجود لوگوں میں سے جو جو مقابلہ کر رہا تھا اسے موت کے حوالے کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ چیخیں بھی ابھر رہی تھیں۔

جیکب ڈھلانوں میں اترنے لگا' پھر ایک بار جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"میں گر پڑوں گا۔ کہاں لے جارہے ہو تم مجھے؟"

"سر میں نے ایک ایسی چیز دیکھی ہے کہ اگر ہم اس تک پہنچ جائیں تو شاید ہمارے بچنے کے امکانات پیدا ہو جائیں۔"

"کہاں' کس طرف؟"

"آیئے میرے ساتھ چلے آیئے۔" میں نے کہا اور جیکب اپنی مقدور بھر کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم موٹر سائیکل تک پہنچ گئے۔ جیکب نے موٹر سائیکل دیکھ لی تھی اور حیرت سے اچھل پڑا تھا۔ "ارے یہ.........؟"

"فوجی معلوم ہوتی ہے۔"

"ہاں۔"

"آیئے۔" میں نے کہا اور موٹر سائیکل کے قریب پہنچ گیا۔ چابی لگی ہوئی تھی۔ میں نے جلدی سے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور جیکب کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

"سر اس وقت آپ کی زندگی اسی میں ہے کہ مجھے مضبوطی سے پکڑے رکھیے۔"

"بے فکر رہو۔ تم چلو........." اور اس کے بعد میں نے موٹر سائیکل وہاں سے آگے بڑھا دی۔ ایک ہیلی کاپٹر غوطہ لگا کر ہماری جانب آیا اور گولیوں کی لکیر بناتا ہوا آگے نکل گیا۔ میں نے موٹر سائیکل کو نہایت مہارت سے کنٹرول کرلیا تھا۔ یہ بات کرنل امیر شاہ نے مجھے بتائی تھی کہ مجھے شک سے بالاتر رکھنے کے لیے مجھ پر گولیاں چلائی جائیں گی' یہ گولیاں اس طرح چلائی جائیں گی کہ ان میں سے کوئی گولی کارگر نہ ہوسکے۔ جیکب میری کمر سے بندر کے بچے کی طرح لپٹا ہوا بیٹھا تھا اور میں موٹر سائیکلنگ کا مظاہرہ کر رہا تھا اور واقعی اس میں بعض جگہ مجھے بڑی مہارت ہی سے کام لینا پڑا تھا۔ کیونکہ پہاڑی علاقہ

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



تھا اور اس پر موٹر سائیکل چلانا آسان کام نہیں تھا' بہرحال موٹر سائیکل اچھلتی کودتی آگے بڑھتی رہی۔ ہیلی کاپٹروں نے دو تین بار ہم پر فائرنگ کی اور ایک بار گولیاں ہمارے کافی قریب سے گزریں۔ میں نے دل ہی دل میں گولیاں چلانے والوں کو گالیاں دیں کہ یار کہیں نشانہ غلط ہی مت کر بیٹھنا۔ ساری مشکلات کا حل یہیں اس جگہ مل جائے گا۔

پھر اس کے بعد ہم سڑک پر آگئے اور سڑک پر پہنچنے کے بعد میں نے موٹر سائیکل کی رفتار اس حد تک تیز کر دی کہ جیکب کو آنکھیں بند کر کے بیٹھنا پڑا۔ وہ خاموشی سے مجھ سے لپٹا ہوا تھا اور میں موٹر سائیکل چلا رہا تھا۔

ہیلی کاپٹروں کی کارروائی اب اتنی دور ہو گئی تھی کہ ہمیں اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ آخر کار شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں اور شہر میں داخل ہوتے ہی جیکب کو ہوش آگیا۔ اس نے کہا۔

"ارشاد' ارشاد۔ گاڑی کسی بھی جگہ روک دو' یہاں سے ہمیں دوسری گاڑی مل جائے گی۔"

"سر ہمارا تعاقب کوئی بھی نہیں کر رہا' میرا خیال ہے اس عالم میں ہمیں کسی ایسی جگہ چلنا چاہیے' جہاں ہمیں پناہ مل سکے۔ ہم اس حلیے اور اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ سڑک پر اتر کر گاڑیاں تلاش کرتے پھریں۔"

"او کے او کے۔ پھر بائیں سمت چلو۔ بائیں سمت۔" میں نے جیکب کی ہدایت پر عمل کیا اور چلتا رہا' اور اس کے بعد میری آنکھیں کسی قدر حیرت سے سکڑ گئیں جب میں نے جیکب کو حاجی غفار کی کوٹھی کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔

"نہیں سامنے نہیں ہمیں عقب سے چلنا ہے۔" جیکب نے کہا' اور ہم تھوڑی دیر کے بعد حاجی غفار کی کوٹھی کے عقب میں پہنچ گئے۔ یہاں میں نے موٹر سائیکل روکی تو جیکب جلدی سے نیچے اتر گیا۔ کوٹھی کے عقب میں ایک دروازہ بنا ہوا تھا۔ جیکب اس دروازے کے پاس پہنچا اور چند لمحوں کے بعد دروازہ کھل گیا' دروازہ غالباً جیکب نے اپنے ہی کسی عمل سے کھولا تھا' میں تمام کام سنسنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ یہ اندازہ تو خیر



پہلے ہی تھا کہ یہ سارا معاملہ حاجی غفار کا ہی ہے اور یہ سب ملی بھگت رکھتے ہیں' لیکن جیکب کا یہاں اس قدر اقتدار ہے۔ یہ بات مجھے نہیں معلوم تھی اس سے پہلے میں نے کبھی حاجی غفار کی اس عظیم الشان کوٹھی کے عقبی حصے کو نہیں دیکھا تھا' لیکن اس وقت مجھ پر نئے انکشافات ہو رہے تھے۔ جیکب نے رک کر کہا۔ "ارشاد۔"

"جی سر۔"

"اس موٹر سائیکل سے کیسے پیچھا چھڑایا جائے۔"

"سر جیسا آپ حکم دیں۔"

"تم ایسا کرو اسے یہاں سے کچھ فاصلے پر چھوڑ آؤ۔ اس وقت میں کسی اور پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔"

"پھر اس کے بعد۔"

"بس تم جاؤ' جس طرح بھی ممکن ہو سکے اس سے پیچھا چھڑا کے آؤ اور سنو اس پر سے اپنے ہاتھوں وغیرہ کے نشانات صاف کر دینا۔ جگہ کوئی ایسی منتخب کرنا جہاں سے اس کا اس کوٹھی سے کوئی تعلق ظاہر نہ ہو سکے۔"

"جی سر۔"

"ہوشیاری سے کام کرنا اور کام ختم ہوتے ہی واپس آجانا۔"

"جی سر۔" میں نے کسی قدر الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ یہ معاملہ ذرا خراب ہو رہا تھا اور میں جیکب کے ساتھ ہی رہنا چاہتا تھا' جیکب نے ایک لمحے میں میری الجھن کو محسوس کیا پھر بولا۔ "اچھا خیر چھوڑو آجاؤ' اسے اندر ہی لے آؤ۔"

میں نے کسی قدر مطمئن انداز میں گردن ہلائی اور موٹر سائیکل کا انجن بند کر کے اسے دروازے سے اندر لے آیا۔ دروازے کے دوسری جانب ایک راہداری سی تھی جو دونوں سمت چلی گئی تھی اس راہداری میں ہم نے موٹر سائیکل کو کھڑا کر دیا۔ جیکب نے دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔

راہداری میں پڑے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ استعمال

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



نہیں کی جاتی اور شاید خاص ہی خاص موقعوں پر اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ موٹر سائیکل کھڑی کرنے کے بعد میں جیکب کے ساتھ بائیں سمت چل پڑا۔ کیونکہ موٹر سائیکل داہنی سمت کھڑی کی گئی تھی اور ادھر سے راستہ تقریباً بند ہی ہو گیا تھا۔ راہداری کافی لمبی تھی۔ مجھے حیرت ہوئی کہ یہ راہداری دوسروں کی نگاہوں سے کیسے بچی ہوئی ہے' لیکن بہرحال یہ اتنی حیرت کی بات نہیں تھی ہم تقریباً سو قدم چلنے کے بعد داہنی سمت بنے ہوئے ایک اور دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ جیکب کو دیکھ کر تو یوں لگتا تھا جیسے وہ اس جگہ کا رہنے والا ہو' اور اسے اس گھر کے ایک ایک کونے کے بارے میں علم ہوا اور اس طرف کسی اور انسان کا گزر ہی نہ ہو' لیکن بہرحال اس وقت ان باتوں پر غور کرنا ممکن نہیں تھا۔

جس جگہ ہم داخل ہوئے' وہ بھی عجیب و غریب تھی بس دس بائی دس کا ایک چھوٹا سا کمرہ' جس میں اس دروازے کے علاوہ ایک اور دروازہ بنا ہوا تھا' لیکن جیکب اس کمرے کی ایک دیوار کے پاس رک گیا۔ یہاں رک کر اس نے دیوار میں لگے ہوئے سوئچ بورڈ سے ایک بٹن کو کئی بار نیچے دبایا اور اس کے بعد میں نے دیوار میں ایک اور دروازہ نمودار ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ سل اینٹوں یا پتھر کی نہیں تھی جو ایک جانب کھسک گئی تھی بلکہ شاید کسی خاص چیز سے بنی ہوئی تھی' لیکن اس کا کوئی جوڑ اس سے پہلے نظر نہیں آتا تھا' میں نے اپنے بدن میں کافی سنسنی محسوس کی' کیونکہ اس دروازے کے دوسری جانب سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں' اس کا مقصد ہے کہ حاجی غفار نے اپنے اس کام کے لیے خاصا مناسب بندوبست کر رکھا ہے اور آسانی سے اس کے بارے میں کسی کو معلومات نہیں حاصل ہو سکتی تھیں۔

میں جیکب کے ساتھ سیڑھیوں سے نیچے اترتا چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک کافی وسیع کمرے میں داخل ہو گئے۔ جیکب یہاں کے معاملات سے پوری طرح واقف معلوم ہوتا تھا۔ ایک دیوار پر سوئچ تلاش کر کے اس نے کمرے کا ائرکنڈیشنر بھی کھول دیا اور لائٹ بھی جلا دی' پھر وہ ایک جانب بڑھ گیا۔

میں کمرے کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا یہاں کچھ الماریاں رکھی ہوئی تھیں' دو تین



لکھنے کی میزیں تھیں اور ایک طرف صوفہ سیٹ پڑا ہوا تھا۔ میزوں کے ساتھ کرسیاں بھی تھیں۔ جیکب نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

"بیٹھو ارشاد بیٹھ جاؤ......... بیٹھو بیٹھو......... بیٹھ جاؤ۔

وہ کافی پریشان نظر آ رہا تھا۔ صوفے پر پشت سے سر ٹکا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے ایک کرسی گھسیٹ لی اور بیٹھ گیا۔ جیکب تین چار منٹ تک آنکھیں بند کیے رہا' پھر ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"پکڑا گیا' کروڑوں روپے کا مال پکڑا گیا' کروڑوں کا مال پکڑا گیا۔ اوہ میرے خدا یہ نقصان۔ یہ......... یہ نقصان شاید ہمیں لے ڈوبے' اوہو یہ سب کچھ......... یہ سب کچھ معمولی بات تو نہیں ہے......... یہ سب کچھ معمولی بات تو نہیں ہے' لیکن......... لیکن' اوں کچھ کرنا چاہیے......... کچھ کرنا چاہیے۔ ہمارا بیٹھے رہنا مناسب نہیں ہوگا۔"

وہ مضطربانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ میں بھی کھڑا ہو گیا تھا' پھر میں نے جیکب کو ایک جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ایک الماری سے اس نے ٹرانسمیٹر نکالا تھا اور میز پر رکھ کر اس نے اسے آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کے قریب چہرہ کر کے اس نے کہا۔ "مسٹر جے......... مسٹر جے۔ میں یہاں موجود ہوں۔ فوراً میرے پاس آ جائیے مسٹر جے۔

"خیریت جیکب کہاں سے بول رہے ہو۔" دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"اس ٹرانسمیٹر پر کہاں سے بولا جا سکتا ہے سر۔"

"اوہو تم واپس آ گئے ہو؟"

"جی سر۔"

"لیکن کیوں؟ کوئی خاص بات ہے کیا؟"

"آپ تمام باتیں وہیں سے پوچھ لیں گے۔"

"میں آ رہا ہوں۔"

"او کے سر۔" جیکب نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا' پھر وہ دوبارہ اپنی جگہ واپس جا بیٹھا اور گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ کافی پریشان تھا وہ' اور میں اس کی پریشانی کی وجہ اچھی

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



طرح جانتا تھا۔

بہرحال وہ مجھ پر اس قدر اعتماد کرنے لگا تھا کہ اس نے مسٹر جے کا راز میرے سامنے کھول دیا تھا۔ اب پتا نہیں یہ مسٹر جے کون ہے اور کہاں سے آنے والا ہے لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس تہ خانے کی سیڑھیوں پر آوازیں سنائی دیں اور اس کے بعد ایک شخص اندر داخل ہوگیا' لیکن اسے دیکھ کر میرے ذہن کو شدید جھٹکا لگا تھا۔ وہ بھی نیچے آنے کے بعد جیکب کے ساتھ مجھے دیکھ کر بری طرح ٹھٹک گیا تھا اور ایک لمحے کے لیے اس کے چہرے پر بوکھلاہٹیں سی نمودار ہوگئی تھیں۔ یہ حاجی غفار کا بیٹا جبار تھا۔ وہی مجہول سا شخص جو الٹی سیدھی باتیں کرتا رہتا تھا اور جس کے بارے میں سب کا اندازہ تھا کہ وہ ایک ناکارہ آدمی ہے' اور کم از کم حاجی غفار کے معاملات میں شریک نہیں ہے اس نے پہلے مجھے پھر جیکب کو گھور کر دیکھا تو جیکب نے کہا۔

"نہیں مسٹر جے آجائیے۔ اب اس شخص سے ہم کوئی بات راز نہیں رکھ سکتے۔"

میں حیرتوں کا سفر کر رہا تھا' یہ باقاعدہ ان معاملات میں اس قدر ملوث ہے' مجھے اندازہ نہیں تھا۔ جیکب نے اسے بیٹھنے کے لیے جگہ دی اور بولا۔ "سب کچھ چوپٹ ہوگیا۔ بالکل چوپٹ ہوگیا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو جیکب؟"

"چوپٹ کا مطلب چوپٹ ہوتا ہے مسٹر جبار۔"

"کیا ہوا کچھ بولو تو سہی؟"

"ملٹری حرکت میں آگئی۔ پوائنٹ پر ہیلی کاپٹروں سے حملہ کیا گیا۔ سارا اسلحہ قبضے میں لے لیا گیا ہے دوسری طرف سے آنے والے افراد کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہمارے آدمی بھی یقینی طور پر فوجی تحویل میں چلے گئے ہوں گے۔ سارے راز کھل گئے ہیں' اب کچھ بھی نہیں ہوسکتا' سب کچھ چوپٹ ہوگیا ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو' کیا تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔" جبار نے کہا اور جیکب بھویں اٹھا کر اسے دیکھنے لگا' پھر آہستہ سے بولا۔ "اس کھیل میں یہ سب کچھ تو ہوتا ہے



مسٹر جبار ہمیں اچھے دنوں کے ساتھ برے دن بھی دیکھنے پڑتے ہیں۔

"لیکن یہ سب کیسے ہوا؟"

"ایک آدمی غداری کر گیا۔ دعوے سے کہتا ہوں کہ اسی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔"

"کون.........؟" جبار نے پوچھا۔

"جارج۔"

"جارج.........؟"

"ہاں۔"

"وہ تو تمہارا خاص آدمی تھا۔"

"ہاں کہیں ٹریپ ہوگیا۔"

"مگر کیسے؟"

"میں آپ کو پوری تفصیل بتاتا ہوں مسٹر جے۔"

"تفصیل کو جہنم میں جھونکو۔ یہ بتاؤ کیا ان کے قدم ہم تک پہنچ سکتے ہیں؟"

"سو فیصد امکانات ہیں۔ ظاہر ہے جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں انھیں زبان تو کھولنی ہی پڑے گی۔"

"مگر بات ملٹری تک کیسے پہنچ گئی؟"

"پہنچنی تو چاہیے تھی۔"

"کیوں؟"

"عجیب سوال ہے۔ وہ اپنے وطن کے محافظ ہیں اور معاملات سرحدوں سے ہو رہے تھے۔"

"سارا معاملہ چوپٹ ہو جائے گا۔"

"ہو جائے گا نہیں ہوگیا ہے مسٹر جبار۔"

"گویا کھیل ختم؟"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اندازہ یہی ہوتا ہے۔"

"اور وہ رقم جو میں نے دی تھی۔"

"ڈوب گئی۔"

"جیکب تمہارا دماغ واقعی بالکل خراب ہوگیا ہے کیا۔ میں نے جو رقم دی تھی وہ میرا کل سرمایہ ہے اور یہاں میں نے جو سوداگروں سے ڈیل کر رکھی ہے' مجھے اس کی ادائیگی کرنا ہوگی۔ تم نجانے کیا بکواس کر رہے ہو' اگر ہم نے اسلحہ ان لوگوں تک نہیں پہنچایا تو جانتے ہو ہمارا حشر کیا ہوگا؟"

"اب جو کچھ بھی ہوگا سو وہ تو ہونا ہی ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس کھیل میں بات بگڑتی بھی ہے اور بنتی بھی ہے۔"

"تو گویا سب کچھ چوپٹ..........؟"

"جی۔"

"مگر اس کے ذمہ دار تم ہو۔"

"ویری گڈ۔ مجھے اندازہ تھا مسٹر جبار آپ کروڑوں روپے کما چکے ہیں میرے ذریعے' نفع اور نقصان تو ہوتا ہی رہتا ہے' پہلے کوشش کیجئے اپنی زندگی بچانے کی۔"

"مجھ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا' مگر میں.......... میں یہ نقصان برداشت نہیں کرسکتا جیکب۔ تمہیں یہ نقصان پورا کرنا پڑے گا۔"

"آپ صرف مالی نقصان کی بات کر رہے ہیں مسٹر جے اس نقصان کی بات کیجئے جو اس کے بعد آپ کو پہنچنے والا ہے۔"

"مجھے کیوں.......... ذمہ دار تو تم ہو۔"

"ہوں اس کا مقصد ہے کہ آپ کی گنجائش صرف یہی تھی۔"

"ہاں۔ تمہیں میری ادا کی ہوئی رقم واپس کرنا ہوگی۔" جبار نے کہا۔

"افسوس میں اس شریف شخص کی وجہ سے زندگی بچا کر یہاں تک پہنچا ہوں اور آپ صرف رقم کی بات کر رہے ہیں جبکہ بات صرف رقم کی نہیں ہے بلکہ اس کے بعد



بہت سے معاملات شروع ہو جاتے ہیں۔"

"مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اب تمہیں یہاں اس وقت تک قید رہنا ہوگا جب تک کہ میری رقم مجھے نہیں مل جاتی۔"

"قید..........؟"

"ہاں تم کیا سمجھتے ہو' میں نے یہ تہ خانے سات سال کی محنت سے بنوائے ہیں اور یہاں ایسے انتظامات ہیں کہ میں کسی کو اپنی تحویل میں رکھ سکوں۔"

"لیکن اگر آپ رقم کی بات کرتے ہیں مسٹر جے تو وہ میں کہاں سے ادا کروں گا۔"

"یہ بات میں نہیں جانتا۔ البتہ میں جو کھیل کھیلوں گا وہ تمہارے تصور سے بھی باہر ہوگا۔ میں تو دنیا کی نگاہوں میں ایک شریف آدمی ہوں۔ میرا بھلا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے؟"

"ٹھیک ہے مسٹر جبار' آپ یہی مناسب سمجھتے ہیں تو ظاہر ہے میں نے تو ہمیشہ آپ سے تعاون کیا ہے۔ یہ بھی کرلیجئے گا یہاں بھی میں آپ سے تعاون کروں گا۔"

"اٹھو.......... اور اس شخص کو تم یہاں کیوں لے آئے ہو؟"

"میں نے کہا نا اس نے میری زندگی بچائی ہے۔"

"تمہاری.......... میری تو نہیں۔ میں تو مشکل کا شکار ہوگیا ہوں' لیکن فکر کی بات نہیں ہے۔ یہ تہ خانے بالکل محفوظ ہیں اور یہاں کسی کا پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ تم یہاں قید رہو گے۔"

"تو میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"اٹھو اے.......... تم بھی ادھر آجاؤ۔" اس نے کہا اور میں اپنی جگہ سے اٹھ کر جیکب کے پاس پہنچ گیا۔ جیکب بھی صوفے پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اٹھنے لگا تھا' لیکن پھر جو کچھ ہوا اس کی توقع مجھے بھی نہیں تھی۔

جیکب اس طرح صوفے سے اٹھا' جیسے تھک گیا ہو' لیکن اس کا جھکا ہوا سر پوری قوت سے آگے بڑھا اور جبار کے پیٹ پر لگا۔ جبار اچھل کر کئی فٹ دور جاگرا تھا۔ جیکب نے چھلانگ لگائی اور جبار کے سینے پر سوار ہوگیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے جبار کی

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



گردن دبوچ لی تھی۔ میں اس لمحے میں یہ فیصلہ نہیں کرپایا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے' لیکن بات آگے بڑھ چکی تھی۔ جبار کی زبان باہر نکل آئی تھی اور جیکب پوری قوت سے اس کی گردن دبا رہا تھا۔ چند ہی لمحات کے بعد جبار کے ہاتھوں پاؤں ڈھیلے پڑ گئے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ میں خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جیکب یہ یقین کرنے کے بعد کہ جبار اب اس دنیا میں نہیں ہے' اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا اور پھر اس نے جبار کی لاش کو ایک ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ نجانے کیا سمجھتا تھا اپنے آپکو۔ ذلیل کمینہ انسان' میں نے اسے کروڑوں روپے کا فائدہ پہنچایا ہے' کروڑوں روپے کا۔ سنو ڈیئر ارشاد اس دروازے کے دوسری جانب کچن ہے اور اس کچن میں ضرورت کا سارا سامان موجود رہتا ہے۔ ہم لوگوں نے اس تہ خانے کو اپنے لیے بہت کار آمد بنا رکھا ہے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس کوٹھی میں' فوج ہی فوج بھر جائے' تب بھی اس تہ خانے تک کسی کا پہنچنا ممکن نہیں ہے' کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا کہ یہاں اس کوٹھی میں یہ تہ خانہ موجود ہے۔ تو میں تم سے یہ کہہ رہا تھا کہ کچن میں جاکر چائے بنالو۔ چائے یا کافی جو کچھ بھی ہو' اس وقت بڑی طلب محسوس ہو رہی ہے۔"

"میں ابھی لاتا ہوں سر۔" میں نے مستعدی سے کہا اور سامنے نظر آنے والے چھوٹے سے دروازے سے اندر داخل ہوگیا۔

دوسری طرف واقعی ایک شاندار کچن موجود تھا۔ فریج رکھا ہوا تھا' کیبنٹ بنے ہوئے تھے' اوون لگا ہوا تھا' برتن بھی موجود تھے۔ ہر چیز سلیقے کے ساتھ نظر آرہی تھی۔ میں نے نل سے پانی لیا اور کافی کے لیے پانی چڑھا دیا۔ کافی وغیرہ کے ڈبے بسکٹوں کے ساتھ چنے ہوئے تھے' یقیناً اس تہ خانے کو اس قابل بنالیا گیا تھا کہ اگر کسی کو یہاں چھپنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ خاصا وقت گزار سکے' لیکن میری ذہنی کیفیت بھی اس وقت خاصی متاثر تھی۔ جبار اندر سے اس قدر مکروہ نکلے گا اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ جیکب نے اسے ختم کردیا۔ یہ شخص اپنے آپ پر لبادہ اوڑھے ہوئے تھا اور سب کو بے وقوف بنا رہا



تھا۔ مجھے گزری ہوئی باتیں یاد آنے لگیں جس وقت ٹرک پکڑا گیا تھا اور ستار' حاجی غفار سے بات کررہا تھا تو یہ بار بار کہہ رہا تھا کہ میں وظیفہ پڑھ رہا ہوں کچھ نہیں ہوگا اور واقعی کچھ نہیں ہوا تھا۔ تو یہ ہے اس کا وظیفہ' لیکن بہرحال مارا گیا۔ اس قسم کے لوگوں کا انجام میں نے ایسا ہی دیکھا ہے۔ البتہ جیکب' اس شخص کی جانب سے مجھے بھی ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ بہرحال میں اس کے تمام معاملات کا رازداں بن گیا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے بعد میری ہی باری آجائے۔ بہرحال اگر شخص کی قربت حاصل رہی تو میں کرنل امیر شاہ کے لیے اور بھی بہت سے کام کرسکتا ہوں۔ یہ کھیل تو ختم ہوا' دیکھنا یہ ہے کہ جیکب کا آگے کا کھیل کیا ہے۔ اس نے مجھے حاجی غفار کے ہاں ملازمت چھوڑ دینے کی ہدایت کی تھی اور پھر خود ہی اس پروگرام کو ملتوی کردیا تھا۔ غالباً کچھ اور پروگرام اس کے ذہن میں آگیا تھا۔ ہوسکتا ہے وہ مجھے مزید آگے لے جانے کی کوشش کرے۔

بہرحال کافی تیار ہوگئی اور میں بڑے سلیقے سے اسے ٹرے میں لگا کر باہر نکل آیا۔ جیکب اطمینان سے اب صوفے پر پاؤں پھیلائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار بھی کم ہوگئے تھے' لیکن زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ جبار کی لاش اس جگہ موجود نہیں تھی' جہاں پڑی ہوئی تھی۔ میں نے کافی اس کے سامنے رکھی اور حیران نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا تو جیکب مسکرا کر بولا۔ "اپنے لیے کافی نہیں بنائی۔"

"بنائی ہے کہ لیکن آپ کے ساتھ........."

"او یار تم سے کتنی بار کہا ہے کہ اب تم میرے دست راست ہو بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیے کہ اب تم میرے وجود کا ایک حصہ ہو کیونکہ اس وقت میری زندگی تمہاری مرہون منت ہے اگر تم ذہانت سے کام نہ لیتے تو میری کیا بساط تھی کہ میں فوج کے چنگل سے بچ کر نکل آتا' اب میں اتنا برا آدمی بھی نہیں ہوں کہ اپنے محسن کو اپنا ملازم ہی سمجھتا رہوں۔"

"پھر بھی سر میں تو آپ کا غلام ہوں۔"

"نہیں ڈیئر۔ کافی لے آؤ اپنے لیے پھر بیٹھ کر باتیں کریں گے ابھی فی الحال یہاں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کوئی مشکل نہیں ہے۔ میں کافی حد تک مطمئن ہوں۔"

"جی سر۔" میں نے کہا' واپس مڑا اپنے لیے کافی بنائی اور جیکب کے سامنے بیٹھا۔ جیکب کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہا تھا' پھر وہ مسکرا کر بولا۔ "تمہاری آنکھیں جبار کی لاش تلاش کر رہی تھیں۔"

"جی سر۔"

"اس نے تمہارے سامنے ہی کہا تھا کہ یہاں اس نے قید خانے بھی بنا رکھے ہیں' لیکن اس بے وقوف کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں نے یہاں قبریں بھی بنا رکھی ہیں' وہ میری بنائی ہوئی قبر میں دفن ہو گیا۔ اتنی گہرائیوں میں پہنچ گیا ہے وہ کہ اب اس کی لاش کو کبھی برآمد نہیں کیا جاسکتا۔"

"جی سر۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ضروری سمجھا کہ اس کی لاش ٹھکانے لگا دی جائے تاکہ ذہن پر تکدر نہ سوار رہے۔ بڑا دلچسپ کھیل ہے یہ ڈیئر ارشاد' اور اب تمہیں اس کے بارے میں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔"

"آپ کی مہربانی ہے' ویسے آپ یقین کیجئے میں تو اب آپ میں اس قدر ملوث ہو چکا ہوں کہ شاید خود بھی کوشش کروں تو آپ سے نہ ہٹ سکوں۔"

"تمہیں زندگی میں خود سے نہیں ہٹنے دوں گا ارشاد۔ تم نے اس طرح میرے ذہن میں اپنے لیے جگہ بنائی ہے' میں نے نجانے کس جذبے کے تحت تم سے کہا تھا کہ اپنی بیوی کو میکے بھجوا دو۔ حالانکہ مجھے امید نہیں تھی کہ صورتحال یہ ہو جائے گی' لیکن کبھی کبھی چھٹی حس بھی کام کرتی ہے' ویسے برا ہوا ہے' بہت برا ہوا ہے چونکہ میری تنظیم کو ابھی اس سلسلے میں' اس ملک میں کافی کام کرنا تھا۔" میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا' چند لمحات کے بعد وہ بولا۔

"تم نے میری تنظیم کے بارے میں سوال نہیں کیا؟"

"جی سر۔"



"میرا ایک باقاعدہ آرگنائزیشن ہے' یہ گدھے اس آرگنائزیشن کے جوتوں کی خاک بھی نہیں ہیں' ہم لوگ باقاعدہ ایک اسکیم کے تحت اس ملک کو اسلحہ سپلائی کر رہے ہیں تاکہ اس کی اندرونی کیفیات خراب رہیں' یہ ایک عظیم منصوبہ ہے جو تین ملکوں کے اشتراک سے عمل پذیر ہے۔" میرے بدن میں چنگاریاں دوڑنے لگیں' کم بخت نے پھر میری اس رگ کو چھیڑ دیا تھا جو وطن کی محبت سے سرشار تھی۔ میں نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھالا اور حیرت زدہ لہجے میں بولا۔ "تین ملکوں کا اشتراک۔"

"تم کیا سمجھتے ہو' جیکب کون ہے' یہ تمہیں اب معلوم ہوگا' بس یوں سمجھ لو میں ایک ایجنٹ کی حیثیت سے یہاں کام کر رہا ہوں' تین ملکوں کے ایجنٹ کی حیثیت سے اور میرے ساتھ تم نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سے کوئی بھی میرا عزیز یا رشتے دار نہیں ہے' سب میرے ماتحت تھے' میں سمجھتا ہوں ارشاد کہ تم میرے ان ماتحتوں میں میرے سب سے زیادہ قریبی آدمی ہو اور تم نے جن صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے اس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمہیں تمام صورتحال سے آگاہ کر دیا جائے' تاکہ بعد میں تم جو کچھ بھی کرو وہ ان معلومات کی روشنی میں کرو۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے سر' میں تو آپ کے ساتھ اب شامل ہو ہی چکا ہوں' اگر مجھے تھوڑی بہت تفصیلات معلوم ہو جائیں تو اس سے مجھے آئندہ کے فیصلے کرنے میں آسانی ہوگی۔"

"تم نے کمال کیا تھا' واقعی کمال کیا تھا' میں تو یہ سمجھ چکا تھا کہ اب ہم گھیر گئے مگر یہ کم بخت جارج اسے کس نے ٹریپ کر لیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا' شیطان کا بچہ راستے میں اتر گیا تھا' اگر مجھے پہلے سے یہ بات معلوم ہوتی تو میں محتاط ہو جاتا۔"

"سر چونکہ مجھے ہدایات نہیں تھیں اس بارے میں' اس لیے میں نے کوئی اعتراض بھی نہیں کیا۔"

"سنو ڈیئر۔ اب تم میرے اسسٹنٹ کی حیثیت رکھتے ہو' یہ بات میں صرف اوپری دل سے یا وقتی طور پر خوش ہو کر نہیں کہہ رہا' بلکہ یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے تمہیں

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM


آئندہ جو کچھ بھی کرنا ہے اپنی عقل سے کام لے کر کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم بے پناہ ذہانت کے مالک ہو۔"

"شکریہ سر بے حد شکریہ۔" میں نے کہا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوب گیا' کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔

"جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ میرا تعلق ایک بہت بڑے آرگنائزیشن سے ہے اور یہ آرگنائزیشن تین ملکوں کے اشتراک سے عمل میں آیا ہے ان تین ملکوں کے مفادات مشترک ہیں اور دنیا کے بیشتر ممالک میں وہ اپنے طور پر کارروائیاں کرتے ہیں ان دنوں ہمارا ٹارگٹ یہ ملک ہے' کچھ ایسی پالیسیاں چل رہی ہیں جن کے تحت اس ملک میں بدامنی پیدا کرنا ضروری ہے ہم اسی کے لیے سرگرم عمل ہیں' لوگوں کے مختلف قسم کے جذبات بھڑکا کر ہم یہاں خانہ جنگی کرانا چاہتے ہیں تاکہ یہ ملک کمزور ہو اور ہمیں میرا مطلب ہے ہمارے حلیف ممالک کو بہت سے مشکل مسائل سے نجات مل جائے' کچھ ایسے ہی چکر چل رہے ہیں جو ان ملکوں کی پالیسی کے مطابق ہیں۔ ہمیں اس پالیسی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے' ہمارا اپنا جو کام ہے وہی ہمیں سرانجام دینا ہے اور اس سلسلے میں یہاں سب سے بڑا کام ہمیں یہ سونپا گیا تھا کہ ہم یہاں اسلحہ گھر گھر میں پہنچا دیں۔ یہ اسلحہ سرحد پار کے ملک سے آتا ہے اور وہاں دوسری جگہوں سے' پھر یہ اسلحہ اس ملک میں اندرون ملک سپلائی کر دیا جاتا ہے اور ایسے تاجر جو خفیہ تجارت کرتے ہیں ان دنوں ہمارے ذریعے خاصا منافع کما رہے ہیں اور باقی کام اسی انداز میں ہو رہے ہیں' میرے پاس اسلحے کی سپلائی کا ٹھیکہ ہے اور اس سے حاصل ہونے والا منافع پچھتر فیصد مجھے ملتا ہے پچیس فیصد ان لوگوں کو جو مجھے فنانس کر رہے ہیں اور اس میں اس وقت ایک ہی پارٹی میرے ہاتھ میں ہے' یعنی حاجی غفار۔"

"سر حاجی غفار اور اس کے دونوں بیٹے آپ سے تعاون کر رہے ہیں۔"

"نہیں۔" جیکب نے کہا اور ہنس پڑا۔ میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تو جیکب بولا۔



"حاجی غفار یا اس کا بیٹا ستار ہمارے ساتھ بالکل شامل نہیں ہیں' ہمارا اپنا کارکن یہی شخص تھا۔"

"یعنی جبار۔"

"ہاں۔ اس شخص نے اپنے طور پر اپنے آپ کو بڑا محفوظ کر لیا تھا' ایک مجہول سی شخصیت اختیار کر کے اس نے سب کو بے وقوف بنا رکھا تھا' اور حاجی غفار اپنے بیٹے ستار کو اس سلسلے میں ملوث سمجھتا تھا۔ ستار بہت چالاک نوجوان ہے' لیکن ہم نے اسے اصل حقیقت کی ہوا بھی نہیں لگنے دی' وہ ہمارے بارے میں کھوج میں لگا ہوا ہے اور اپنے طور پر ان کوششوں میں مصروف ہے کہ کسی طرح ہمیں بے نقاب کر دے' وہ جانتا ہے کہ جبار اور میں مل کر کوئی ایسی کارروائی کر رہے ہیں جو پراسرار نوعیت کی حامل ہے لیکن ابھی تک وہ حقیقت کو نہیں پاسکا۔" میں دل ہی دل میں عجیب سے احساسات محسوس کر رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ستار میرے ذریعے ان حقیقتوں کو پانا چاہتا تھا' جو ملک دشمنی پر مبنی ہیں اور حاجی غفار بھی محب وطن ہے' وہ سمجھتا ہے کہ اس کا بیٹا ستار برائیوں میں ملوث ہے' بہرحال جبار چالاکی سے ستار کو باپ کی نگاہوں میں مشکوک کیے ہوئے تھا' مجھے اس کی بہت سی باتیں یاد آگئیں' جیکب کہہ رہا تھا۔

"میں نے ان لوگوں کے ہاں بظاہر ملازمت اختیار کر لی تھی کیونکہ مجھے ایسے ہی لوگ درکار تھے۔ بہرحال مجھے اس سے کافی فائدہ پہنچا ہے اور وہ لوگ بآسانی میرے جال میں پھنسے ہوئے ہیں' لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے یہاں رہ کر بہت کچھ کیا ہے جیسے یہ تہ خانہ' عارضی طور پر یہ ہمارے لیے ایک بہترین پناہ گاہ ہے اور ہم اس میں کچھ وقت گزار سکتے ہیں' اصل میں دیکھنا یہ ہے کہ فوجی کارروائیاں کہاں تک پہنچتی ہیں اور ہمیں ان سے کیسے کیسے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔"

"جی سر۔"

"تم بالکل بے فکر رہو' تمہاری بیوی محفوظ جگہ ہے ناں؟"

"جی سر۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اور تم نے اسے سمجھا بھی دیا ہے کہ اگر تمہیں واپسی میں زیادہ وقت لگ جائے تو وہ تشویش کا شکار نہ ہو۔"

"سر بہت عرصے سے وہ اپنے میکے جانے کے بارے میں کہہ رہی تھی اور اس کی دلی آرزو تھی کہ وہ کچھ عرصے وہاں جاکر رہے' وہ تو بہت خوش ہوگی۔"

"گڈ اسے خوش ہونے دو' اگر ہم یہاں مشکوک ہوگئے اور یہ صورتحال کچھ زیادہ بگڑ گئی یعنی میں بھی روشنی میں آگیا تو پھر ہمیں سرحد پار کرنی ہوگی' کیا تم میرے ساتھ کچھ کام کرنا پسند کرو گے' دیکھو ارشاد میں تمہیں ایک بات بتادوں' میں بھی دوستوں کا دوست ہوں' میرا عہدہ اس آرگنائزیشن میں کیا ہے یہ تو تمہیں بعد میں ہی معلوم ہوگا' لیکن بہرحال میں جس آدمی کو پسند کرتا ہوں اسے اپنے بہت قریب کرلیتا ہوں' میں ایک معمولی منیجر کی حیثیت سے ان لوگوں کے ساتھ کام کر رہا تھا' حالانکہ تم یقین کرو کہ حاجی غفار جیسے آدمیوں کو میں اپنا ملازم رکھ سکتا ہوں' لیکن کام بہرحال کام ہوتا ہے اور اس کو صحیح طور پر سرانجام دینے کے لیے مختلف روپ دھارنے پڑتے ہیں' تم جیسا آدمی اگر میرے ساتھ شامل ہے تو سمجھ لو کہ تمہاری اپنی حیثیت کیا ہوگی؟"

"سر میری تو یہ خوش قسمتی ہے کہ مجھے آپ کا سہارا حاصل ہوا۔"

"اچھا دوست اب یہ بتاؤ اس وقت ہمارے پاس اہم مسئلہ جو ہے وہ اس موٹر سائیکل کا ہے اس کا ہم کیا کریں؟"

"خیر اسے ہم آسانی سے یہاں سے لے جاکر کہیں دور چھوڑ سکتے ہیں۔"

"ہاں ایسا ہوسکتا ہے' لیکن تم.........."

"میرے لیے آپ جیسا کہیں۔"

"یہ بتاؤ کہ اگر یہاں سے ہٹ کر ہم کسی جگہ چھپنے کی کوشش کریں تو وہ جگہ کون سی ہوسکتی ہے؟"

"سر ویسے تو میری رہائش گاہ بھی ہے جہاں میں رہتا ہوں۔"

"ایں' ہاں ہے تو سہی۔"



"وہاں آپ کو کوئی تکلیف بھی نہیں ہوگی اور کسی کو شبہ بھی نہیں ہوگا۔"

"بات بالکل سچ کہہ رہے ہو' لیکن اگر ستار وغیرہ نے یہ نشاندہی کردی کہ تم وہاں رہتے ہو اور اس معاملے میں ملوث ہو تو.........."

"سر آپ دیکھ لیجئے ویسے میرا خیال ہے ایسا ہو نہیں سکتا؟" جیکب سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

"اصل میں یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اگر حاجی غفار کی کوٹھی پر ریڈ ہوا تو ہمارا یہاں چھپے رہنا کافی مشکل ہو جائے گا' کیونکہ ملٹری اس سلسلے میں ہوسکتا ہے زیادہ ذہانت سے کام لے جائے۔"

"جی سر۔"

"بہرحال تھوڑا سا وقت تو یہاں گزارنا ہی ہے اس کے بعد نکلیں گے۔"

"سر میری ایک رائے ہے۔"

"کیا؟"

"ہمیں یہاں نہیں رکنا چاہیے۔"

"کیا مطلب؟"

"میرے خیال میں اس وقت سب سے بہتر جگہ میرا گھر ہی ہے۔ ویسے آپ جیسا مناسب سمجھیں کیونکہ معاملہ ملٹری کا ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے مجھے غور کرنے دو۔"

"اور یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اب ہمیں جبار کی سپورٹ حاصل نہیں رہی ہے۔"

"ہاں واقعی تمہارا کہنا کافی حد تک درست ہے' تو پھر یوں کریں کہ اب ہم یہاں سے نکلتے ہیں' موٹر سائیکل کو لے جاکر کسی مناسب جگہ چھوڑ دیا جائے گا اور اس کے بعد وہاں سے ٹیکسی کرکے تمہارے گھر چلیں گے۔"

"سر یہاں سے کوئی ایسی چیز تو آپ کو نہیں حاصل کرنی جو ضروری ہو۔" میں نے

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کہا اور جیکب نے مسکرا کر گردن ہلائی۔

"نہیں میرے دوست میں بہت محتاط آدمی ہوں' میں نے کسی بھی جگہ اپنے آپ کو حماقت کا شکار نہیں کیا' اگر اس مسئلے کا پورا معاملہ بھی سامنے آجاتا ہے تو پھنسنے والی شخصیت صرف جبار کی ہوگی بلکہ حاجی غفار بھی اس میں ملوث ہو جائے گا' میں نہیں۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔"

"میں کچی گولیاں نہیں کھیلا ہوا' میں نے جبار ہی کو سارے معاملات میں منظر عام پر رکھا ہے اور خود بس اس کے ملازم کی حیثیت سے رہتا رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے سر۔"

"تم ایک بار پھر سوچ لو' وہ جگہ جہاں تم قیام پذیر ہو کیا مناسب رہے گی؟"

"سر میرے خیال میں وہ ایک بہترین جگہ ہے۔ اس طرف کسی کی توجہ نہیں جا سکتی اور پھر آپ جیسی شخصیت ایک ڈرائیور کے ساتھ بھلا کیسے قیام کر سکتی ہے۔"

"آئیڈیا بہت اچھا ہے تمہارا' تو پھر دیر نہیں کرنی چاہیے نکلیں یہاں سے؟"

"جی سر۔" میں نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد ہم اٹھ گئے پھر تہ خانے سے باہر نکل کر ہم اس راہداری میں آئے اور اس کے بعد موٹر سائیکل لیے ہوئے خاموشی سے پچھلے دروازے سے باہر نکل گئے۔ ابھی تک اس طرف کسی کی توجہ نہیں ہوئی تھی' لیکن میں سمجھتا تھا کہ ایسا لازمی طور پر ہوگا۔ بہرحال واقعات نے ایک ایسا سنسنی خیز رخ اختیار کر لیا تھا کہ میرے لیے بھی سوچنے کی بہت سی باتیں پیدا ہو گئیں تھیں۔ میں موٹر سائیکل ڈرائیو کر رہا تھا اور جیکب میرے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ محتاط نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا جا رہا تھا' پھر ایک جگہ' اس نے میرے شانے کو دباتے ہوئے کہا۔

"یہ جگہ بہت مناسب ہے۔" سنسان سی ایک سڑک تھی' دونوں طرف کھیت بکھرے ہوئے تھے اور تھوڑا سا ڈھلان بھی تھا۔ موٹر سائیکل سے اترنے کے بعد ایک بار پھر اس پر سے انگلیوں وغیرہ کے نشانات صاف کیے گئے اور اس کے بعد میں نے موٹر سائیکل نیچے کھیتوں میں لڑھکا دی اور میں جیکب کے ساتھ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ کافی



دور پیدل چلنا پڑا تھا' لیکن یہ مناسب تھا۔ چاروں طرف رات کے گہرے سناٹے پھیلے ہوئے تھے اور آبادی اپنے اپنے گھروں میں خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ بہت دور پہنچنے کے بعد ہمیں ٹیکسی ملی اور پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر ہم اس جگہ آگئے' جہاں میرا یہ چھوٹا سا مکان تھا' چند لمحات کے بعد میں اپنے اس مکان میں داخل ہو گیا جہاں زندگی کے چھوٹے چھوٹے لوازمات موجود تھے اور ہم بظاہر پرسکون وقت گزار رہے تھے' لیکن میں تو ہر بار یہی کہوں گا کہ میرے لیے جو راستے منتخب کیے گئے تھے ان میں کوئی ترمیم ممکن نہیں تھی چاہے اس کے لیے کتنی ہی کوشش کر لی جائے۔

جیکب میرے ساتھ اندر داخل ہوا اور پھر مسکرا کر بولا۔

"بہت چھوٹی سی جگہ ہے لیکن بے حد پرسکون۔ ویسے ایک بات کی تم مجھے ضرور داد دو گے ارشاد۔"

"کیا سر؟"

"تمہاری بیوی کو میکے بھیجنے کی تجویز دے کر میں نے بہترین کام کیا ہے۔"

"جی واقعی سر۔ اگر وہ یہاں ہوتی تو میں اتنے سکون سے کام نہیں کر سکتا تھا۔"

"ابھی تمہیں اس سے کوئی رابطہ نہیں قائم کرنا چاہیے یہ بالکل مناسب نہیں ہوگا۔"

"سر میں نے اسے پوری طرح سمجھا دیا تھا یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ایک طویل ترین وقت لگ سکتا ہے مجھے' وہ فکر مند نہ ہو اور میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ خود اس بات کی خواہش مند تھی۔"

جیکب ہنسنے لگا' پھر بولا۔ "بیویوں کی خواہش نجانے کیا کیا ہوتی ہیں ہم انھیں سمجھ نہیں پاتے۔ ویسے یہاں کھانے پینے کا کیا بندوبست ہے؟"

"سر گھر میں تمام چیزیں موجود ہیں' ہم لوگ بہرحال ایک پر آسائش زندگی بسر کر رہے تھے۔"

"میں نے تمہیں جو رقم دی تھی وہ تم نے اس کے حوالے کر دی۔"

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"جی سر اور وہ خوشی سے پاگل ہو گئی تھی۔"

"اگر ایک شاندار بنگلہ اعلیٰ درجے کی زندگی اسے حاصل ہو گئی تو پھر اس کی خوشیاں نجانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں گی۔"

"جی سر' مجھے یقین ہے کہ آپ کی مہربانی سے ایسا ضرور ہو جائے گا۔"

"میری مہربانی سے نہیں تمہاری کاوشوں سے۔"

"میں ہر لمحہ آپ کے احکامات کا پابند ہوں۔"

"اگر تم مناسب سمجھو تو اب میں سونا چاہتا ہوں' یہ میری عادت ہے اگر جاگتا رہا تو شدید ذہنی بحران کا شکار ہو جاؤں گا' بہتر یہ ہے کہ میں سو جاؤں۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں سر۔"

"تم بھی آرام کرو۔ میں یہاں دو بستر دیکھ رہا ہوں۔"

"جی سر آپ آرام کریں میری طرف سے بالکل فکر مند نہ ہوں کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیجیے۔"

"نہیں ایسی کسی خاص چیز کی ضرورت نہیں ہے مجھے' میں ہر حال میں گزارا کر لینے کا عادی ہوں۔"

جیکب ایک بستر پر لیٹ گیا۔ میں نے اسے مودبانہ انداز میں ہر سہولت پیش کر دی تھی اور پھر میں خود بھی غسل خانے میں جاکر ہاتھ وغیرہ دھو کر اپنے بستر پر آکر لیٹ گیا' جیکب مجھ سے زیادہ مختلف فطرت کا مالک تھا' تھوڑی دیر کے بعد اس کے خراٹے فضا میں گونجنے لگے۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ خراٹے مصنوعی ہیں یا اصلی' لیکن اس شدید ہنگامہ آرائی سے نمٹنے کے بعد ایک شخص اس طرح پرسکون نیند سو جائے یہ ذرا ناقابل یقین سی بات تھی' لیکن وہ سو رہا تھا' میری سوچوں کا سفر شروع ہو گیا اور میں سوچنے لگا کہ اب مجھے آئندہ کیا کرنا چاہیے۔

بہرحال سوچوں کے دائرے پھیلتے مسکراتے رہے' حاجی غفار اور اس کے بیٹے ستار کے ساتھ نجانے کیا سلوک ہوگا۔ اب مجھے حاجی غفار کی جدوجہد یاد آرہی تھی۔ وہ اپنے



بیٹے ستار کی طرف سے متفکر تھا اور اسے احساس تھا کہ ستار جیکب کے ساتھ مل کر غلط کام کر رہا ہے لیکن اس کے تصور میں بھی نہیں ہوگا کہ اس کے پہلو سے لگے بیٹھے جبار کی اصلیت کیا ہے۔ بہت دیر تک میں انہی سوچوں کا شکار رہا اور اس کے بعد جیکب پر ایک نظر ڈالنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ باہر جانا مشکوک ہو سکتا تھا اگر جیکب کی آنکھ کھل جاتی تو وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ میں کہاں گیا ہوں یا کہاں جا رہا ہوں' لیکن جو باتھ روم ہمارے لیے مخصوص تھا وہ ایسی جگہ تھا کہ کمرے سے اس کا کافی فاصلہ ہو جاتا تھا اور وہاں میں اپنا کام بآسانی کر سکتا تھا۔ چنانچہ اپنی جگہ سے اٹھا اور باتھ روم کی جانب چل پڑا۔ باتھ روم کی لائٹ جلا کر میں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور پھر دیر تک باہر کی سن گن لیتا رہا کہ کہیں میرے اٹھ جانے سے جیکب مشکوک تو نہیں ہو گیا ہے' لیکن کوئی آواز نہیں سنائی دی۔ باتھ روم کے دروازے کے لاک سے بھی باہر جھانک کر دیکھا' کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ اس کے بعد میں نے ٹرانسمیٹر نکال لیا' اور اسے آن کر کے چہرے کے قریب کر لیا۔ دوسرے لمحے فوزیہ جلال کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہاں ہیلو۔"

"فوزیہ بول رہی ہیں؟"

"کون ارشاد!"

"جی۔"

"اوہو تم خیریت سے ہو؟"

"جی۔"

"اور وہ..........؟"

"کون؟"

"وہ جو تمہارے ساتھ تھا۔ میں نام نہیں لوں گی۔"

"کیا آپ کو امیر شاہ صاحب نے بتایا ہے؟"

"مجھے پورے آپریشن کا علم ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں امیر شاہ سے کیا تعلق

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



رکھتی ہوں۔"

"وہ میرے ساتھ ہے۔"

"کہاں ہو؟"

"اپنے اس فلیٹ میں جہاں میں صفیہ کے ساتھ رہتا تھا۔"

"وہ بھی ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا کر رہا ہے؟"

"سو رہا ہے۔"

"مطمئن ہے۔"

"ہاں۔"

"تم وہاں سے صاف بچ کر نکل آئے تھے؟"

"جی آپ کو کیسے معلوم؟"

"او ہو لمحہ لمحہ میرا امیر شاہ سے رابطہ قائم ہے۔"

"امیر شاہ صاحب موجود ہیں؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہ تو آج شاید ساری رات نہ آسکیں۔"

"جی میں جانتا ہوں۔"

"ویسے وہاں آپریشن بالکل کامیاب رہا ہے' بہت سے لوگ مارے گئے ہیں اور جو باقی تھے وہ گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ فوج نے دور دور تک گھیرا ڈال دیا ہے' کمانڈو اس علاقے میں اتر گئے ہیں اور ہر جگہ سے ایسے لوگوں کی نگرانی کر رہے ہیں جن کے بھاگ جانے کا خدشہ ہو' سرحدی محافظوں کو بھی چوکنا کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ٹرک جہاں سے آئے ہیں وہاں کے بارے میں یہی اندازہ ہے کہ انھوں نے سرحد پار کی ہے۔"

"ٹھیک تو اب میں امیر شاہ صاحب سے کب ملاقات کر سکتا ہوں۔"

"تم کس پوزیشن میں ہو؟"



"اس میں کہ آپ لوگ مجھے بالکل کال نہ کریں بلکہ میرا انتظار کریں۔"

"بالکل ٹھیک ہے' میں امیر شاہ سے یہی بات کہہ دوں گی' ویسے تم کسی خطرے میں تو نہیں ہو؟"

"نہیں۔"

"زخمی تو نہیں ہوئے۔"

"نہیں۔"

"اور کچھ..........؟"

"بس اب کچھ نہیں۔"

"تو امیر شاہ سے کب رابطہ قائم کرو گے؟"

"دیکھیے میں کچھ کہہ نہیں سکتا' لیکن کل رات کو نو بجے آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں ضرور ان سے رابطہ قائم کروں گا۔"

"بالکل مناسب رہے گا کیونکہ اس دوران امیر شاہ کی اپنی مصروفیات بھی کچھ زیادہ ہی رہیں گی۔ تمہارا یہ پروگرام بالکل درست ہے۔"

"صفیہ ٹھیک ہے؟"

"بالکل۔ وہ بہت خوش ہے اتنی خوش کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔"

"تھینک یو۔" میں نے کہا۔

"ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ تم خوب اسمارٹ ہو جاؤ' میرا اور تمہارا اپنا بھی تو ایک تعلق ہے۔"

"کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا' اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ بہرحال اب اس سے زیادہ سوچنا حماقت کی بات تھی۔ قدرت کے معاملات جو کچھ بھی ہوتے ہیں وہ تو ہوتے ہی رہیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کل صبح کا آغاز کس طرح ہوتا ہے اور کون کون سے ہنگامے میری زندگی کی جانب رخ کرتے ہیں۔ چنانچہ غسل خانے سے باہر نکلا اور اپنے پلنگ پر آ کر لیٹ گیا۔ جیکب کے خراٹے مسلسل ابھر رہے تھے' ویسے اس وقت میں ان

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



خزانوں کو بھی داد و تحسین دے سکتا تھا' کیونکہ جن حالات کا وہ شکار تھا اس کے بعد اتنی گہری نیند کا آجانا ایک ناقابل یقین سی بات تھی۔ نجانے کب تک میں سوچوں میں گھرا رہا اور اس کے بعد نیند نے مجھے پرسکون کر دیا۔ دوسری صبح جیکب ہی نے مجھے سینے پر ہاتھ رکھ کر جگایا تھا۔ منہ ہاتھ وغیرہ دھو چکا تھا اور مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ سامنے رکھی ہوئی چائے دانی سے چائے کی خوشبو اٹھ رہی تھی اور دو پیالیاں ایک ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں۔

میں ہڑبڑا کر اٹھا تو اس نے کہا۔ "ارے ارے قیامت نہیں آگئی۔ آرام سے اٹھو۔ اصل میں وقت کافی ہو چکا تھا۔ میں نے سوچا کہ تمہیں جگا دوں۔"

"سوری سر مجھے آپ سے پہلے اٹھنا چاہیے تھا۔"

"بھئی اب اس ظاہر داری کو چھوڑو' تم میرے اسسٹنٹ ہی نہیں میرے دوست بھی ہو' کیونکہ تم نے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کیا ہے۔"

"سر آپ نے چائے بھی بنالی۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔ انسان کو کچھ کام اپنے ہاتھوں سے بھی کرنے چاہئیں۔ جاؤ منہ ہاتھ دھوؤ' پہلے چائے پیو اس کے بعد ناشتے کا انتظام تم خود کرو گے۔ میں نے دیکھا ہے یہاں ناشتے کے لیے کافی سامان موجود ہے اور کیوں نہ ہو ظاہر ہے فیملی کے ساتھ رہ رہے تھے' اچھا جاؤ منہ ہاتھ دھو کر تیار ہو جاؤ۔ میں ایک کپ چائے پی چکا ہوں دوسرا کپ تمہارے ساتھ پیوں گا۔"

میں غسل خانے میں آگیا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ بہرحال جیکب صاحب بڑی نرم روی کا مظاہرہ کر رہے ہیں' لیکن ایک نہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب انہیں میری اصلیت کا پتا چلے گا' اس وقت ان کی ذہنی کیفیت کیا ہوگی یہ وہی جان سکتے تھے۔

بہرحال میں واپس بیڈ روم میں آگیا' جیکب نے میرے لیے چائے نکالی اور میں شکریہ ادا کر کے چائے کا کپ لے کر بیٹھ گیا۔ جیکب نے خود بھی اپنے لیے چائے نکال لی تھی اور اس کے چھوٹے چھوٹے سپ لیتے ہوئے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔



میں نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا اور خود بھی خاموشی سے گردن جھکائے چائے پیتا رہا' پھر جیکب نے چائے کا کپ رکھ کر کہا۔

"اب اس طرح معطل ہو کر بیٹھنا تو مناسب نہیں ہوگا ارشاد' تمہارا کیا خیال ہے؟"

"جی سر۔"

"مجھے جانا ہوگا۔"

"جی۔"

"ہاں۔"

"تنہا؟"

"ہاں ارشاد تنہا۔"

"لیکن سر کہاں جائیں گے۔" میں نے سوال کیا اور جیکب سوچ میں ڈوب گیا' پھر بولا۔

"کچھ نکات ایسے ہیں جہاں سے میں صورتحال معلوم کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔ تم میرا مطلب سمجھ رہے ہوگے ان لوگوں کے علاوہ بھی کچھ افراد میرے لیے کام کرتے ہیں' جو وہاں گئے ہوئے تھے اور ان کے بارے میں نہیں معلوم کہ ان کا کیا حشر ہوا' جو لوگ میرے لیے کام کرتے ہیں۔ بہرحال وہ محتاط ہوگئے ہوں گے۔ میں انہی سے رابطہ قائم کر کے ساری تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہوں' یہ بھی دیکھنا ہے کہ حاجی غفار کی کوٹھی کا کیا ہوا اور وہ لوگ کس حال میں ہیں۔ یہ تمام معلومات حاصل کرنا ضروری ہیں۔ تم میرے لیے فکر مند نہ ہونا' تمہارے لیے میری یہی ہدایت ہے کہ یہیں اسی فلیٹ میں رہو۔"

"جی سر۔"

"فکر مند نہ ہونا' بہرحال میں ایک آرگنائزیشن کو ہولڈ کرتا ہوں۔ اب اس قدر چوہا بھی نہیں ہوں کہ اپنی حفاظت نہ کر سکوں۔"

www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"سر اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنی ساتھ رکھیں۔"

"نہیں ہم دونوں اگر پھنس گئے تو مشکل ہو جائے گی' تم جس قدر اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہو' مجھے تمہاری ذات سے یہ امید پیدا ہو چکی ہے کہ اگر میں کبھی کسی مشکل میں پھنس گیا تو تم مجھے اس سے آزاد کرا سکتے ہو۔"

"سر اس کام کے لیے میں اپنی زندگی ہزار بار قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"میرے دوست اب مجھے بار بار اس بات کا یقین نہ دلاؤ جس قدر اعتبار مجھے تم پر ہو گیا ہے میں شاید الفاظ میں اسے بیان نہ کر سکوں۔"

"بہت بہت شکریہ سر۔ آپ کیا طریقہ کار اختیار کریں گے؟"

"بالکل عام ایک معمولی آدمی کی حیثیت سے میں گھٹیا قسم کی سواریوں پر سفر کروں گا تاکہ کوئی میری جانب سے مشکوک نہ ہو سکے۔"

اس کے بعد جیکب نے تھوڑی بہت تیاریاں کیں اور باہر نکل گیا۔ میں کھڑکی میں آکھڑا ہوا تھا اور اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ پیدل بہت دور تک چلتا چلا گیا۔ سڑک کی کیفیت نارمل تھی اور کوئی خاص بات نہیں تھی جس سے یہ احساس ہو کہ میری جانب کسی کی توجہ ہے' لیکن اس کا چلا جانا میرے لیے ذرا سا حیرت ناک تھا۔ پتا نہیں کیا کیا سوچیں ہوں گی اس کے ذہن میں۔ بہرحال یہ تو حالات کی بات تھی۔ میں دعویٰ سے یوں نہیں کہہ سکتا تھا کہ جو کچھ میں نے سوچا ہے اس پر عمل کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ بہرحال یہ ایک طے شدہ بات تھی کہ میں آسانی سے اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ تین ملکوں کا اشتراک اور میرے وطن کے خلاف ......... میں کیا اور میری اوقات کیا' لیکن اپنا فرض میں نے ہمیشہ اسی طرح پورا کیا تھا۔ دوسری جانب کی طاقت پر کوئی توجہ نہیں دی تھی بس اپنی کاوشوں کا آغاز کیا تھا اور آج تک اللہ نے مجھے کامیابی سے ہمکنار کیا تھا۔ اب بھی میں اس کی ذات سے مایوس نہیں تھا' جیکب کے ذریعے میں اس آرگنائزیشن کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرنا چاہتا تھا اور پھر ایک ایسے آرگنائزیشن کو ختم کرنا تو میرا فرض اولین تھا' جو میرے وطن کے خلاف سرگرم عمل ہو اور اس کے بعد آگے بھی بہت کچھ



دیکھنے کا ارادہ تھا اور بہرحال مجھے اس ارادے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا تھا۔

رخسار سے بات کرنے کو دل چاہا اور میں یہ سوچنے لگا کہ اگر میں گھر سے نکل کر کہیں جاتا ہوں تو اس کی کیا نوعیت ہوگی۔ بہرحال فوزیہ جلال سے رات کو بات ہو چکی تھی ہو سکتا ہے اس وقت بھی اس سے گفتگو ہو جائے' البتہ جو کچھ اس نے مجھے بتایا تھا یعنی رخسار سے ملاقات کے لیے' تو فوزیہ سے گفتگو کیے بغیر بھی میں یہ ملاقات کر سکتا تھا اور میں نے ان ذرائع کو ذہن میں لایا جن کے بارے میں مجھے تفصیل بتا دی گئی تھی اور پھر تیار ہو کر باہر نکل آیا۔

یہ ایک انتہائی سنسنی خیز صورتحال تھی ان حالات میں مجھے اس حد تک نہیں جانا چاہیے تھا' لیکن محبت کا ایک الگ جنون ہوتا ہے اور انسان کی سوچ اس کے سلسلے میں نجانے کیا کیا ہوتی ہے اس وقت رخسار سے ملنے کو بے حد دل چاہ رہا تھا۔ یہ بات بالکل نہیں کہی جا سکتی تھی کہ کب مجھے اس سے طویل عرصے کے لیے جدا ہو جانا پڑے۔

پھر اس جگہ پہنچا جہاں رخسار رہتی تھی اور ان ذرائع کو استعمال کیا جو مجھے بتائے گئے تھے تو نہایت آسانی سے مجھے رخسار تک رسائی حاصل ہو گی۔ رخسار خود مجھے دیکھ کر اچنبھے میں پڑ گئی اور اس کی آنکھوں میں محبت کا سمندر موجزن ہو گیا تھا۔

بہرحال چند لمحات ہم اس جذباتی کیفیات کا شکار رہے' پھر رخسار نے کہا۔

"تم اس طرح آجاؤ گے' مجھے امید نہیں تھی فیصل؟"

"میں کسی بھی طرح آ سکتا ہوں رخسار۔"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"اچھا اب مجھے جلدی سے یہ بتاؤ کہ یہاں کے حالات کیا ہیں؟"

"بہت ہی اچھے حالات ہیں' بہت سے ایسے لوگ ہیں یہاں' جن سے شناسائی بے شک تازہ تازہ ہوئی ہے' لیکن کچھ اس طرح کا انداز اختیار کیا ہے انہوں نے جیسے ہم برسوں کے شناسا ہوں۔ خاص طور سے دو لڑکیاں تو میری بڑی گہری دوست بن گئی ہیں' یہیں رہتی ہیں اور ہر طرح سے میرا خیال رکھتی ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے اٹھ کر گئی

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہیں۔"

"رخسار مجھے بے حد خوشی ہے کہ تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہے۔"

"اچھا چھوڑو تم سناؤ؟"

"حالات نہایت سنسنی خیز انداز میں آگے بڑھ رہے ہیں' رات کو کرنل امیر شاہ نے ایک خوفناک ریڈ کیا ہے ابھی تک اس کے نتائج مجھے معلوم نہیں ہوسکے' لیکن یہ سمجھ لو کہ یہاں جو چکر چل رہا تھا اس کا اختتام ہوگیا ہے۔"

"ہوگیا ہے۔" رخسار حیرت سے بولی۔

"ہاں"

"تو پھر اب۔"

"رخسار میں تمہیں مکمل تفصیل بتا رہا ہوں' تم سے مشورہ بھی درکار ہے مجھے۔"

میں نے کہا اور پھر رخسار کو اس آرگنائزیشن کے بارے میں بتانے لگا۔ اس سے پہلے میں نے اسے وہ تمام تفصیلات بتائی تھیں' جو اس کارروائی کے سلسلے میں عمل میں آئی تھی' رخسار حیرت و مسرت سے یہ ساری تفصیلات سن رہی تھی' پھر اس نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ اسلحے کے تاجر تھے۔"

"تاجر کہنا مناسب نہیں ہے۔ یہ ملک دشمن ہیں اور ہمارے وطن میں بدامنی پھیلانا چاہتے تھے۔"

"ظاہر ہے ان کے لیے معافی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔" رخسار نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں رخسار' یہ لوگ ناقابل معافی ہیں' لیکن یہ لوگ کیفر کردار کو پہنچ بھی گئے' جیکب بچا ہے' کرنل امیر شاہ کے تعاون کے ساتھ مجھے اب جیکب کے ساتھ رہنا ہے اور دیکھنا ہے کہ اس کی یہ آرگنائزیشن میرے ملک کے خلاف اور کیا کیا کارروائی کر رہی ہے' نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہ تین ممالک کون ہیں اور کیا کیا کر رہے ہیں۔"

رخسار نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا' پھر آہستہ سے بولی۔ "اس کا مطلب



ہے فیصل؟"

"ہاں رخسار اس کا وہی مطلب ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔"

"تو تمہارا کیا خیال ہے' کیا میں یہ مطلب سمجھ کر ہراساں ہو رہی ہوں۔"

"نہیں رخسار' تمہاری اسی ادا نے تو مجھے دیوانہ کیا ہوا ہے۔"

"فیصل میں تمہارے ساتھ جسمانی طور پر کوئی تعاون نہیں کرسکتی' تو کیا ذہنی طور پر بھی میں اس قدر ناکارہ ہوں۔"

"نہیں رخسار۔"

"دیکھو فیصل ہم نے زندگی کا ایک محور بنایا ہے اور ہماری زندگی کا سب سے دلکش مرحلہ وہی ہے کہ ہم وطن کے لیے کچھ کر رہے ہوں باقی جہاں تک ہمارے اپنے جذبات اور احساسات کا تعلق ہے تو بار بار یہ کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ میں نے کبھی تمہیں اپنے آپ سے دور نہیں پایا۔ میں ہر لمحہ تمہیں اپنے سینے میں رکھتی ہوں' تمہارا لمس بے شک میرے لیے قیمتی ہے' لیکن تمہارا تصور بھی اس سے کم قیمتی نہیں ہوتا۔ میں تمہارے لیے دعائیں کرکے جب دل میں سکون محسوس کرتی ہوں تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ میری دعائیں قبول ہوگئیں۔ فیصل ہم انوکھے لوگ ہیں' ہم اس دنیا سے وہ رابطہ نہیں رکھتے جو اس دنیا میں رہنے والے رکھتے ہیں' ہم اپنا ایک انفرادی مقام چاہتے ہیں اور تم یقین کرو اگر کبھی وطن کے لیے کوئی خدمت سرانجام دیتے ہوئے تم خوانخواستہ اس دنیا میں نہیں رہے تو میں سوگ نہیں مناؤں گی بلکہ فخر سے سینہ تان کر کہوں گی کہ فیصل تھا ہی ایسا' یہی اس کا مسلک تھا اور یہی اس کا مقصد۔"

"تھینک یو رخسار تھینک یو ویری مچ۔" میں نے کہا۔ میرے ہونٹوں پر ایک دلدوز مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے چند لمحات خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ٹھیک ہے دنیا نے میرے ساتھ بہت بہتر سلوک نہیں کیا۔ وہ لوگ ہمیشہ مجھ سے چھینتے رہے ہیں کبھی میری شناخت' کبھی میرے دوست' کبھی میری کاوشیں' لیکن وہ لوگ ہیں میرا وطن' میرے وطن نے مجھے محبت دی ہے' پیار بھی دیا ہے' سکون بھی دیا ہے اور

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



رخسار بھی دی ہے۔ بہت کچھ دیا ہے انھوں نے مجھے' جن لوگوں نے جو کچھ مجھ سے لے لیا ہے مجھے اس کی چنداں فکر نہیں ہے' زندہ رہا تو ان سے اپنا سب کچھ واپس لے لوں گا رخسار......... بہرحال تم سے ملاقات کرکے دل کو بے حد طمانیت محسوس ہوئی ہے' اصل میں میرا منصوبہ یہ ہے کہ اگر جیکب یہ ملک چھوڑنا چاہے اور مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہے تو میں اس کے ساتھ چلا جاؤں گا اور اس کے بعد واپسی کا کوئی صحیح تعین نہیں کیا جاسکتا۔"

"میں نے تم سے پہلے بھی کہہ دیا تھا فیصل کہ میرے لیے فکر مند نہ ہونا۔"

"اب تو بالکل نہیں ہوں۔" میں نے جواب دیا' پھر کافی وقت میں نے رخسار کے ساتھ گزارا تھا۔ کرنل امیر شاہ سے رات کے نو بجے ملاقات کرنی تھی اس لیے میں نے دوبارہ کوئی رابطہ نہیں کیا' پھر جب شام کے جھٹپٹے فضا میں اتر آئے تو میں نے رخسار کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر تقریباً ساڑھے سات بجے اسے خدا حافظ کہہ کر وہاں سے نکل آیا۔ محتاط انداز میں سفر کرتا ہوا میں آخر کار اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا تھا۔ پورا دن کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی البتہ دل میں ایک بار یہ خیال ضرور آیا تھا کہ حاجی غفار کی کوٹھی کی طرف ایک چکر لگاؤں' لیکن حد سے زیادہ آگے بڑھنا بھی بعض اوقات نقصان کا باعث بن سکتا ہے اس لیے میں نے اس خیال پر عمل نہیں کیا اور اپنی رہائش گاہ پر آکر آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ جیکب شاید کسی لمبی ہی مصروفیت میں تھا۔ بہرحال یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ واپس آیا ہو اور اگر یہاں آکر اس نے مجھے نہ پایا ہو تو وہ مجھ سے اس بارے میں سوال کرسکتا ہے اس کے لیے کوئی مناسب جواب تلاش کرنا ہوگا۔

وقت گزرتا رہا' ساڑھے آٹھ پھر نو بج گئے' ٹھیک نو بجے میں نے دروازہ مضبوطی سے بند کیا اور احتیاط کے پیش نگاہ غسل خانے میں داخل ہوکر لائٹ جلالی۔ کرنل امیر شاہ سے باتیں کرنے کے لیے محتاط طریقہ کار اختیار کرنا تھا۔ غالباً ادھر بھی فوزیہ جلال نے کرنل امیر شاہ کو یہ بتا دیا تھا کہ ٹھیک نو بجے میں اس سے رابطہ قائم کروں گا اور یہ بھی بتا دیا ہوگا اس نے کہ وہ مجھ سے رابطہ قائم نہ کرے۔ کیونکہ جب میں نے ٹرانسمیٹر پر انھیں کال کیا



تو دوسرے لمحے مجھے کرنل امیر شاہ کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو۔ ہاں کرنل امیر شاہ بول رہا ہے کون ارشاد۔"

"سر آپ کا خادم۔"

"ارشاد میرا خادم نہیں' میرا دوست' میرا بھائی' میرا ہم وطن' میرے وطن کا محافظ' وہ جس کے لیے میں اپنے پاس صحیح الفاظ نہیں پاتا۔"

"شکریہ! امیر شاہ صاحب' میں آپ سے بات کرنے کے لیے بے چین تھا' اب یہ بتایئے کہ آپ کے معمولات ختم ہوگئے' آپ کی مصروفیات؟"

"ہاں میں نے پورا کیس اعلیٰ حکام کے ہینڈ اوور کردیا ہے اور اب اعلیٰ حکام اس کیس کی ریڈنگ کررہے ہیں۔"

"سر۔ سارے معاملات بخیرو خوبی ہوگئے؟"

"ہاں۔ واقعی تم نے سب سے بڑا کام وہ کیا تھا جب اس شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا جو ہمیں دیکھنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا کھیل ہی بگڑ گیا تھا۔"

"جی سر۔"

"میں نے فوزیہ کو بتایا تو وہ یقین کرنے پر تیار نہیں ہوئی اور شاید وہ ابھی تک میری اس بات سے مشکوک ہے۔"

"سر جب کام کیا جاتا ہے تو پھر آنکھیں کھول کر کیے جاتا ہی بہتر ہوتا ہے اب آپ یہ فرمایئے کہ میں آپ کو تفصیلات بتاؤں یا پہلے آپ مجھے تفصیل بتائیں گے اور ایک بات اور ذہن نشین کرلیجیے۔ اس وقت جیکب میرے پاس موجود نہیں ہے لیکن کسی بھی لمحے آسکتا ہے وہ آجائے گا تو ہمیں سلسلہ گفتگو منقطع کرنا پڑے گا۔"

"تم فکر مت کرو' جب بھی تمہیں اندازہ ہو جائے کہ وہ آگیا ہے فوراً ٹرانسیٹر بند کردینا بعد میں جب تم دوبارہ مجھ سے رابطہ قائم کروگے تو ہم لوگ بقیہ تفصیل معلوم کرلیں گے۔"

"تو پھر آپ مجھے بتایئے' میں آپ کو بتاؤں یا آپ مجھے تفصیل بتائیں گے؟"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"بہتر ہے کہ تم مجھے آگے کے بارے میں بتا دو تاکہ میں حالات سے آگاہ رہوں' بعد میں موقع ملا تو میں تمہیں پوری تفصیل بتادوں گا۔ موقع ملنے سے میری مراد سمجھ رہے ہو نا کہ جیکب نہ آجائے۔ ویسے میں تو اس وقت فارغ ہوں اور فوزیہ جلال کے ساتھ بیٹھا صرف تمہاری کال کا انتظار کر رہا تھا۔"

"ٹھیک ہے سر۔ میں وہیں سے تفصیل بتاتا ہوں جہاں سے میں اسے موٹر سائیکل پر لے کر فرار ہوا تھا۔"

"مناسب۔" امیر شاہ نے کہا اور میں نے اسے شروع سے لے کر اب تک کی پوری داستان سنا دی۔ امیر شاہ اس طرح خاموش تھا کہ مجھے احساس ہوا کہ وہ لائن پر نہیں ہے۔

"ہیلو۔" میں نے اسے پکارا۔

"ہاں۔ میں سن رہا ہوں۔"

"یہ مکمل تفصیل ہے۔"

"تہ خانے کے راستے کے بارے میں بتاؤ گے؟"

"کوٹھی کے عقبی حصے سے داخل ہونا پڑتا ہے۔ جہاں سے نیچے جانے کا راستہ ہے ایسی جگہیں سرحدوں کی تعمیر میں بیکار بچ جاتی ہیں۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ ہاں تمہیں جبار کی لاش کے بارے میں معلوم ہے؟"

"وہیں کسی گہری جگہ موجود ہے۔"

"او کے اور اب وہ کیا کرتا ہے؟"

"میرا خیال ہے اب وہ سرحد عبور کرے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"یہ میرا آئیڈیا ہے۔"

"یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس کے اور ساتھی کہاں ہیں؟"

"نہیں سر۔"



"یہ بھی نہیں پتا چل سکا کہ وہ یہاں سے کہاں جائے گا؟"

"ابھی نہیں سر۔"

"او کے پھر کیا خیال ہے اسے گرفتار کرلیں؟"

"نہیں سر۔"

"کیا مطلب؟" امیر شاہ حیرت سے بولا۔

"سر آپ نے میری سنائی ہوئی پوری کہانی غور سے نہیں سنی۔" میں نے کہا۔

"میرا خیال ہے میں نے غور سے سنی ہے۔"

"اس میں ایک تنظیم کا ذکر ہے اور تین ملکوں کا جو میرے وطن کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔"

"ہاں۔ مجھے یاد ہے۔"

"ان سب کو چھوڑ دیں گے سر؟"

"کیا مطلب؟"

"اکیلے مجرم کو پکڑنے سے کیا فائدہ۔ مقابلے پر تنظیم اور تین ملک ہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"خود ہی پلائی ہے سر۔ اب نشہ ہوا ہے تو نشہ توڑنا چاہتے ہیں۔ اب تو چڑھی ہے اسے شباب تک پہنچنے دیں پوری تنظیم ختم ہو تو مزہ ہے۔ دشمن ملکوں کو غزل کا جواب ملے تو مشاعرے کا لطف آئے۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ارشاد۔" کرنل شاہ حیرانی سے بولا۔

"آپ سے زیادہ انھیں سمجھنے والا کون ہو سکتا ہے۔ موسموں کے ہر طوفان کو بھلا کر' اپنے گھروں سے دور دشمن کی گولیوں کی چھاؤں میں کون ہوشمند زندگی گزارتا ہے۔ یہ وطن کے پیار کی شراب ہی تو ہوتی ہے جو عقل و ہوش سے بیگانہ کرکے صرف اپنے عشق میں گرفتار کرلیتی ہے۔ ہم نے بھی پی ہے۔ اسے چڑھنے دیں کچھ کرنے دیں۔"

امیر شاہ کی آواز بھرا گئی۔ "ارشاد!" وہ آہستہ سے بولا۔

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"لہلہاتے ہوئے کھیتوں کی قسم' منڈلاتی ہوئی تتلیوں کی قسم' ماں کے سر' پاؤں کی جوتیوں کی قسم اور ماں جائی کی چوڑیوں کی قسم کچھ کرنا ہے سر۔ اب کچھ کیے بغیر مزہ نہیں آئے گا۔"

امیر شاہ دیر تک کچھ نہیں بولا۔ میں نے پھر اسے آواز دی۔ تو وہ بولا۔ "تم نے پاگل کر دیا ہے ارشاد۔ تمہارے الفاظ نے دیوانہ کر دیا ہے مجھ سے ملو۔ کوئی غلط فیصلہ نہ کرو۔"

"فیصلہ تو غلط نہیں ہے سر۔"

"میری بات کو سمجھو۔ تمہاری کوئی تربیت نہیں ہے۔ بالکل تنہا ہو تم۔"

"نہیں سر۔ میرے ساتھ میرے وطن کے بارہ کروڑ ہیں۔ ان کی دعائیں ہیں۔"

"اللہ تمہیں ان دعاؤں کی چھاؤں میں رکھے لیکن میری بات تو سنو' مجھے بتاؤ تو' کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"سر' میں جیکب کی گردن اتار کر آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔ یقین کریں بڑی آسانی سے میں یہ کام کروں گا لیکن اس نے ایک آرگنائزیشن کی بات کی ہے جو میرے وطن کے خلاف سرگرم عمل ہے میں اس کی جڑیں کھود کر پھینکوں گا۔ جیکب کو سرحد پار لے جاؤں گا۔ میں نے اس کا اعتماد حاصل کیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔"

"کب روانہ ہو گے؟"

"کچھ نہیں جانتا سر۔"

"خدا جانے تم نے کیا سوچا ہے۔"

"سر میں بالکل ٹھیک جا رہا ہوں۔ مجھے میرا کام کرنے دیں۔ میرا صرف ایک کام کریں۔"

"کہو ارشاد۔"

"صفیہ۔۔ میری امانت۔"

"خدا کی قسم ارشاد۔ وہ تو اب ایک وطن دوست کی امانت ہے۔ میرے الفاظ



تمہیں یاد ہوں گے۔"

"ہاں شکریہ۔ اب مجھے اور کچھ نہیں بتائیں گے؟"

"ہاں۔ چھاپہ مکمل طور پر کامیاب رہا لیکن افسوس ہمیں کوئی زندہ انسان نہیں مل سکا۔ انھوں نے مقابلہ کیا سب مارے گئے اسلحہ مل گیا ہے۔ شناخت نہیں ملی۔ حاجی غفار اور ستار کو گرفتار کر لیا گیا ہے مگر اب معاملہ ہی دوسرا ہے۔"

"دونوں بے گناہ ہیں۔"

"نئی رپورٹ دوں گا۔ فکر مت کرو۔ جبار کی لاش مل جانے کے بعد کیس بدل دوں گا۔ پورے ملک میں گرفتاریاں متوقع ہیں۔ حالانکہ مجھے جیکب کی ضرورت ہے۔ وہ بہت سے لوگوں کی نشاندہی کر سکتا ہے۔ ایک اور کام ہو سکتا ہے ارشاد۔"

"کیا سر؟"

"تم اسے گرفتار ہونے دو ہم اسے بعد میں تمہارے ذریعے فرار کرا دیں گے۔"

"سر وہ آرگنائزیشن کے سربراہان میں سے ہے۔ اس کھیل کو آسانی سے سمجھ جائے گا۔ آپ ایک اور کام کر لیں۔"

"بولو۔ کیا؟"

"کچھ ٹھکانوں کے پتے نوٹ کر لیں۔ یہاں کتنے لوگ ہیں انھیں گرفتار کر لیں۔ یہاں شاید آپ کو ریکارڈ بھی ملے۔ اس سے کام چلائیں جیکب کو بھول جائیں۔"

"پتے نوٹ کراؤ۔"

"آپ کے پاس نوٹ بک اور قلم ہے؟"

"رکو۔" امیر شاہ نے کہا اور پھر کچھ لمحوں کے بعد بولا۔ "ہاں بتاؤ۔" میں نے اسے کئی پتے نوٹ کرائے جن میں جیکب کی رہائش گاہ کا پتا بھی تھا۔

"اوکے مگر تم۔ کیا میں تمہارے لیے پریشان نہ رہوں گا۔"

"میں آپ کے اس مشن میں کام آ چکا ہوں۔ اس وقت تک آپ سے رابطہ رکھوں گا جب تک ممکن ہو سکا اور اس کے بعد آپ صرف مجھے اپنی دعاؤں میں یاد

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



رکھیں۔ سر باہر آہٹیں ابھر رہی ہیں۔ میرے خیال سے وہ آگیا ہے۔"

"خدا حافظ۔" امیر شاہ نے کہا اور میں ٹرانسمیٹر بند کر کے باہر آگیا۔ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔ جیکب اندر آگیا تھا۔ بہت تھکا تھکا افسردہ نظر آرہا تھا۔

"سر خیریت ہے؟"

"ہاں خیریت ہی ہے۔"

"کوئی رپورٹ۔"

"نہیں کوئی خاص نہیں۔ کچھ لوگوں سے رابطے کرنا چاہتا تھا لیکن کامیابی نہیں حاصل ہو سکی۔"

"کون لوگ ہیں سر؟"

"میرے آدمی۔"

"سر ایک سوال کرنا چاہتا ہوں؟"

"ہاں کہو۔"

"کیا ان میں کوئی ایسا ہے جو ہماری نشاندہی کر سکے؟"

"کیسی نشاندہی؟"

"جو تنظیم کے بارے میں بتا سکے؟"

"کچھ ایسے ہیں۔"

"میں اس کے لیے کچھ کر سکتا ہوں؟"

"تم؟"

"جی سر۔"

"ضرور کر سکتے ہو لیکن تم اس وقت میرے لیے ہر شخص سے زیادہ قیمتی ہو' میں تم جیسے انمول ہیرے کی سب سے زیادہ حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔"

"تھینک یو سر لیکن میں۔"

"نہیں ارشاد۔ مجھ سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ بہت بڑی بڑی غلطیاں ہوئی ہیں۔" وہ



بولا۔ لیکن میں خاموش رہا یہ سوال اس سے کرنا مناسب نہیں تھا کہ اس سے کیا غلطیاں ہوئی ہیں پھر وہ خود ہی بولا۔ "اصل میں جو کچھ ہوا ہے اچانک ہوا ہے۔ اس سے قبل مکمل کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں اس لیے کوئی خیال نہیں آیا۔ ایک الجھن سب سے بڑی ہے۔"

"کیا سر؟"

"کچھ ریکارڈ ہے۔ وہ اگر کسی کے ہاتھ لگ گیا تو بہت سے لوگ مشکل میں پڑ جائیں گے۔"

"کون لوگ؟"

"ہمارے کلائنٹ۔"

"سر وہ ریکارڈ کہاں ہے؟" میں نے نتھنے پھلا کر کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر مسکرا کر بولا۔

"نہیں ڈیئر۔ میں تمہیں کسی خطرے میں نہیں پڑنے دوں گا۔ معاملہ فوج کا ہے۔"

"سر میں۔"

"نہیں میری جان۔ سب ٹھیک ہے۔ ویسے بھی اب ہم یہاں نہیں رک سکتے۔ میں کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگا آیا ہوں۔ ہمارا یہاں سے نکلنا سب سے اہم کام ہے اور پھر کلائنٹ وہ خود اپنا دفاع کریں گے۔ ہمیں جو کچھ کرنا تھا کر چکے ہیں۔ ہاں۔ کچھ کھلاؤ۔"

"جی سر۔"

باقی رات اطمینان سے گزری تھی۔ کوئی خاص بات نہیں ہوئی دوسرے دن ہم دونوں گھر میں اینڈتے رہے تھے البتہ رات کو وہ تیار ہو گیا۔

"میں ذرا جا رہا ہوں۔ تم دروازہ کھلا چھوڑ کر سو جانا۔ میں کب آؤں گا خود نہیں جانتا لیکن آؤں گا ضرور۔"

"اوکے سر۔" وہ چلا گیا اور میں وقت گزارتا رہا پھر رات کو نو بجے میں نے امیر شاہ کو کال کیا۔ فوزیہ جلال تھی۔

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ارشاد ہوں۔"

"ہیلو ارشاد۔ امیر شاہ تمہارے لیے فکر مند ہیں۔"

"آپ انھیں سمجھائیے اور صفیہ کا خیال رکھیے۔"

"دیکھو تمہاری کوئی تربیت نہیں ہے۔ جو کچھ کر چکے ہو وہ وطن کے لیے کارنامہ ہے۔ امیر شاہ تمہارے لیے بہت کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"میں ان سے بات کر چکا ہوں۔"

"وہ مطمئن نہیں ہوئے۔"

"میں مطمئن ہوں۔"

"خدا تمہاری حفاظت کرے۔"

"اس کے بعد کیا رہ جاتا ہے۔ بہن کی دعا کافی ہے۔"

"تم نے امیر شاہ کو کچھ پتے دیے تھے؟"

"ہاں۔ کیا رہا؟"

"زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ کچھ ایسا ریکارڈ ملا ہے جس سے اہم ترین انکشافات ہوئے ہیں۔ امیر شاہ اسی کام میں مصروف ہیں۔"

"شکر ہے میں شاہ صاحب کے لیے کارآمد ثابت ہو رہا ہوں۔" میں نے کہا۔

"صرف کارآمد نہیں۔ امیر شاہ تو تمہارے گن گاتے گاتے نہیں تھک رہے۔"

"اوکے سسٹر۔ نہیں کہہ سکتا کہ دوبارہ بات کرنے کا موقع حاصل ہو یا نہ ہو۔ آخری بار صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں کہو۔"

"صفیہ کا خیال رکھیے۔ میری کاوشوں کا اس سے بڑا صلہ اور کوئی نہ ہوگا۔"

"خدا کی قسم اسے بھی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔" فوزیہ جلال نے کہا اور میں نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا پھر بہت دیر تک جاگتا رہا پھر نیند آگئی۔ رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا کہ کسی نے جھنجھوڑ کر جگا دیا۔ جیکب کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا میں ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔



"ارشاد۔ نیند بھگا دو۔"

"خیریت سر؟"

"چلنا ہے۔"

"جی۔ ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور مستعدی سے کھڑا ہو گیا۔

"غسل خانے میں جا کر منہ ہاتھ دھولو۔" اس نے کہا اور میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ وہ بہت بے چین نظر آ رہا تھا۔ بہرحال میں نے اس سے کچھ نہ پوچھا اور اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔

"کچھ دور پیدل چلنا پڑے گا۔" وہ میرے ساتھ چلتا ہوا بولا۔

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بمشکل ہم چلتے رہے۔ کوئی دو فرلانگ کا فاصلہ طے کرنا پڑا۔ اس کے بعد ہم ایک ٹرک کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ دیوہیکل ٹرک پر کوئی نشان نہیں تھا جس کا مطلب تھا کہ یہ کم از کم حاجی غفار کا ٹرک نہیں ہے۔ جیکب نے جیب سے چابی نکال کر مجھے دی اور بولا۔

"چلو اسٹیئرنگ سنبھالو۔" میں خاموشی سے ٹرک پر چڑھ گیا۔ وہ میرے قریب آبیٹھا تھا۔ "ویرا کراس چلنا ہے۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔" میں نے ٹرک تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ وہ گم صم بیٹھا تھا۔ میں نے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ کافی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر وہ بولا۔ "تم نیند میں تو نہیں ہو ارشاد؟"

"نہیں سر۔ کوئی غلطی ہوگئی؟" میں نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ تمہاری خاموشی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔"

"نہیں سر۔ میں ٹھیک ہوں۔"

"ہم اچانک بہت سی مشکلوں میں گھر گئے ہیں۔"

"جی سر۔"

"پوچھو گے نہیں کہ وہ کیا مشکلیں ہیں؟"

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"سر آپ مناسب سمجھیں تو بتا دیں۔"

"میرے تمام ٹھکانوں پر چھاپے پڑ گئے۔ وہ ریکارڈ بھی فوج کے قبضے میں آ گیا جسے میں بچانا چاہتا تھا۔ اس سے ہمیں بڑے نقصانات پہنچ سکتے ہیں۔"

"سر کام بڑے پیمانے پر ہوا ہے؟"

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"سر ایک سوال کروں؟"

"ہوں۔"

"آپ ڈیرا کراس کیوں جا رہے ہیں۔ کیا وہاں فوج نہیں ہوگی؟"

"نہیں ہے۔ میں معلوم کر چکا ہوں۔ کارروائی کے بعد فوج وہاں سے ہٹ گئی ہے۔"

"ٹھیک۔"

"ہمیں وہیں سے سرحد عبور کرنی ہوگی۔" اس نے کہا اور میں نے چونکنے کی اداکاری کی۔ یہ ضروری تھا کہ وہ شک کا شکار نہ ہو۔ وہ فوراً بولا۔ "ہاں ارشاد۔ ہم سرحد عبور کر رہے ہیں لیکن میں تمہیں یہ ضرور بتاؤں کہ یہ سرحدیں عام لوگوں کے لیے حیثیت رکھتی ہیں ہمارے لیے نہیں۔

"میں سمجھا نہیں سر۔"

"ہم کسی نہ کسی طرح کام چلا ہی لیتے ہیں۔" اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"جی سر۔"

اس لیے تم فکر مند نہ ہونا۔ تمہاری یہاں واپسی کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ یہ مجبوری ہے ورنہ میں کوئی اور بندوبست کرتا تم ابھی نہیں سمجھ سکو گے کہ یہاں ناکام ہونے کے بعد ہمیں کیا کیا مشکلات پیش آ گئی ہیں۔"

"میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں سر۔" میں نے کہا اور وہ پھر خاموش ہو گیا پھر ہم سڑک سے اتر کر ناہموار راستوں پر چل پڑے۔ ٹرک کی ہیڈ لائٹس بجھا دی گئیں اور



ہم صرف ستاروں کی مدھم روشنی سے کام چلاتے رہے۔ اب ایسے راستے آ گئے تھے جن سے میں ناواقف تھا چنانچہ وہ مجھے راستہ بتانے لگا۔ ایک درہ عبور کرنے کے بعد اس نے اچانک مجھے آواز دی اور میں اسے دیکھنے لگا۔

"ٹرک روکو۔ انجن بند کرو۔" اس نے کہا۔ میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔

وہ بولا۔ "ارشاد وہ دو پہاڑیاں نظر آ رہی ہیں؟"

"جی سر" میں نے اس کے اشارے پر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان کے درمیان ایک پتلا درہ ہے لیکن اتنا ہے کہ ٹرک اس سے گزر سکے۔ ہمیں وہی درہ عبور کرنا ہے۔ اس کے اختتام تک پہنچ گئے تو سمجھو ٹھیک ہو گیا۔ بس یہی سب سے مشکل مرحلہ ہوگا۔"

"جی سر۔"

"تیار ہو؟"

"جی ہاں۔"

"تو میں پیچھے جا رہا ہوں۔ وہاں مشین گن فٹ ہے اگر کوئی خاص ضرورت پیش آ گئی تو میں مشین گن سنبھالوں گا۔ تم ساری مہارت اس درے کو عبور کرنے میں صرف کر دینا۔"

"ٹھیک ہے سر۔"

"یار کہیں تو تشویش کا اظہار کیا کرو۔ تم بس روبوٹ کی طرح ہر بات پر جی سر کہتے ہو۔"

"اس کی وجہ ہے سر۔"

"کیا؟"

"میں آپ کے لیے ہر کام کرنا چاہتا ہوں۔ ہر اس حکم کی تعمیل کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے منہ سے نکلے۔" میں نے کہا اور وہ خاموش ہو گیا پھر کچھ دیر کے بعد بولا۔

"چلو۔ ٹرک اسٹارٹ کرو۔" میں نے اگنیشن میں چابی گھمائی اور تیار ہو گیا۔ میں

ندیم
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے پہاڑیوں کے راستے کو نگاہ میں رکھا تھا اور رکاوٹوں کا اندازہ لگالیا تھا۔ وہ ٹرک کے پچھلے حصے میں چلا گیا اور دوسری طرف جا کر اس نے مجھے چلنے کی ہدایت کی۔ میں نے ٹرک آگے بڑھا دیا۔ رفتار کافی تیز رکھی تھی۔ طاقتور انجن راستے کی رکاوٹوں کو خاطر میں نہیں لارہا تھا اور میری ہر ہدایت پر عمل کر رہا تھا۔ میں درے میں داخل ہو گیا اور پھر میں نے اندھا دھند ٹرک دوڑانا شروع کر دیا۔

لیکن جیکب کا اندازہ بھی درست ہی تھا۔ بلندیوں سے اچانک آتش و آہن کی برسات ہو گئی۔ آگ کی سرخ لکیریں ٹرک کے آگے پیچھے زمین ادھیڑنے لگیں۔ لیکن کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا سوائے اس کے کہ میں ٹرک کے ایکسیلیٹر کو دبائے رکھوں۔ یہ بھی زندگی کا سب سے سنسنی خیز تجربہ تھا۔ بھاری ہتھیاروں کا ایک بھی نشانہ کارگر ہو جائے تو کیا ہو گا۔ میں جانتا تھا۔ البتہ ایک بات پر مجھے حیرت ہوئی۔ جیکب نے ابھی تک مشین گن نہیں استعمال کی تھی۔ اس کی وجہ بھی میں نے خود تلاش کر لی۔ ہم پر حملہ اوپر سے ہو رہا تھا مشین گن تو صرف ان لوگوں کو نشانہ بنا سکتی تھی جو عقب سے تعاقب کریں۔

"بلندیوں سے برسنے والی آگ راستے روشن کر رہی تھی اور میں انہی کی روشنی میں تنگ درے میں ٹرک دوڑا رہا تھا۔ ہر خوف ہر احساس سے بے نیاز ہو کر۔ یہاں تک کہ پہاڑیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میں نے زندہ سلامت درہ عبور کر لیا۔ سامنے میدان تھا اور کافی فاصلے پر درختوں کا سلسلہ نظر آرہا تھا۔ اچھا خاصا گھنا جنگل معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اب بھی ٹرک کی رفتار کم نہیں کی حالانکہ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ میں نے سرحد عبور کر لی ہے اور اب ہم غیر سرحد میں ہیں لیکن پھر بھی جیکب نے مجھے کوئی ہدایت نہیں دی تھی۔ جنگل قریب آتا جارہا تھا البتہ ٹرک کے انجن نے آواز بدلنا شروع کر دی۔ ویسے بھی پیروں کے پاس مجھے سخت ہیٹ محسوس ہو رہی تھی۔ ٹرک کے انجر پنجر ہل گئے تھے اگر وہ غیر معمولی نہ ہوتا تو اب تک کبھی کا جواب دے گیا ہوتا لیکن بہرحال اس نے جو مسافت طے کی تھی اس کے بعد اس سے اور توقع نہیں کی جاسکتی تھی پھر بھی میں نے اس کے ساتھ رعایت نہیں کی اور وہ جھٹکے لینے لگا۔ میں نے سفید دھواں رعایت نہیں کی اور وہ جھٹکے



لینے لگا۔ میں نے سفید دھواں خارج ہوتے ہوئے دیکھا۔ آخر کار انجن نے زور زور سے کئی جھٹکے لیے اور اس کے بعد دم توڑ دیا۔"

میں نے گہری سانس لی اور جیکب کے مخاطب کرنے کا انتظار کرنے لگا۔ ایک منٹ......... دو منٹ گزر گئے لیکن مجھے جیکب کی آواز نہیں سنائی دی۔ معاً میرے بدن میں سنسنی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ٹرک کے اوپری حصے پر ترپال کا ہڈ بنا ہوا تھا اور پہاڑیوں کی بلندیوں سے ہونے والی فائرنگ شدید تھی۔ میں تو بچ گیا لیکن کہیں مسٹر جیکب.........

اس خیال نے مجھے بدحواس کر دیا اور میں پھرتی سے دروازہ کھول کر نیچے کود پڑا۔

"مسٹر جیکب۔" میں نے آواز دی اور ٹرک کے عقبی حصے میں دیکھا۔ مجھے میری پکار کا جواب نہیں ملا۔ تو میں ٹرک پر چڑھ گیا۔ ٹرک خالی تھا۔ بالکل خالی۔ نہ اس میں مسٹر جیکب موجود تھے، نہ مشین گن۔ میری عقل چکرا کر رہ گئی۔ یہ کیا ہوا۔ جیکب کہاں گیا۔ میں نے ٹرک کو خوب غور سے دیکھا۔ اس میں خون کے نشانات بھی نہیں تھے البتہ ہڈ میں بڑے بڑے سوراخ ضرور نظر آرہے تھے۔ کیا وہ مشین گن سمیت کہیں کود گیا مگر کہاں اور اس سے اسے کیا حاصل ہوا۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ کچھ دیر وہیں رک کر کھوپڑی کھجاتا رہا۔ یہ غیر متوقع تھا اور مجھے اس واقعہ کی سنسنی خیزی کا احساس ہو رہا تھا۔ اس طرح تو سب کچھ چوپٹ ہو گیا تھا۔ اب میں کیا کروں؟ مقصد ہی فوت ہو گیا تھا اور میں دیار غم میں احمقوں کی طرح موجود تھا۔

پھر اچانک میری چھٹی حس جاگ اٹھی۔ مجھے احساس ہو گیا کہ میں سخت خطرے میں ہوں۔ میرے لئے کوئی سپورٹ نہیں ہے۔ واپسی کی کوشش بھی خطرناک ہو گی اور ظاہر ہے ادھر بھی سرحدی محافظ موجود ہوں گے۔ ابھی اس احساس کا ذہن سے گزر ہی ہوا تھا کہ دفعتاً کہیں دور ایک سرچ لائٹ روشن ہو گئی۔ گو فاصلہ زیادہ تھا اور ٹرک اس کی رینج میں نہیں آیا تھا لیکن سرچ لائٹ آہستہ آہستہ آگے بڑھتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی گاڑی میں فٹ ہے اور گاڑی اس طرف آرہی ہے۔

"بھاگو۔" میرے ذہن نے نعرہ لگایا اور میں نے ٹرک سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

ندیم

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM


جنگلوں کے علاوہ اور کدھر کا رخ کر سکتا تھا اس لیے میں نے ادھر دوڑنا شروع کر دیا اور کسی گھوڑے کی رفتار سے دوڑتا ہوا جنگل میں داخل ہو گیا۔ درخت زیادہ گھنے نہیں تھے اور ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے جبکہ دور سے دیکھنے پر جنگل گھنا معلوم ہوتا تھا۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا اب میرے لیے اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا کہ دوڑتا رہوں۔ درختوں کے درمیان دوڑتا ہوا کافی دور نکل آیا۔ اس دوران مڑ مڑ کر دیکھتا بھی جا رہا تھا لیکن میرے تعاقب میں کوئی نہیں تھا۔

درختوں کا سلسلہ کچھ دور جا کر ختم ہو گیا۔ اب سامنے پہاڑی ٹیلے نظر آ رہے تھے۔ درختوں کی نسبت یہ ٹیلے محفوظ تھے۔ دل چاہ رہا تھا کہ تھوڑا ریسٹ کروں۔ کچھ سوچنے کا موقع ملے۔ آئندہ کے لیے کچھ فیصلے کروں۔ موجودہ صورت حال تو بڑی عجیب ہو گئی تھی۔ کوئی وجہ ہی نہ رہی تھی ادھر آنے کی۔

ایک سرسبز ٹیلے کی آڑ میں بیٹھ کر ہانپنے لگا۔ کچھ بھی نہیں تھا میرے پاس۔ بالکل تہی دست تھا۔ آخر جیکب کے ساتھ کیا حادثہ پیش آ گیا۔ وہ ٹرک سے کہاں غائب ہو گیا لیکن کیوں غائب ہو گیا۔ کیا اس نے مجھے دھوکا دیا۔ ہو بھی سکتا ہے۔ یہ دنیا بہت مختلف ہے دھوکہ تو میں بھی اسے دے رہا تھا۔ کون سی نئی بات ہے پھر میں چونک پڑا۔ کچھ فاصلے پر دو روشنیاں نظر آئی تھیں جو سیدھی جا رہی تھیں۔ بغور دیکھنے سے اندازہ ہو گیا کہ کوئی جیپ ہے اور یقیناً کسی سڑک پر دوڑ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں سڑک موجود ہے۔ سرحدی علاقہ تھا۔ فوجی نقل و حرکت دن رات جاری رہتی ہوگی۔ بڑی خطرناک چویشن ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہیے پھر اچانک مجھے اپنے عقب میں چاپ سنائی دی اور میں تڑپ کر اٹھ گیا لیکن وہ مجھ سے صرف چند گز کے فاصلے پر تھا اور اس طرف سے کسی ٹیلے کی آڑ سے برآمد ہوا تھا۔

"ہینڈز اپ۔" وہ دھاڑا اور میں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔ وہ میرے قریب آ گیا اور مجھے گھورتا ہوا بولا۔ "جاسوس سرحد عبور کر کے آئے ہو؟"

"نن.........نہیں سر۔ میں تو سبزی والا ہوں۔" میں نے کھسیائی ہوئی آواز میں



کہا۔

"کون ہو؟"

"سبزی والا۔" میں نے کہا اور وہ مجھے گھورنے لگا۔

"یہاں سبزی بیچ رہے تھے؟" اس نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

"نہیں سر۔ ٹھیکیدار کے ساتھ آیا تھا۔"

"کون ٹھیکیدار؟"

"جو چھاؤنی سبزی لاتا ہے۔"

"یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ گرج کر بولا۔

"پپ پانی تلاش کر رہا تھا۔ تھک کر بیٹھ گیا ہوں۔ ٹرک کا ریڈی ایٹر خالی ہو گیا تھا۔" میں نے بدستور سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ میرے قریب کھڑا تھا اور اس کا پستول میرے سینے سے لگا ہوا تھا۔ تن و توش میں مجھ سے زیادہ تھا اور چاق و چوبند بھی نظر آ رہا تھا۔

"کوئی ہتھیار ہے تمہارے پاس؟"

"نہیں۔"

"تلاشی دو۔"

"جی سر۔" میں نے کہا اور وہ مجھ سے آ چپکا۔ اس نے پستول سیدھے کیے ہوئے میرے لباس کی تلاشی لی اور آسانی سے میرا شکار ہو گیا۔ میں نے مناسب موقع دیکھ کر اپنا گھٹنا استعمال کیا اور وہ ادرع کی آواز کے ساتھ جیسے ہی جھکا میں نے اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور اس کا پستول میرے ہاتھ میں آ گیا لیکن اس نے پستول کی پروا نہیں کی اور سنبھل کر بھینسے کی طرح میرے سینے پر ٹکر ماری۔ ضرب بہت شدید تھی۔ میں کئی قدم پیچھے ہٹ گیا لیکن پاؤں کسی چیز میں الجھے اور میں توازن نہ سنبھال سکا چنانچہ چاروں شانے چت گرا۔ اس وقت میرا گرنا میرے حق میں بہتر ثابت ہوا۔ وہ ایک ٹکر مارنے کے فوراً ہی مجھ پر جھپٹا اور پھر جھونک میں میرے اوپر سے گزرتا گیا لیکن مجھ میں ہی الجھ ر

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



نیچے گرا اور زور دار آواز کے ساتھ اس کی چیخ بھی ابھری۔ اس کی پیشانی پتھر سے ٹکرائی تھی۔ میں پھرتی سے اٹھا تو وہ بھی پلٹ پڑا لیکن اس کا چہرہ خون میں نہا گیا تھا۔ میں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر پوری قوت سے اسے دبا دیا اور اس نے میری پنڈلی پکڑ لی لیکن میں نے دوسرے پاؤں سے اس کی پسلیوں پر ٹھوکر لگائی اور اس نے پنڈلی چھوڑ دی۔ پستول اب میرے ہاتھ میں تھا اور میں اسے گولی مار سکتا تھا لیکن پستول کی آواز میرے لیے کس قدر خطرناک ہوگی‘ اس کا اندازہ تھا۔ میں اس پر حاوی ہو چکا تھا اور وہ شدید ضربوں سے مضمحل۔ چنانچہ میں اس پر سوار ہو گیا پھر چند لمحوں میں وہ زندگی کی بازی ہار گیا۔ اس کی طرف سے مطمئن ہو کر میں نے اس کے لباس کی تلاشی لی۔ تھوڑی سی کرنسی‘ اس کا ڈیوٹی کارڈ وغیرہ ہاتھ آیا تھا۔ چنانچہ میں نے کرنسی جیب میں ٹھونسی اور پستول سنبھال کر رکھ لیا پھر اس کی لاش کو گھسیٹ کر ایک ٹیلے کی آڑ میں ڈالا اور وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

ایک زندگی چھیننے کی بعد میری وہی حس جاگ اٹھی تھی جس نے کہ جانے کون کون سے کارنامے مجھ سے سرانجام دلوائے تھے۔ اب سب کچھ بھول کر مجھے اپنی بقا کی کارروائی کرنی تھی۔ دشمن کی سرحد میں تھا اور نہایت نازک صورت حال تھی۔ وہ سڑک یاد آئی جس پر میں نے جیپ دوڑتے دیکھی تھی۔ چنانچہ اس کی سمت کا تعین کر کے چل پڑا۔

رات کس طرح اپنا سفر طے کرتی رہی میں نے اس کا احساس نہیں کیا تھا۔ ہر آہٹ سے محتاط رہ کر میں اس سڑک کا تعین کر کے چل رہا تھا اور میں نے تھکن کے ہر احساس کو ذہن سے محو کر دیا تھا۔ میرے دل میں خیال تھا کہ سڑک کہیں نہ کہیں جاتی ہوگی اور مجھے کوئی سرحدی آبادی ضرور مل جائے گی۔ آخر کار سڑک نظر آ گئی اور میں نے بسم اللہ کر کے ایک راستے کا تعین کیا مگر سڑک پر چلنے کے بجائے میں نے اس کے ڈھلان پر چلنا مناسب سمجھا تھا۔ ادھر کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ نہ جانے کتنے گھنٹے تک یہ سفر جاری رہا پھر رات کی سیاہی ماند پڑنے لگی۔ بہت فاصلے پر مجھے کچھ چراغ سے ٹمٹماتے نظر آئے پھر برگد کا ایک درخت جس کے گرد چوڑا چبوترا بنا ہوا تھا۔ بدن کی قوت ساتھ چھوڑ رہی تھی۔



اس لیے میں نے خود کو تقدیر کے حوالے کیا اور چبوترے کے ایک سمت لیٹ گیا۔ برگد کی ڈاڑھی مجھ پر جھول رہی تھی۔ میں نے مٹی کے ایک ڈھیر کو تکیہ بنایا اور اس پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔

نیند جیسے پپوٹوں کے بند ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ پتا نہیں نیند تھی یا بے ہوشی ایسا بے خبر ہوا کہ کوئی ہوش نہ رہا۔

برگد کے مہربان سائے نے مجھ پر چھاؤں کیے رکھی اور دھوپ کی تپش نے پریشان نہ کیا۔ جاگا تو کلائی کی گھڑی میں تین بج رہے تھے۔ کچھ دیر تو یہی اندازہ لگانے میں گزری کہ یہ کون سے تین بجے ہیں لیکن چاروں طرف پھیلے چمکدار جالے نے فوراً جواب دے دیا۔ اف۔ دس گھنٹے سویا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نیند پوری ہو جانے سے ذہن شگفتہ تھا لیکن پیٹ شگفتہ نہیں تھا۔ بھوک لگ رہی تھی‘ ہونٹ اور گلا خشک ہو رہا تھا۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اتنا وقت گزر گیا تھا اور میں محفوظ تھا۔ اس بات نے دل کو تقویت بخشی۔ سب ٹھیک ہے مجھے کچھ نہیں ہوگا میں نے سوچا۔

بیٹھنے سے چبوترے کا اوپری حصہ نظر آیا اور وہاں خوان نعمت دیکھ کر میں چونک پڑا۔ پتوں سے بنے ہوئے دونے میں پیلے پیلے لڈو نظر آ رہے تھے جو آدھ سیر سے کم نہ ہوں گے۔ یہ لڈو کہاں سے آئے اور کیوں رکھے ہیں یہ سوچے سمجھے بغیر میں نے چبوترے پر چھلانگ لگائی اور دونا قبضے میں کر لیا پھر پورا پورا لڈو میرے حلق میں داخل ہونے لگا اور میں کوئی چھ لڈو کھا گیا۔ شکم سیری میں اس طرح مصروف تھا کہ عقب میں آہٹیں بھی محسوس نہ کر سکا۔ ساتویں لڈو نے پیٹ پوری طرح بھر دیا تھا۔ باقی دو لڈو بچے تھے جنہیں میں نے رکھ دیا۔ تبھی پیچھے سے آواز ابھری۔

”پانی۔“ یہ نرم و نازک نسوانی آواز بم کے دھماکے سے کم نہیں تھی۔ میں اچھل پڑا۔ ”لو۔“ پیتل کی ایک مٹکی میری طرف بڑھائی اور میں نے مٹکی والی کو دیکھا۔ اٹھارہ انیس سال کی عمر تھی‘ نقوش دلکش‘ رنگ تانبے جیسا‘ جوانی کی مہربانیوں سے سرشار‘ لہنگا چولی پہنے ہوئے اوڑھنی سے ڈھکی شریر آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



میں نے اس کے چہرے سے اس کی سادگی کا اندازہ لگایا پھر مٹکی کی طرف دونوں ہاتھ بڑھائے۔

"ارے مہاتما جی۔ اوک بناؤ۔ برتن کو ہاتھ نہ لگانے دوں گی۔" اس نے کہا اور بے دھڑک آگے بڑھ آئی۔ اس نے مٹکی اونچی اٹھائی اور اس سے پانی گرانے لگی۔ میں نے دونوں ہاتھوں کا پیالہ بنایا اور پانی کی دھار کو حلق سے اتارنے لگا۔

"ضرورت سے زیادہ ہی پانی پی گیا تھا پھر میں نے گردن ہلائی اور اس نے مٹکی سیدھی کرلی پھر اس میں جھانک کر ہنس پڑی۔ "ہائے۔ پیٹ میں "کھو" لگے ہیں تمہارے۔ بدری چاچا کی ساری پرشاد کھا کر آدھا مٹکی پانی پی گئے۔ پیٹ پھٹ نہ جائے گا تمہارا۔" اس کے اس بے ساختہ انداز پر مجھے ہنس آگئی تو وہ آنکھیں چمکا کر بولی۔

"جھوٹ تھوڑی کہہ رہی ہوں اتنا کھا گئے اور اتنا پی گئے تو اب چلو پھرو گے کیسے؟"

"واقعی میں چل پھر نہیں سکتا۔"

"کب سے بھوکے تھے؟" وہ بولی۔

"دو دن سے۔"

"اور پیاسے بھی؟"

"ہاں۔"

"ہوں تب تو ٹھیک ہی ہے مگر اچھے خاصے ہٹے کٹے ہو پھر دو دن سے بھوکے کیوں مر رہے تھے؟" اس نے پوچھا اور میں گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ طبیعت کی صاف ستھری لڑکی معلوم ہوتی تھی' معصومیت سے ہر سوال کر رہی تھی اور میرے سلسلے میں تجسس کا شکار تھی' اسے کچھ نہ کچھ کہہ کر مطمئن کرنا ضروری تھا۔ وہ سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔

"بولو بتاؤ' کوئی کام دھندہ کیوں نہیں کرتے اور ہاں تم رہنے والے کہاں کے ہو؟"

"کافی فاصلے پر میرا گاؤں ہے۔"

"تو ادھر کیسے آ نکلے؟"



"بس چھپا چھپا پھر رہا ہوں۔" میں نے ایک منصوبے کے تحت کہا۔

"ہائے رام' چور ہو گیا' یا کہیں ڈاکہ ڈالا ہے؟"

"نہیں۔"

"تو پھر کیوں چھپے چھپے پھر رہے ہو؟"

"دشمنی ہو گئی ہے میری۔"

"کس سے؟"

"گاؤں کے زمیندار سے۔"

"کیوں؟" اس نے مٹکی زمین پر رکھی اور خود بھی وہیں بیٹھ گئی اس کی آنکھوں سے تجسس جھانک رہا تھا۔ میں اسے اس کی کوئی من پسند کہانی سنا کر ہی اس کی توجہ حاصل کرسکتا تھا مجھے اس وقت کسی ایسے ساتھی کی ضرورت تھی جو میرے لیے تھوڑی بہت معلومات اور ایسے ذرائع مہیا کر دے جن سے میں سنبھالا لے سکوں اور آگے کچھ کر سکوں۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"بندو۔" اس نے جواب دیا اور پھر جلدی سے بولی۔

"اور تمہارا نام کیا ہے؟"

"رتن۔"

"رتن لعل؟"

"ہاں۔"

"اچھا تو پھر بتاؤ کس سے دشمنی ہوئی اور کیوں ہوئی؟"

"میرے گاؤں میں ایک یتیم اور بے سہارا لڑکی رہتی تھی تمہاری طرح سندر تھی وہ' لکھی نام تھا اس کا' گاؤں کے لوگ اسے بہت محبت سے دیکھتے تھے' ماتا پتا کے مرجانے کے بعد سارے گاؤں نے مل کر اسے پالا تھا۔ زمیندار کا نوجوان بیٹا شہر میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ بچپن میں شاید اس نے لکھی کو کبھی دیکھا بھالا ہو لیکن جوان ہو کر آیا تھا گاؤں

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



میں۔ بس لکھی اس کی نگاہوں میں چڑھ گئی۔"

"چڑھ گئی' ہائے پھر کیا ہوا؟"

"مگر وہ اچھا آدمی نہیں تھا اس نے لکھی کو بری نظر سے دیکھا۔"

"تو کیا وہ اس سے شادی نہیں کر سکتا تھا؟"

"بہت بڑا آدمی تھا نا وہ۔"

"تو پھر اس سے کیا ہوا؟"

"بس شہر سے برائیاں لے کر آیا تھا' لکھی کو اس نے ایک بار کھیت میں جا پکڑا۔"

"توبہ تو پھر کیا ہوا؟"

"میں اتفاق سے وہاں پہنچ گیا۔"

"ارے واہ' تم نے تو لکھی کو بچالیا ہوگا؟"

"ہاں' بس یہی تو جرم کیا ہے میں نے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں نے زمیندار کے بیٹے کو مار مار کر ادھ مرا کر دیا اور لکھی کو وہاں سے بچا کر اس کے گھر پہنچا دیا' بس اسی بات پر زمیندار میرا دشمن ہو گیا اور اس کا بیٹا اپنے آدمیوں کے ساتھ مجھے قتل کرنے پر تل گیا۔ میں بھلا اتنے بڑے زمیندار کے بیٹے کا مقابلہ کیسے کر سکتا تھا چنانچہ وہاں سے بھاگ آیا اور دو دن سے بھاگا بھاگا ادھر پہنچ گیا ہوں' بھوکا پیاسا تھا' کھانے پینے کو کچھ نہیں تھا۔ یہاں لیٹ گیا پھر بدری کاکا کے لڈو دیکھے اور بھوک جاگ اٹھی۔" وہ تصویر حیرت بنی ہوئی میری کہانی سن رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں دلچسپی کے آثار تھے پھر اس نے کہا۔

"پر تم نے کیا تو بہت اچھا ہے' گاؤں والوں نے تمہارا ساتھ نہیں دیا کیا؟"

"یہی تو افسوس ہے بندو' لوگ غریب کا ساتھ کہاں دیتے ہیں۔"

"ارے واہ کیسے نہیں دیتے غریب کا ساتھ' اچھا ٹھیک ہے' تم یہاں آرام سے رہو۔ میں تمہارا ساتھ دوں گی۔"



"چھوڑو بندو' تم کہاں پریشان ہوگی۔"

"ارے کیسی باتیں کرتے ہو' میرا نام بندو ہے بندو' میں بہت عجیب لڑکی ہوں۔ تم چنتا مت کرو۔"

"اور اگر گاؤں کے آدمی میرا مطلب ہے زمیندار کے آدمی تلاش کرتے ہوئے یہاں آگئے تو؟"

"تو انہیں پتا کیسے چلے گا کہ تم یہاں ہو؟"

"مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے بندو' میں کہاں چھپوں گا؟"

"دھرم شالہ میں چھپ جانا۔"

"دھرم شالہ۔"

"ہاں۔"

"دھرم شالہ کہاں ہے؟"

"وہ دور دیکھو نظر آرہی ہے۔ اب ادھر کوئی نہیں جاتا لوگ ڈر کے مارے ادھر نہیں جاتے۔ پر میں سو بار ادھر جا چکی ہوں' لوگ کہتے ہیں وہاں بھوت پریت رہتے ہیں۔ کوئی بھوت پریت نہیں رہتا ہم تو وہاں جا کر خوب آرام کرتے ہیں' تم اس میں چھپ جاؤ' میں تمہیں کھانے پینے کی ساری چیزیں پہنچا دیا کروں گی۔" میں نے بہت فاصلے پر نظر آنے والی اس کائی زدہ عمارت کو دیکھا اور دل میں سوچا کہ یہاں کچھ وقت نکال کر پھر یہاں سے آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا۔ اب ایک مشکل تو آہی گئی ہے کم از کم تھوڑا بہت سہارا تو حاصل ہو ہی جائے تو پھر سوچوں کہ آگے کیا کرنا ہے۔ حالانکہ سارا منصوبہ خاک میں مل گیا تھا۔ بندو کہنے لگی۔

"بولو ہمت ہے تمہارے اندر؟"

"ہمت تو میرے اندر بہت ہے بندو لیکن میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا۔"

"تو میں کب تمہیں یہ بات کہہ رہی ہوں کہ میں پریشان ہو جاؤں گی۔ ارے دیکھو میں تو ادھر آتی ہی رہتی ہوں۔ تمہارے لیے بس تھوڑا بہت کھانا وغیرہ لانا ہوگا۔ اس میں

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کون سی مشکل ہو جائے گی میری تم چنتا مت کرو۔ چلو اٹھو آؤ میرے ساتھ۔" راستہ طے کرتے ہوئے اس نے بتایا کہ بدری کاکا اکثر یہاں بڑ کے درخت کے نیچے پوجا پاٹ کے لڈو رکھتا ہے اور ہم لڑکیاں بالیاں آکر ان لڈوؤں کو کھاپی جاتے ہیں۔ وہ ہنس کر بولی۔

"آج یہ لڈو تمہارے مقدر کے تھے سو تم نے کھالیے۔"

میں بھی ہنسنے لگا تھا' نوجوان لڑکی اپنی جوانی کے ہر راز سے بے نیاز میرے ساتھ اس دھرم شالہ تک پہنچ گئی' پتا نہیں یہاں کا ماحول بہت اچھا تھا یا پھر وہی خوش قسمت تھی کہ اسے کوئی برا انسان نہیں مل سکا تھا ورنہ ایک لڑکی پر کسی بری نیت رکھنے والے کا قابو پالینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ میں تو خیر بالکل ہی مختلف فطرت کا مالک تھا۔ میں اسے میلی نگاہ سے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس نے بہرطور میرے اوپر احسان کیا تھا۔ ہم لوگ دھرم شالہ پہنچ گئے۔ صاف ستھری سی جگہ تھی' چھوٹی سی عمارت' تین سیڑھیاں' ایک چھوٹا سا چبوترہ اس کے بعد ایک سائے دار جگہ جو مخصوص طرز کی بنی ہوئی تھی لیکن چاروں طرف جھاڑ جھنکاڑ اور گرد و مٹی سے اٹی ہوئی وہ کہنے لگی۔

"ابھی میں بس اسے تمہارے لیے صاف کیے دیتی ہوں۔ میرے پاس یہاں تمہارے بچھانے کے لیے تو کچھ نہیں ہے مگر دیکھو جب اس چبوترے پر لیٹو گے نا اور وہ بھی شام کو تو ایسی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آئے گی کہ تمہیں پٹ سے نیند آجائے گی اور پھر ایسی کوئی بات ہے بھی نہیں' کوشش کروں گی کہ تمہارے لئے کوئی چادر وغیرہ بھی لے آؤں۔"

"نہیں بندو اتنی پریشانی اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے میں یہاں آرام سے سو جاؤں گا اور سنو اب تم یہاں مت آنا۔"

"لو تو کیا یہاں بھوکے مر نہیں جاؤ گے؟"

"زیادہ دیر نہیں رہوں گا یہاں۔"

"کیوں؟"

"بس یہاں سے کہیں آگے بڑھ جاؤں گا۔"



"اطمینان سے اطمینان سے ادھر تمہیں کوئی تلاش کرنے نہیں آئے گا۔ ہو سکتا ہے آگے زمیندار کے آدمی تمہیں تلاش کرلیں ابھی ہفتہ پندرہ دن یہاں چھپے رہو پھر جہاں چاہو نکل جانا۔"

"ایک بات بتاؤ بندو یہاں سے کوئی بڑی آبادی کتنی دور ہے؟"

"ہمیں پتا نہیں ہم کبھی بستی سے باہر گئے ہی نہیں ہیں۔"

"لوگ تو جاتے ہوں گے؟"

"ہاں بہت دور بیل گاڑی میں جانا پڑتا ہے پھر وہاں لاری اڈہ ہے' لاری اڈے سے آگے کیا ہے یہ ہمیں بالکل نہیں معلوم۔ بس لوگ لاری میں بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔"

"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا پھر بولا۔

"اب تم جاؤ بندو' تمہیں بہت دیر ہوگئی ہوگی' کیا پانی بھرنے آئی تھیں۔"

"تو اور کیا مٹکی کا آدھا پانی تمہیں پلا دیا پر یہاں بہت بڑی پوکھر ہے اور ہم اس پوکھر سے پانی لے جاتے ہیں۔ میں راستے میں جاتے ہوئے پانی لے لوں گی اور سنو تم بالکل چنتا مت کرنا اب یہ بتاؤ بھوک لگی ہے؟"

"ارے نہیں نہیں بندو' اتنے سارے لڈو کھالیے ہیں اب بھلا کیا بھوک لگے گی؟"

وہ ہنس پڑی پھر بولی۔

"ہاں مگر پھر بھی رات کو اگر موقع ہوا تو میں تمہارے کھانے کو کچھ لاؤں گی۔"

"نہیں بندو رات کو مت لانا۔"

"کیوں؟"

"رات کو میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔"

"ہوں پھر خیر صبح کو آؤں گی میں تمہارے پاس۔"

"ٹھیک ہے آجانا۔" میں نے کہا اور وہ وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ اپنے آپ سے بے نیاز برائیوں سے بے پروا یہ لڑکی مجھے کچھ عجیب سی لگی تھی۔ کچھ دیر کے بعد وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی اور میں دھرم شالہ کے اندرونی حصے میں آبیٹھا۔ ایک دیوار کے

ندیم
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے میں نے اپنے مستقبل کے پروگرام پر نظر ڈالنا شروع کر دی۔ کمبخت جیکب کہاں مر گیا' کیا ہوا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ آخر وہ راستے میں اتر کیوں گیا یا پھر اب وہ اس دنیا ہی میں نہیں ہے اگر ایسا ہے تو پھر ظاہر ہے تمام کیا دھرا چوپٹ ہو گیا۔ نہ اس تنظیم کے بارے میں مجھے کوئی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے اور نہ میں اس کے خلاف کسی کام کا آغاز کر سکتا ہوں۔ دشمن کی سرحدوں میں ہوں جس طرح بھی بن پڑا واپس تو نکل جاؤں گا لیکن کچھ ہوا نہیں اور یہ کوئی ایسی اچھی بات نہیں ہے۔ دل چاہ رہا تھا کہ کچھ کرنے کے بعد ہی یہاں سے واپسی کا فیصلہ کروں لیکن کچھ کرنے کے لیے کم از کم کوئی راستہ تو ہو۔

بہرحال یہ بہتر جگہ تھی' کھانے پینے کا کوئی مسئلہ نہیں تھا دور دور تک کھیت بکھرے ہوئے تھے' سبزیوں پر بھی گزارا کیا جا سکتا ہے اور پھر بندو یاد آ گئی۔ معصوم سی لڑکی' دل سے دعا نکلی کہ خدا اسے ہر مشکل سے محفوظ رکھے ایسی بے باک لڑکیاں کبھی کبھی مشکلات کا شکار بھی ہو جاتی ہیں۔ جہاں تک اس کے کردار کا معاملہ تھا اگر میرا تجربہ بالکل ہی ناقص نہیں ہے تو اس کے اندر ایسی کوئی کھوٹ نہیں تھی۔ بہرحال گزرے ہوئے واقعات پر غور کرتا رہا۔ کرنل امیر شاہ یاد آیا' صفیہ' فوزیہ جلال ویسے تو یاد کرنے کے لیے ایک پہاڑ جیسا ماضی پڑا ہوا تھا۔ جس طرف نظر دوڑائی جائے کہانیاں ہی کہانیاں بکھری ہوئی تھیں کتنی کہانیاں سمیٹوں گا۔

رات ہو گئی' رات گزر گئی' دوسرا دن نکلا' کوئی آٹھ بجے تھے کہ بندو آ گئی مجھے رتن رتن پکارتی ہوئی مجھ تک پہنچی تھی۔ ایک پوٹلی ساتھ لائی تھی۔ پانی کا برتن بھی تھا ایک چادر بھی تھی۔ یہ تمام چیزیں میرے سامنے رکھتے ہوئے اس نے گردن جھٹک کر کہا۔

"لو یہ سب کچھ لائی ہوں میں تمہارے لیے دوپہر کو کچھ نہیں ملے گا کھانے کو۔ اس سے گزارہ کرنا۔ رات کو آؤں گی۔"

"ارے نہیں بندو' یہ تو اتنا بہت کچھ ہے کہ میں رات کو بھی اس سے کام چلا سکتا ہوں۔"



"تو پھر کب آؤں؟"

"دن کی روشنی میں زیادہ اچھی رہے گی۔"

"مگر روزانہ تو صبح صبح نہیں آ سکتی' رات کو چھپتی چھپاتی آ جاؤں گی۔"

"کون کون ہے تمہارے گھر میں؟"

"میری ماتا جی ہیں' دادی جی ہیں اور میں ہوں۔"

"اور پتا جی اور بھائی۔"

"نہیں پتا جی اور بھائی نہیں ہیں میرے۔"

"ہوں پھر بھی بندو۔"

"نہیں کوئی بات نہیں ہے' بھگوان کا دیا سب کچھ ہے ہمارے پاس' پتا جی بہت کچھ چھوڑ گئے تھے ہمارے لیے۔"

"کوئی تشویش تو نہیں کرے گا؟"

"جس کا جو دل چاہتا ہے کرتا رہے ہمیں اس سے کیا۔ کوئی تم برے آدمی ہو؟"

"نہیں بندو' میں برا آدمی نہیں ہوں۔"

"اور میں بھی کوئی بے وقوف لڑکی نہیں ہوں جو کسی کے چکر میں پھنس جاؤں' میری تو سگائی ہو چکی ہے۔"

"اچھا سگائی ہو چکی ہے تمہاری؟"

"ہاں۔" وہ شرما کر بولی۔

"کیا نام ہے اس کا؟"

"ہم لوگ' ہم لوگ نام نہیں لیتے اپنے ہونے والے پتی کا۔"

"ارے واہ۔" میں قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تو اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے' کیا تمہاری بستی میں لوگ' میرا مطلب ہے لڑکیاں اپنی سگائی والے کا نام لیتی ہیں۔"

"نہیں لیتیں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"تو پھر مجھ پر کیوں ہنس رہے ہو؟"

"برا مان گئیں بندو۔"

"نہیں۔" وہ اچانک مسکرا دی پھر بولی۔ "سب کا سب رکھا ہوا ہے' کھاؤ تو سہی ذرا کھول کر تو دیکھو۔"

"تم یقیناً اچھی ہی چیز لائی ہوگی۔" میں نے کہا۔ باجرے کی روٹیاں' مکھن اور کسی ساگ کی بھجیا تھی۔ ایسی کوئی چیز نہیں تھی جسے کھانے میں مجھے کوئی عار محسوس ہو۔ میں نے اس میں سے ایک روٹی بھجیا کے ساتھ کھائی تو وہ بولی۔

"یہ پہاڑ جیسا ڈیل ڈول لیے پھرتے ہو اور ایک روٹی۔"

"بس باقی دوپہر کو کھاؤں گا۔"

"رات کی چنتا مت کرنا' میں رات کو بھی آیا کروں گی اور سنو مجھے ڈر نہیں لگتا اور نہ ہی مجھے کوئی روکنے ٹوکنے والا ہے۔" بہرحال بندو کا احسان تھا میں اس سے باتیں کرتا رہا پھر وہ چلی گئی۔ میں نے سوچا کہ کچھ وقت یہاں گزار لینے میں کوئی حرج نہیں ہے' کم از کم سرحد پر میری تلاش ختم ہو جائے تو پھر واپسی کا ہی سفر کروں گا' کیونکہ اور کوئی راستہ ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جس پر آگے بڑھ کر میں کوئی کام کر سکوں۔ یہ میری مکمل سوچ کا نتیجہ تھا۔

یہاں دھرم شالہ میں مجھے کوئی خاص تکلیف نہیں تھی۔ کھانے پینے کے لیے بندو کی طرف سے کچھ نہ کچھ آ ہی جاتا تھا تین' چار' پانچ پھر چھ دن گزر گئے۔ ابھی تک کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی تھی جس پر مجھے کسی خوف کا احساس ہوتا۔ ویسے زندگی کے ان دنوں کا بے کار جانا بڑا عجیب سا لگ رہا تھا۔ بارہا میری آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ جو لوگ یاد آئے تھے ان کا نعم البدل ملنا مشکل تھا۔ رشید ناگی بہت ہی اچھا انسان تھا صحیح معنوں میں مٹھل شاہ صاحب کے بعد اگر کسی نے میری زندگی کو سنبھالا تھا اور مجھے کچھ بنایا تھا تو وہ رشید ناگی تھا۔ الیاس بھائی' نازاں باجی اور دوسرے لوگ بھی یاد آتے تھے۔ کتنے بڑے لوگ ہیں یہ سارے کے سارے۔ انھوں نے مجھ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ حالانکہ



میں نے اپنے وطن کے لیے کبھی کسی برے انداز میں نہیں سوچا۔ وہ بات سمجھ میں ہی نہیں آتی تھی جس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ یہ سب کچھ آخر کس بنیاد پر کیا گیا وہ کون لوگ تھے جنھوں نے میری نشاندہی اس انداز میں کی کہ سب کچھ ملیا میٹ کر دیا گیا۔ میں تو انھیں بھی وطن دشمن ہی قرار دیتا تھا۔ کیونکہ میں وطن کے لیے جو کچھ کر چکا تھا اس کا صلہ مجھے ہر قیمت پر ملنا چاہیے تھا لیکن پھر ان بھڑکتے ہوئے جذبات کو قابو میں کرنے کی کوشش کرتا تھا' جو کچھ بھی ہوا بہرحال ہو گیا۔ خدا ان لوگوں کو بھی خوش رکھے جنھوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ اس سے زیادہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں میں ان کے لیے' لیکن پھر ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا جو اس داستان میں تبدیلی کا باعث بنا۔

شام کے جھٹپٹے فضاؤں میں اتر رہے تھے ابھی رات بے شک نہیں ہوئی تھی۔ بندو میرے لیے کھانا وغیرہ لے کر آ گئی اور دھرم شالہ میں میرے پاس پہنچ گئی اس نے میرے سامنے روٹی اور بھاجی وغیرہ رکھی اور پھر بیٹھ گئی۔

"تمہیں گرمی لگتی ہوگی یہاں؟ دیکھو میں پنکھا بھی لائی ہوں تمہارے لیے۔"

"بندو تمہارے دل میں کتنی ہمدردی ہے میرے لیے۔"

"تو تم نے بھی تو ایک لڑکی کی عزت بچائی ہے کیا تم کوئی چھوٹے موٹے آدمی ہو۔"

"بندو اب میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

"اگر تمہیں کہیں جانے کا راستہ مل جائے تو ضرور چلے جانا مگر جب تک یہاں ہو تب تک تو مجھے اپنی سیوا کرنے دو۔ میں بھی تم سے بڑا پریم کرنے لگی ہوں۔"

"ہوں' شکریہ بندو مگر افسوس میں تمہیں اس محبت کے جواب میں کچھ نہیں دے سکتا۔"

"پریم کا جواب پریم سے تو دیا جا سکتا ہے۔ تم بھی مجھے پریم سے بندو کہہ دیتے ہو تو اچھا لگتا ہے۔"

"اچھا یہ بتاؤ' جس سے تمہاری سگائی ہوئی ہے وہ کیسا ہے؟"

"بہت اچھا ہے۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"کیا کرتا ہے؟"

"فوجی ہے۔" بندو نے کہا اور میں ایک دم سنک گیا لیکن پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"کہاں ڈیوٹی ہے اس کی؟"

"اب اتنی ساری باتیں تو ہم نہیں جانتے۔"

"تمہیں اس سے پریم ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"کب سے جانتی ہو تم اسے؟"

"بچپن سے۔" اس نے جواب دیا اور اچانک میرے کان کھڑے ہو گئے۔ باہر سے بہت سی آوازیں ابھری تھیں بندو بھی چونک کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"ارے یہ کون ہے؟"

"پتا نہیں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"میں دیکھتی ہوں۔ بندو مردانہ وار کھڑی ہو گئی اور باہر نکلی۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر آ گیا تھا۔ باہر شاید بندو کے گاؤں کے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں، ڈنڈے تھے، کل بیس بائیس آدمی تھے اور وہ خونی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ ایک لمحے کے اندر اندر مجھے صورت حال کی نزاکت کا احساس ہو گیا۔"

"ہوں تو یہ گل کھلا رہی ہے یہاں۔ اسے کمار سرحدوں پر ڈیوٹی دے کر تیرے گیت گاتا رہتا ہے تجھے یاد کرتا رہتا ہے۔"

"کیا ہو گیا بدری کاکا؟" بندو نے کہا۔

"کون ہے یہ؟" بدری کاکا نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"یہ ........؟"

"ہاں یہ؟" بدری کاکا بولا پھر دوسرے لوگوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

"دیکھ رہے ہو تم لوگ کیسی بے باکی سے ہم سے آنکھیں ملائے ہوئے ہے۔"



"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا بدری کاکا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم، کیا سوچ رہے ہو۔"

"ارے چل چل بڑی ستی ساوتری بنی پھرتی ہے، بڑا پریم کرتے تھے ہم تم سے مگر تو یہ گل کھلا رہی ہے، ہمیں نہیں معلوم تھا گاؤں والوں کی اس طرح ناک کٹوائے گی تو۔"

"بدری کاکا ہوش میں ہو یا نہیں۔ یہ اینٹ اٹھا کر ماروں گی تمہارے سر پر اور تمہارا بھیجہ باہر نکال دوں گی۔"

"بڑی پاکیزہ ہے نا تو تو۔ ارے دیکھ کیا رہے ہو مارو اس سسری کو اور اس دوسرے کو بھی۔"

"ایک منٹ، ایک منٹ۔" میں نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور باہر نکل آیا۔ میری آنکھوں میں نہ جانے کیوں خون اتر آیا تھا۔

"دیکھو تم تعداد میں بہت زیادہ ہو لیکن اگر تم لوگوں نے بندو کے خلاف کوئی بات کی تو تم میں سے دو چار ہی زندہ واپس جا سکیں گے۔"

"دھمکی دے رہا ہے ہمیں؟"

"ہاں دھمکی دے رہا ہوں اس لیے کہ تم کمینے اور ذلیل لوگ ہو، کیا سمجھتے ہو تم اس لڑکی کو۔ کیا معیار ہے تمہارے ہاں رشتوں کا۔ یہ میری بہن ہے، بہن ہے یہ میری۔ بہن کا نام جانتے ہو تم لوگ؟" وہ سب ایک دم سے ڈھیلے پڑ گئے۔ میں نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"تم چھوٹے دماغ کے چھوٹے لوگ، رشتوں کی تمیز نہیں کر سکتے۔ تم ایک لڑکی کو کسی مرد کے پاس دیکھ کر یہی سوچتے ہو کہ وہ بد چلن ہے، بندو بد چلن نہیں ہے وہ میری بہن ہے میری چھوٹی بہن، سمجھے۔ کون سی قسم کھاؤں میں تمہارے سامنے؟"

"ارے کیا کہہ رہا ہے تو؟"

"سچ کہہ رہا ہوں۔"

ایک بوڑھا آدمی آگے بڑھا اور بندو سے بولا۔ "بندو کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں رامو کاکا یہ میرے بھائی سمان ہے' یہ سچ کہہ رہا ہے اس کی ایک الگ کہانی ہے۔"

"کیا؟"

"دشمنوں میں گھر گیا تھا یہ ایک لڑکی کی آبرو بچاتے ہوئے۔ زمیندار کے بیٹے کو مارا تھا اس نے۔ وہ زخمی ہو گیا اور زمیندار اس کا دشمن ہو گیا' بے چارہ یہاں آ کر چھپ گیا ہے میں روٹی پانی دے دیتی ہوں اسے بس اور کچھ نہیں۔"

"اگر تو سچ کہہ رہی ہے تو ایک کام کر۔"

"ہاں بولو کیا کام کروں؟"

"اپنی اوڑھنی کا ایک ٹکڑا پھاڑ اور اس کے ہاتھ پر راکھی کے طور پر باندھ۔"

"بس اتنا ہی معیار ہے تمہارا۔ پھٹے ہوئے کپڑے کی راکھی بنا کر تم سچائیوں کو تلاش کرتے ہو۔ چلو ٹھیک ہے مگر اس کے بعد تم سب کو شرمندہ ہونا پڑے گا معافی مانگنا پڑے گی اس سے۔" بندو غرا کر بولی پھر اس نے اپنی اوڑھنی کا ایک پلو پھاڑا پھر مجھ سے بولی۔

"رتن بھیا۔ میں نے اس سے پہلے تمہیں بھیا نہیں کہا تھا۔ آج سچے من سے کہہ رہی ہوں' لاؤ اپنا ہاتھ آگے لاؤ۔" میں نے ہاتھ آگے بڑھا دیا اور اس نے دھجی میری کلائی میں باندھ دی۔ ان سب کے چہرے جھک گئے تھے۔

"معافی مانگو اب اس سے۔ میرے بھائی سے معافی مانگو ورنہ.........." اس نے آگے بڑھ کر ایک آدمی سے لاٹھی چھین لی۔

"سر پھاڑ دوں گی تمہارا۔ تم سب کا۔ تم نے میرے اوپر شک کیا ہے۔"

"معاف کر دو بھائی اصل میں بس یہی خیال آیا تھا کئی دن سے دیکھ رہے تھے بندو ادھر آتی ہے کچھ لے کر آتی ہے بس شک ہو گیا۔"

"نہیں دوستو یہ میری بہن ہے میری چھوٹی بہن' یہ بے شک میری ماں کے پیٹ سے نہیں پیدا ہوئی لیکن یقین کرو میرے دل میں اس کے لیے بہن ہی کا سا جذبہ ہے۔" میں نے جواب دیا۔



"تو پھر ہمیں معاف کر دو۔ ہم سے بھول ہو گئی اور یہاں کیوں چھپے ہوئے ہو اگر تم نے کسی لڑکی کی عزت بچائی ہے اور تمہاری دشمنی ہو گئی ہے تو جس سے تمہاری دشمنی ہوئی ہے ہم سب بھی اس کے دشمن ہیں' آؤ ہمارے ساتھ بستی میں آؤ' ہمارے ساتھ رہو' ہم سب تمہاری رکھشا کریں گے۔"

بہرحال مجبوراً مجھے گاؤں والوں کے ساتھ ان کی بستی میں جانا پڑا۔ سیدھے سادے معصوم لوگوں کا دل صاف ہوا تو انھوں نے دل کے سارے دروازے میرے لیے کھول دیے۔ بدری کاکا تنہا آدمی تھا ایک چھوٹا سا گھر تھا اس کا۔ اس نے اپنے گھر میں نیم کے درخت کے نیچے میرے لیے چارپائی بچھوا دی اور بولا۔

"جب تک تمہارا من چاہے یہاں رہو رتن لعل۔ کوئی اگر تمہاری طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھے گا تو ہم اس کی آنکھیں نکال لیں گے۔ کیا نام ہے تمہاری بستی کا؟"

"ڈرونی" میں نے فوراً ہی جواب دیا اور یہ جواب بس ایک دم ہی سوچ لیا تھا میں نے۔

"ڈرونی۔ کہیں دور ہو گی آس پاس تو نہیں ہے؟"

"ہاں کاکا بہت دور ہے۔ بڑا فاصلہ طے کر کے میں یہاں پہنچا ہوں۔"

"دیکھ لو' ویسے وہاں تمہارے گھر والے تو ہوں گے؟"

"نہیں کاکا میرا کوئی نہیں ہے۔"

"ارے تو پھر چنتا کس بات کی ہے' یہ بستی بھی بہت بڑی ہے اور ہمارے دل بھی بہت بڑے ہیں۔ تم یہاں سارا جیون بتا سکتے ہو۔ چاہو تو شادی بیاہ کر لینا۔ کھیتی باڑی کے لیے بڑی زمینیں ہیں کسی کے ہاں بھی رکھوا دیں گے تمہیں' تمہارا کام چل جائے گا۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ بدری کاکا' بس کچھ دن یہاں رہوں گا۔ ذرا مجھے یہاں کے آس پاس کے شہروں وغیرہ کے بارے میں بتا دیں۔"

"بتا دیں گے بتا دیں گے۔ ابھی تو تم آرام سے رہو۔" اور میں آرام سے رہتا رہا لیکن میرے اندر کی جو کیفیت تھی میں اسے کن الفاظ میں بیان کروں' بہت ہی

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



میں گھرا ہوا تھا۔ کیا کروں کیا نہ کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا جن سرحدوں سے گزر کر آیا تھا ان کو عبور کرنا کس قدر مشکل کام تھا۔ یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ پہلے شہروں میں جاؤں وہاں اپنے لئے کوئی مقام بناؤں اور اس کے بعد پاسپورٹ وغیرہ بنوا کر وہاں سے اپنے وطن نکلنے کی کوشش کروں۔ بڑا مشکل مرحلہ آ گیا میرے لیے اور نہ جانے کیوں میں طبیعت پر ایک بوجھ، ایک اداسی محسوس کر رہا تھا۔

پھر اجے کمار آ گیا۔ فوجی تھا، شاندار نوجوان تھا اور مجھ سے خاص طور سے ملنے آیا تھا۔

"سالے صاحب کیا حال ہیں آپ کے؟" اس نے پر مزاح انداز میں کہا۔ میں اسے پہچان نہیں پایا تھا لیکن اس کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میں حیران رہ گیا۔

"سالے صاحب؟"

"ہاں بھئی اتنا پلایا پلایا جوان سالا ہمیں مل گیا ہے تو ہم سے زیادہ خوش قسمت اور کون ہوسکتا ہے۔"

"میں آپ کو پہچانا نہیں جناب۔"

"اجے کمار ہے ہمارا نام اور ہم اس باؤلی کے منگیتر ہیں۔"

"بندو کے؟" میں نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ آؤ سالے صاحب گلے مل لو۔" وہ بولا اور ہاتھ بڑھا کے مجھ سے لپٹ گیا۔ میں بھی ہنسنے لگا تھا۔

"ساری کہانی پتا چل گئی ہمیں، مگر......... اگر ہم یہاں ہوتے تو گاؤں والوں کی یہ مجال نہ ہوتی کہ وہ بندو کے بارے میں کوئی ایسی ویسی بات سوچ سکتے۔ ارے ہم بچپن سے جانتے ہیں اسے، من کی جتنی سندر ہے وہ بھگوان کی سوگند۔ اس سے سندر شاید ہی کوئی لڑکی ہو۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے اجے کمار جی۔" میں نے کہا۔

"اور سناؤ کیسی گزر رہی ہے تمہاری، ساری باتیں ہمیں پتا چل گئی ہیں۔ کون ہیں



وہ سسرے زمیندار۔ ذرا ہمیں ملانا ان سے۔ ابھی تو ہم خیر تھوڑے دن کے لیے آئے ہیں لیکن ابھی لمبی چھٹی ملنے والی ہے ہمیں پھر ہم ذرا جا کر دیکھیں گے اس زمیندار کے بچے کو۔ بھلا ہمارے سالے صاحب کی طرف کوئی ٹیڑھی نظر سے دیکھ جائے؟" میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"اجے جی آپ فوج میں ہیں؟"

"ہاں بھائی سرحدوں پر ڈیوٹی ہے ہماری۔ لانس نائیک ہیں ابھی مگر آہستہ آہستہ عہدہ بھی بڑھ جائے گا۔"

"میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ بندو بہت اچھی لڑکی ہے۔"

"ارے بس اس سے آپ کا رشتہ ہوگیا بہن بھائی کا۔ ہمارے لیے اس سے بڑی بات اور کون سی ہوسکتی ہے۔"

اجے کمار ایک خوش مزاج نوجوان تھا، سرحد پر تعینات تھا۔ میں ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ اس شخص سے کوئی کام لیا جاسکتا ہے مگر کیسے، بے چارہ معمولی سے عہدے کا مالک تھا۔ میرے لیے کوئی بڑا کام نہیں کرسکتا تھا۔ ویسے شکل و صورت سے کافی تیز چالاک نظر آتا تھا۔ باتوں میں بھی بڑی عمدگی تھی جسے میں نے ایک لمحے میں محسوس کرلیا تھا۔ بہرحال کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ میں بدری کاکا کے ساتھ رہ رہا تھا اور سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ کوئی موثر قدم اٹھانا ہی مناسب رہے گا۔ اندھے اقدامات کر کے زندگی کو مشکل میں ڈالنا بیکار تھا۔

اجے کمار جب تک یہاں رہا، مجھ سے ملتا رہا۔ بندو بھی ملتی تھی پھر وہ چلا گیا۔ بستی کے لوگوں کا رویہ میرے ساتھ بہت اچھا تھا۔ کافی دن گزر گئے پھر اس شام بادل گھرے ہوئے تھے۔ صبح سے دو تین بار ہلکی ہلکی بوندا باندی ہوچکی تھی۔ میں بدری کاکا کے گھر میں ایک جگہ بیٹھا موسم دیکھ رہا تھا کہ کئی فوجی گاڑیاں بدری کاکا کے گھر کے سامنے آ رکیں۔ ان میں سے فوجی کود کود کر گھر کے چاروں طرف پھیل گئے۔

میرا حلق خشک ہوگیا تھا، ذہن نے ایک دم خطرے کی گھنٹی بجائی تھی اور میرا خیال

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



درست نکلا۔ بہت سے فوجیں رائفلیں تانے اندر گھس آئے تھے۔

"تم رتن کمار ہو؟" ایک افسر نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں ہی ہوں۔"

"اٹھو۔" اس نے کہا اور میں اٹھ کھڑا ہوا۔ "تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہے۔"

"جی۔" میرے منہ سے نکلا۔

بستی کے دوسرے لوگ سہمے کھڑے ہوئے تھے۔ فوج کے آگے کسی کی کیا مجال تھی کہ کوئی میرے بارے میں سوال کرتا۔ بدری کاکا پھٹی پھٹی آنکھوں سے فوج کی یہ کارروائی دیکھ رہے تھے فوجیوں نے مجھ پر بندوقیں تانی ہوئی تھیں اور میں خاموشی سے ان کے ساتھ چل رہا تھا پھر جس ٹرک میں مجھے بٹھایا گیا اس میں میں نے اجے کمار کو بھی دیکھا۔ پتھرائے ہوئے چہرے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس نے مجھ سے نگاہیں نہیں ملائی تھیں۔ میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموشی سے بیٹھ گیا۔ فوجی ٹرک میں واپس چڑھ آئے تھے۔ تمام گاڑیاں مجھے لے کر چل پڑیں۔ میں نے اپنے چہرے پر ایسے تاثرات پیدا کر لیے تھے جیسے کہ میں بہت زیادہ سہما ہوا ہوں۔ بس جو بھی صورت حال پیش آئی تھی اس کا ابھی صحیح طور سے تجزیہ نہیں کر سکتا تھا لیکن ذہن چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ میری گرفتاری میں اجے کمار کا ہاتھ ہے گو یہ سب کچھ انجانے میں ہوا ہوگا' اس نے کسی سے میرا تذکرہ کیا ہوگا بات آگے بڑھ گئی ہوگی اور ان لوگوں کو شبہ ہو گیا ہوگا بہرحال میں ایک فوجی کو قتل کر کے یہاں تک پہنچا تھا اور لازمی امر ہے کہ وہ لوگ کسی ایسے شخص کی تلاش میں ہوں گے جو ایک فوجی کو قتل کر کے سرحد پار کر کے یہاں تک آگیا ہے' مجھے شک کی بنیاد پر ہی گرفتار کیا گیا تھا اور اب ظاہر ہے مجھ پر جو کچھ بیتنے والی تھی اس کا اندازہ کیا جا سکتا تھا۔

بہرحال میں خاموشی سے بیٹھا۔ تقدیر کا یہ دلچسپ فیصلہ بھی مجھے قبول ہی تھا۔ فوجی گاڑیوں کا سفر جاری رہا اور کچھ دیر کے بعد مجھے سرحدی چھاؤنی پر پہنچا دیا گیا لیکن ایک ایسے حصے میں' جہاں باقاعدہ فوجی پڑاؤ تھا اور بیرکیں بنی ہوئی تھیں گو یہ بیرکیں قیدیوں کے لیے نہیں تھیں لیکن پھر بھی ان میں ایک ایسا پورشن ضرور رکھا گیا تھا جہاں سرحد سے



گرفتار ہونے والے جاسوسوں کو قید رکھا جا سکے اور ایسی ہی ایک بیرک میں مجھے پہنچا دیا گیا۔ ابتدائی طور پر شاید وہ میرے بارے میں پہلے اپنی تحقیق مکمل کر لینا چاہتے تھے۔ بیرک کے چوبی فرش پر بیٹھ کر میں نے آئندہ کے بارے میں سوچا ظاہر ہے یہ لوگ مجھے ضیافت کے لیے نہیں لائے تھے۔ میری جو درگت بننے والی تھی اس کا مجھے اندازہ تھا۔ سوال یہ تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کھال اتروا کر خاموش رہوں یا عقل استعمال کروں۔ فیصلہ یہی کیا کہ کھال اتروانا مناسب نہیں ہے۔ ساری حقیقت ان لوگوں کے سامنے کھول دوں اور پھر قسمت کے فیصلے کا انتظار کروں۔ یہ میرا آخری فیصلہ تھا۔

بیرک میں مجھے چھ گھنٹے گزارنے پڑے اس کے بعد کچھ فوجی بیرک میں آئے اور مجھے وہاں سے باہر نکال لیا گیا۔ ایک دوسرے بیرک میں مجھے چند افسروں کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان میں میجر کے عہدے کے ایک شخص نے کہا۔

"لباس اتار دو۔"

"جی؟" میں نے کہا۔

"اپنا لباس اتار دو۔"

"یہ کام میں اپنے ہاتھ سے نہ کر سکوں گا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"حکم عدولی کی سزا جانتے ہو؟"

"میں حکم عدولی نہیں کر رہا جناب۔ آپ کسی اور سے کہیں کہ وہ میرا لباس اتار دے۔ ویسے لباس اتار کر اگر آپ میری نوعیت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو وہ میں خود بتا دوں گا۔"

"تمہارا نام رتن کمار ہے؟"

"نہیں۔"

"کیا؟" میجر چونک پڑا۔

"ہاں۔ میرا نام رتن کمار نہیں ہے۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟"

www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ارشاد احمد۔"

"مسلمان ہو؟"

"ہاں۔"

"پڑوسی ملک سے تعلق رکھتے ہو؟"

"ہاں۔"

"جاسوس ہو؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ وہ لوگ میری گفتگو میں بڑی دلچسپی محسوس کر رہے تھے۔

"کچھ دن قبل سرحد عبور کر کے آئے ہو؟"

"ہاں۔"

"ایک ٹرک میں سرحد عبور کی تھی؟"

"ہاں۔"

"ایک فوجی کو قتل کیا تھا؟"

"ہاں۔" میں نے کہا۔ اب وہ لوگ کچھ بوکھلائے ہوئے سے نظر آ رہے تھے۔ میرے ان تمام اعترافات سے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل رہی تھیں لیکن میں اپنے منصوبے پر عمل کر رہا تھا۔

"گویا تم ایک فوجی کے قتل کا اعتراف کرتے ہو؟" میجر نے سوال کیا۔

"جی ہاں جناب۔"

"تم نے اسے کیوں قتل کیا؟"

"اس لیے کہ اگر میں اسے نہ قتل کرتا تو وہ مجھے قتل کر دیتا۔ وہ میری بات نہیں سننا چاہتا تھا۔"

"لیکن تم نے سرحد کیوں عبور کی؟" میجر نے سوال کیا۔

"دیکھیے جناب میں آپ کو وہ تمام جوابات دے رہا ہوں جو آپ سوال کر رہے ہیں



اب میں آپ سے صرف ایک درخواست کرتا ہوں۔"

"کیا؟" میجر نے کہا۔

"جو انکشاف میں کرنا چاہتا ہوں وہ اتنا اہم ہے کہ آپ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ہاں کے کسی افسر اعلیٰ سے گفتگو کروں' میرے پاس جو معلومات ہیں وہ آپ کے ملک کے لیے اس قدر قیمتی ہیں کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔ میں بے مقصد ہی یہاں نہیں آیا ہوں' بلکہ ایک پورا منصوبہ میرے ذہن میں ہے اور وہ منصوبہ آپ کے ملک کے مفاد میں ہے اگر وہ آدمی میری بات سن لیتا اور مجھے فوجی حکام کے پاس پہنچا دیتا تو میں اسے کبھی قتل نہیں کرتا۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے کہ آپ مجھے کسی افسر اعلیٰ کے پاس پہنچاتے ہیں یا نہیں یا پھر میرے اس انکار کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ میں یہ سب کچھ آپ کے سامنے بھی کہہ سکتا ہوں لیکن یہ ایک اہم فوجی راز ہے جو پوری طرح آپ کے ملک کے مفاد میں ہے۔"

ان لوگوں کے چہروں پر کشمکش نظر آنے لگی پھر وہ سرگوشیوں میں آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد اس میجر نے کہا۔ "اور اگر اس میں کوئی فراڈ ہوا تو؟"

"مجھے گولی مار دی جائے۔"

"ٹھیک ہے۔ اسے بیرک میں پہنچا دو۔" میجر نے کہا اور اس کی ہدایت پر عمل کیا گیا۔ وہی بیرک تھا لیکن اب اس کے گرد سخت پہرہ کر دیا گیا تھا مجھے کوئی بارہ گھنٹے پھر گزارنے پڑے۔ دوسرے دن علی الصباح مجھے پھر بیرک سے نکالا گیا اور اس بار مجھے ایک کرنل کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔

"کرنل چہرے ہی سے درندہ نظر آتا تھا۔ اس نے بھوکی نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔" سنا ہے تم کوئی انکشاف کرنا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"کیا؟"

"آپ کے آدمی مجھے غیر ملکی جاسوس سمجھ رہے ہیں جبکہ میں آپ کے وطن کے

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



مفاد کے لیے کام کر رہا ہوں۔"

"ویری گڈ۔ وہ کیسے؟"

"کیا میں اعتماد کے ساتھ آپ سے بات کر سکتا ہوں؟"

"ہاں۔"

"تو پھر مختصر تفصیل سنئے۔ میرا تعلق اس گروپ سے ہے جو آپ کے پڑوسی ملک کو اسلحہ سپلائی کر رہا تھا۔ اس کے سربراہ کا نام جیکب تھا۔ میں مسٹر جیکب کے اہم آدمیوں میں سے ہوں اور جب پڑوسی ملک میں اسلحے کی ترسیل کا راز کھل گیا تو تمام لوگ گرفتار ہوگئے۔ میں مسٹر جیکب کو لے کر سرحد عبور کر رہا تھا کہ راستے میں پڑوسی ملک کے سرحدی محافظوں نے حملہ کیا اور میں ان سے بچتا ہوا یہاں نکل آیا۔ مسٹر جیکب راستے سے لاپتا ہوگئے میں بچ کر نکل آیا۔ یہاں داخل ہوا تو مجھے جاسوس سمجھ کر ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی اور مجبوراً مجھے آپ کے ایک آدمی کو قتل کرنا پڑا پھر مجھے چھپنا پڑا مجھے مسٹر جیکب اور ان کی آرگنائزیشن کی تلاش ہے۔"

میرے ان الفاظ نے کرنل کے چہرے پر نمایاں تبدیلی پیدا کر دی تھی وہ متجسس نظر آرہا تھا اور اس کے چہرے کو دیکھ کر ہی مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ میرا تیر ٹھیک نشانے پر لگا ہے۔ کرنل کو ضرور جیکب کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ وہ چند لمحات خاموش رہا پھر اس نے کہا۔ "تمہارا نام ارشاد ہے؟"

"جی سر۔"

"اور مسٹر جیکب تمہیں پہچان سکتے ہیں۔"

"نہ صرف پہچان سکتے ہیں سر بلکہ ہوسکتا ہے ان کی آرگنائزیشن میں میرا نام موجود ہو کیونکہ میں مسٹر جیکب کی گڈ بک میں ہوں۔"

"ٹھیک ہے' بے شک تمہیں یہ تفصیل میرے سامنے ہی بیان کرنی چاہیے تھی لیکن اگر اس میں کوئی غلط بیانی ہوئی؟"

"میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے کہ غلط بیانی پر مجھے بے دریغ گولی مار دی جائے۔



ویسے سر آپ سے کوئی سوال کرنے کی جرات نہیں کر سکتا بس اتنا جاننا چاہتا ہوں کہ کیا مسٹر جیکب زندہ ہیں؟"

"اس سوال کا جواب تمہیں نہیں دیا جاسکتا۔" کرنل نے کہا اور اس کے بعد اس نے بھی پہلے ہی کی مانند اپنے آدمیوں کو بلایا لیکن اس نے کچھ خاموشی سے ہدایات دی تھیں انھیں اور ان ہدایات کا مطلب میری سمجھ میں آگیا تھا۔ کیونکہ اس بار مجھے اس بیرک میں نہیں بھجوایا گیا بلکہ ایک الگ اور کافی بہتر جگہ پہنچا دیا گیا یہاں صاف ستھرا بستر بھی تھا' غسل خانہ بھی تھا' بہرحال میری حیثیت ابھی تک ایک قیدی ہی کی تھی۔ لانے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"تمہیں کھانا پہنچا دیا جائے گا اور کسی شے کی ضرورت ہو تو بتا دو۔ ہوسکتا ہے تمہیں یہاں زیادہ وقت گزارنا پڑے۔"

"مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔ بے حد شکریہ۔" میں نے کہا اور بیرک کا دروازہ بند ہوگیا۔

میری تدبیر کارگر رہی تھی۔ میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ اس کا نتیجہ اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ لوگ میری کھال اتار کر بھس بھر دیتے۔ بہرحال اب بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا لیکن دل کو کسی حد تک اطمینان ہوگیا تھا۔

غسل خانے میں جاکر غسل کیا اور تازہ دم ہوکر بستر پر آگیا پھر کھانا پیش کیا گیا۔ بھاجی' ترکاری' پوریاں اور پھل تھے۔ میں نے دشمن کے گھرانے والے اس رزق پر اللہ کا شکر ادا کیا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ اس کے بعد میں آرام سے سو گیا تھا۔ غرض یہ کہ اب یہاں بھی عیش کی گزرنے لگی اور دو دن اسی طرح گزر گئے۔ تیسرے دن کچھ لوگ آئے۔ ان میں ایک فوٹوگرافر بھی تھا جس نے میری تصویر بنائی اور وہ لوگ چلے گئے۔ وہ جو کارروائی کر رہے تھے مجھ اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ مزید دو دن اور گزر گئے۔

پھر ایک دن صبح کچھ لوگ آئے جن میں وہ کرنل بھی شامل تھا۔ خلاف توقع اس نے مسکرا کر نرم لہجے سے بات کی۔ "ہیلو ارشاد۔"

ندیم
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



”گڈ مارننگ سر۔“

”مارننگ۔ آپ ٹھیک ہیں؟“

”تھینک یو سر۔“

”کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی آپ کو؟“

”میں شکر گزار ہوں۔“

”اوکے۔ آپ کو تھوڑا سفر کرنا ہے۔“

”میں حاضر ہوں سر۔“

”تیار ہو جائیے۔“

”میں تیار ہوں۔“ میں نے کہا پھر مجھے بیرک سے نکال لیا گیا۔ ایک بڑے ٹرک میں بٹھا کر اس سفر کا آغاز کر دیا گیا اور ٹرک کا یہ سفر کوئی آدھے دن تک جاری رہا لیکن دوران سفر چائے اور پھلوں سے میری تواضع کی گئی تھی اور ہم سفروں کا رویہ میرے ساتھ بہترین تھا۔ کوئی تین بجے ہم ایک اور چھاؤنی پہنچے۔ یہاں ایک ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا تھا اور ہیلی پیڈ پر تین ہیلی کاپٹر کھڑے ہوئے تھے۔ وقت ضائع نہیں کیا گیا۔ مجھے لانے والوں میں سے دو آدمی مجھے ساتھ لیے ہوئے ہیلی پیڈ کی جانب چل پڑے اور اور ایک ہیلی کاپٹر کے سامنے رک گیا۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا غالباً اسے علم تھا کہ اسے کہاں جانا ہے۔ چنانچہ میں ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں بیٹھ گیا۔ بہرحال میرے ذہن میں شدید تجسس تھا۔ پتا نہیں یہ کارروائی کس نوعیت کی ہے اور مجھے اس میں کہاں تک ملوث رہنا ہو گا نہ جانے کیوں دل میں یہ تصور بھی ابھر رہا تھا کہ جیکب شاید زندہ ہے اور یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میرے بارے میں اتنی آسانی سے تصدیق نہیں ہو سکتی تھی۔ غرض یہ کہ تھوڑی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا اور ہیلی کاپٹر کا یہ سفر بھی تقریباً پینتالیس یا پچاس منٹ تک جاری رہا پھر میں نے نیچے جھانک کر دیکھا کوئی عظیم الشان پروجیکٹ تھا بہت بڑے احاطے میں پھیلا ہوا اور اس میں اس قسم کی عمارتیں بنی ہوئی تھیں جیسے اٹامک انرجی وغیرہ سے متعلق عمارتیں ہوتی ہیں وہیں ایک



مخصوص حصے میں ہیلی کاپٹر کو اتار دیا گیا اور چند لمحات کے بعد اس کا دروازہ کھل گیا۔ میں نے سامنے دیکھا تو میری بدن میں ایک بار پھر سنسنی سی دوڑ گئی۔ جیکب چند افراد کے ساتھ کھڑا ہوا تھا ان میں کچھ عورتیں بھی شامل تھیں۔ وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا اس نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

”میرے دوست، میری جان ارشاد۔“ اور پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر مجھ سے لپٹ گیا۔

میں بظاہر بے تابی کا مظاہرہ کر رہا تھا لیکن دل ہی دل میں خدا کا شکر بھی ادا کر رہا تھا کہ میری کارکردگی کی جو ڈور ٹوٹ گئی تھی وہ پھر سے جڑ گئی ہے جیکب کے مل جانے کا مطلب یہ تھا کہ اب یہاں سے کہانی آگے بڑھے گی۔

☆☆☆☆

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM



جیکب میرے ساتھ بے حد مخلص ہو گیا تھا۔ حالات نے کچھ اس طرح ساتھ دیا تھا کہ اسے اور اس کے پورے مشن کو تباہ کرنے کے باوجود کوئی ایک لمحہ ایسا نہیں آیا تھا جب اسے مجھ پر کوئی شبہ ہو سکتا۔ سب کچھ بہترین رہا تھا۔ اور پھر بات یہاں تک آ گئی تھی۔

چنانچہ اس وقت بھی اس نے نہایت خلوص کے ساتھ میرا استقبال کیا تھا اور بہت دیر تک مجھ سے لپٹا رہا تھا پھر وہ مجھے خود سے الگ کر کے سر سے پاؤں تک دیکھنے لگا پھر بولا۔

"تمہیں کوئی اذیت تو نہیں دی گئی؟"

"نہیں مسٹر جیکب میرے ساتھ تعاون کیا گیا اور میری بات سنی گئی۔"

"تب میں اپنے دوستوں کا شکر گزار ہوں۔ شاید آپ لوگ یقین نہ کریں کہ میں اس جانباز کے لیے شدید اذیت کا شکار تھا اور میرا دل اس کے لیے روتا تھا۔" اس نے وہاں موجود دوسرے لوگوں سے کہا۔

"مبارکباد مسٹر جیکب۔ آپ کو آپ کا دوست مل گیا۔"

"آپ لوگوں کا شکریہ۔" جیکب نے کہا پھر ایک ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور دور کھڑی ہوئی ایک جیپ اسٹارٹ ہو کر ہماری طرف چل پڑی۔ ہم دونوں کھلی جیپ میں بیٹھ کر ہیلی



پیڈ سے چل پڑے۔ میں نے کہا۔

"آپ بالکل خیریت سے ہیں مسٹر جیکب؟"

"ہاں لیکن اس بار زندگی بچانے کے لیے مجھے جس قدر جدوجہد کرنی پڑی ہے میری زندگی کی تاریخ میں نہیں ہے۔"

"میں آپ کے لیے سخت پریشان تھا۔"

"اور میں تمہارے لیے، لیکن ہمارے ستارے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور ایک بار پھر ہمارا مل جانا اس بات کا ضامن ہے کہ تقدیر ہم دونوں سے کوئی بڑا کام لینا چاہتی ہے۔"

"بے شک۔" میں نے خلوص سے کہا لیکن میرے خلوص کا مفہوم کچھ اور تھا۔

ہماری منزل ایک خوبصورت عمارت تھی جس کی سامنے ایک حسین لان تھا جس میں بہت ہی عمدہ سوئمنگ پول بنا ہوا تھا۔ عمارت کے چوڑے دروازے کے دوسری طرف ایک وسیع ہال پھر ایک راہداری جس میں بہت سی لفٹ لگیں تھیں انہی میں سے ایک لفٹ نے ہمیں تیسری منزل پر پہنچا دیا اور پھر دوسری چوڑی راہداری کے ایک کمرے کا دروازہ کھول کر جیکب اندر داخل ہو گیا۔ آسائشوں کا جو تصور کیا جاسکتا تھا وہ اس کمرے میں موجود تھیں۔ جیکب نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔

"وہ واش روم ہے۔ میں تمہارے لیے لباس کا انتظام کرتا ہوں۔"

"شکریہ۔" میں نے کہا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس وقت غسل کی حاجت نہیں تھی لیکن غسل خانے میں داخل ہو کر میں سوچنا چاہتا تھا۔ میں نے لباس اتار کر نل کھول لیے لیکن نل کھول کر میں اس کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا جو دوسری طرف کھلتی تھی اور چونکہ کمرہ تیسری منزل پر تھا اس لیے دور دور تک کے مناظر نظر آتے تھے۔ ان تمام چیزوں کو دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ یہ درحقیقت کوئی بڑا سائنسی پروجیکٹ ہے لیکن یہاں کیا ہو رہا ہے۔ ممکن ہے یہاں سے مجھے کچھ قیمتی معلومات حاصل ہو جائیں اور میں اپنے دوست کو کچھ مفید معلومات فراہم کر سکوں۔ اس کے علاوہ یہاں اپنے لیے جگہ بنانے کا

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



واحد طریقہ یہ ہے کہ میں ان لوگوں سے خوب گھل مل جاؤں مگر دیکھنا یہ تھا کہ جیکب کا پروگرام کیا ہے۔

بہرحال اس کے بعد پانی کے سحر میں کھو گیا اور خلاف توقع غسل نے خوب لطف دیا۔ لیکن اس وقت بری طرح چونک پڑا جب اچانک کوئی واش روم کا دروازہ کھول کر اندر گھس آیا۔ میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک مقامی لڑکی تھی لیکن مغربی لباس میں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ دروازہ کیسے کھل گیا۔ میں نے گھبرا کر کہا۔

"ارے ارے میں نہا رہا ہوں۔"

"تو میں کب منع کر رہی ہوں۔ نہاؤ۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔ کمبخت خوبصورت تھی اور ہنستے ہوئے اور بھی خوب صورت لگ رہی تھی لیکن بہرحال ایک عجیب و غریب انداز تھا اس کا۔ میں نے حیرانی سے کہا۔

"تم باہر جاؤ یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"کیوں نہانے کے بعد کپڑے نہیں پہنو گے۔ میں تمہارے لیے کپڑے لائی ہوں۔"

"تو بابا کپڑے کسی جگہ رکھ دو اور باہر جاؤ۔ یہ کیا طریقہ ہے۔" میں نے کسی قدر جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور وہ پھر ہنس پڑی۔ پھر اس نے ساتھ لائے ہوئے کپڑے ایک جگہ لٹکائے۔ میری طرف دیکھا ہنسی اور باہر نکل گئی۔ میں کسی قدر الجھے ہوئے انداز میں دروازے کی جانب دیکھتا رہا تھا۔ دروازے کے بارے میں تو فوراً ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے اندر باہر دونوں طرف سے کھولا جا سکتا ہے لیکن بہرحال یہ امید نہیں تھی کہ کوئی اس طرح گھس آئے پھر میں نے دل میں سوچا کہ یہ ان لوگوں کا کلچر ہے اور اس کلچر میں ایسے کسی مسئلے کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ واقعی اگر یہاں اپنے لیے کوئی جگہ بنانی ہے تو پھر خود کو انہی کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔ کیا میں ایسا کر سکوں گا۔ دیکھنا یہ تھا کہ یہاں اس جگہ تک پہنچنے میں میرے لیے کیا بہتر صورت حال نکلتی ہے؟

بہرحال غسل کرنے کے بعد میں باہر نکل آیا اور چند لمحوں کے بعد جیکب واپس



آگیا۔ اس کے انداز میں واقعی بڑی محبت اور بڑی اپنائیت تھی لیکن ذہن سے ان تمام احساسات کو دور رکھنا تھا جو مشکلات کا باعث بن جاتے ہیں کسی جذباتی کیفیت میں ہی انسان الجھنوں میں پڑتا ہے مجھے ہر قیمت پر یہ بات مدنگاہ رکھنی تھی کہ جیکب بہرحال میرے وطن کا دشمن تھا اور بہت عرصے تک میرے وطن میں ایسے کام کرتا رہا تھا جو میرے وطن کے لیے نقصان دہ ہوں اور اب میں اس پوزیشن میں آیا تھا کہ جیکب کے ذریعے اپنے وطن کے دشمنوں کو نقصان پہنچاؤں۔ اس سلسلے میں میرا یہاں تک آنا ہوا تھا ورنہ کیا ضرورت تھی کہ اپنی دنیا اپنی رخسار چھوڑ کر یہاں تک آتا۔ جیکب نے مسرور نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"تم یقین کرو، جب میں تم سے جدا ہو گیا تھا ارشاد، تو مجھے یوں لگتا تھا جیسے میں اپنی کوئی عزیز شے کھو بیٹھا ہوں۔ بس حالات کچھ ایسے ہی تھے کہ میں کچھ بھی نہیں کر سکا تھا اور اس کے بعد میں نے یہ تصور کر لیا تھا کہ تم کسی حادثے کا شکار ہو گئے ہو گے لیکن جب مجھے تمہارے بارے میں علم ہوا تو مجھ سے زیادہ خوشی شاید تمہارے بارے میں سن کر کسی اور کو ہوئی ہوگی۔ میں تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی سر۔ میں حاضر ہوں۔"

"یہ بتاؤ تم نے اپنی بیوی کو محفوظ جگہ چھوڑا ہے؟"

"سر جی میں نے اسے اس جگہ چھوڑا ہے جہاں سے وہ میرے پاس آئی تھی اور جہاں اس نے زندگی کے طویل ترین سال گزارے تھے۔"

"ویری گڈ۔ تم وہاں واپس جاؤ گے ارشاد، بلکہ بڑی شان سے واپس جاؤ گے۔ بلکہ تھوڑے بہت عرصے کے بعد یہ بہتر ہوگا کہ تم اپنی بیوی کو وہاں سے بلوا کر اپنے پاس رکھنا۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں تمہارے لیے جگہ بنائی جا سکتی ہے تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تم کتنا بڑا فائدہ حاصل کر چکے ہو اور تمہارے لیے کتنی شاندار جگہ نکل آئی ہے۔"

"سر جی یہ تو آپ کی مہربانی ہے ورنہ میں کس قابل ہوں۔" میں نے کہا۔

"نہیں میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں ارشاد کہ انسان اپنی جگہ خود بناتا ہے۔ خیر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں تم سے بہت زیادہ باتیں نہیں کروں گا جو کچھ ہے تمہاری نگاہوں کے سامنے' وہ خود بخود سامنے آجائے گا۔"

"سر جی یہ کون سی جگہ ہے؟" میں نے متجسس انداز میں پوچھا اور جیکب مسکرانے لگا۔

"بہت اہم جگہ ہے۔"

"جی وہ تو ہمیں لگتا ہے۔ یہاں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک نئی ہی دنیا آباد ہے۔ ایک نئی حکومت ایک نئی مملکت۔"

"ہاں ایسا ہی سمجھو۔ یہ ایک بہت بڑا پروجیکٹ ہے اور بڑی سنسنی خیز اہمیت کا حامل۔"

"لگتا ہے سر جی لگتا ہے۔"

"ویسے تم بھی یہاں ہوشیار رہنا میرا مطلب ہے اب ہمارے مفادات اس جگہ سے منسلک ہیں۔"

"سر جی مجھے تو آپ جو ہدایات دیں گے میں آنکھیں بند کرکے ان پر عمل کروں گا۔ مجھے کیا پڑی ہے کسی بارے میں سوچنے کی آپ جو موجود ہیں۔"

"تمہیں مجھ پر بہت بھروسا ہے ارشاد۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں سر۔ آپ بھروسے کی بات کرتے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ کا حکم ملے تو ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن کاٹ کر آپ کے پیروں میں ڈال دیں گے۔"

"تھینک یو ارشاد تھینک یو۔ تم واقعی انتہائی قابل اعتماد انسان ہو۔ اصل میں ارشاد یہ ایک پروجیکٹ ہے اس ملک کا۔ یہاں میزائل تیار ہو رہے ہیں اور یہ میزائل دشمنوں کے لیے بڑی تشویش کا باعث ہیں۔ دشمن اس پروجیکٹ کو پریشانی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے خلاف کبھی بھی کوئی سازش ہو سکتی ہے۔ میزائل کی تیاری میں کافی عرصہ گزر چکا ہے اور اب اس کی تکمیل ہو چکی ہے۔ تھوڑے دن کے بعد یہ لوگ اس



میزائل کا تجربہ کرنے والے ہیں اور اس سلسلے میں سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے ہیں۔ ہماری تنظیم سے بھی رابطہ قائم کیا گیا ہے اور تنظیم کو انتہائی مناسب معاوضے پر اس کام کے لیے تیار کر لیا گیا ہے کہ وہ اس پروجیکٹ کی حفاظت کرے اور اس کے اندر ہونے والی کارروائیوں کی نگرانی کرے۔ میزائل کا تجربہ بہت جلدی ہو جائے گا اور پھر ہماری یہاں سے ڈیوٹی ختم ہو جائے گی۔ تنظیم اصل میں ٹھیکے لیا کرتی ہے مختلف ممالک سے اور مختلف ملکوں کے لیے کام کرتی ہے۔ یہی ہمارا طریق کار ہے۔ ہم اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ کون کس ملک کے خلاف کیا کچھ کر رہا ہے اور کس کے لیے کیا کرنا چاہیے یا نہیں کرنا چاہیے۔ ہم تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاوضے کیا ہیں اور ہمیں ہماری کاوشوں کی کیا قیمت ادا کی جاتی ہے۔"

"سمجھ رہا ہوں سر' سمجھ رہا ہوں۔"

"تو یہ صورت حال ہے' بہرحال تم یہ دیکھو کہ ہماری تنظیم کی ساکھ کتنی ہے حالانکہ یہ ایک اہم ترین پروجیکٹ ہے اور یہاں قدم رکھنے کے لیے انسان کو نجانے کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے لوگوں کے اجازت نامے حاصل کرنے پڑتے ہیں اور پروجیکٹ انچارج کی جب تک اجازت نہ ہو اس وقت تک کوئی چڑیا بھی اس طرف پر نہیں مار سکتی لیکن تمہیں کتنی خوبصورتی اور آسانی سے یہاں بلایا گیا۔ بس اس سے سمجھ لو کہ ان لوگوں کی نگاہوں میں میری اور ہماری تنظیم کی کیا اہمیت ہے۔"

"سر وہ تو پتا چل ہی رہا ہے۔"

"اچھا ارشاد ابھی تو تم آرام کرو گے۔ سیر و سیاحت کرو گے یہاں۔ میں تمہارے لیے کوئی نہ کوئی ایسا گائیڈ مقرر کر دوں گا جو تمہیں تھوڑا بہت پروجیکٹ گھما دے۔ دیکھو جن علاقوں میں جانے کی اجازت نہیں ہے ان علاقوں میں جانے کے لیے ضد نہ کرنا۔ یہ ایک مجبوری ہوتی ہے۔ باقی یوں سمجھ لو کہ پورا پروجیکٹ ایک شاندار تفریح گاہ ہے۔ یہاں چھوٹے چھوٹے کلب بھی ہیں اور ایسی دوسری جگہیں بھی ہیں جہاں جاکر تم آ سے تفریح کر سکتے ہو۔ اب میری طرف سے تمہیں مکمل آزادی ہے۔ خوب گھومو پھرو

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اور عیش کرو کسی بھی بات کی پروا نہ کرو۔ میں تمہیں ہنس رام سے ملائے دیتا ہوں۔ یہ ہنس رام بہت اچھا آدمی ہے۔ ڈرائیور بھی ہے اور یوں سمجھ لو کہ یہاں کی ایک ایک چیز سے واقف ہے۔ بس وہ تمہیں ہر جگہ کی سیرا کرادے گا۔"

"سر جیسا آپ مناسب سمجھیں' ویسے سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے سیر وسیاحت سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔ بس میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے سپرد جلد از جلد کوئی کام کردیں۔"

"اطمینان سے رہو۔ اطمینان سے رہو۔ جب بھی کوئی مناسب موقع ہوگا میں تمہیں کوئی نہ کوئی کام سونپ دوں گا۔"

اس کے بعد کوئی ایسی اہم بات نہیں ہوئی جو قابل ذکر ہو۔ رہائش گاہ میں مجھے ہر طرح کی سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔ کھانا وغیرہ بھی دیا گیا تھا۔ یہ شکر ہے کہ یہ لوگ سبزیوں پر گزارہ کرتے تھے اور اس طرح یہاں میری گزر بسر آسانی سے ہوسکتی تھی۔ دودھ پھل اور سبزیاں یا پھر اناج سے بنی ہوئی اشیاء' گوشت بے شک یہاں کھایا جاتا ہوگا لیکن اس کے لیے الگ اہتمام کیا جاتا ہوگا لیکن مجھے کسی چیز کی پروا نہیں تھی۔

پھر میرا ہنس رام سے تعارف کرایا گیا۔ ہنس مکھ قسم کا آدمی تھا۔ ضرورت سے زیادہ بولنے والا۔ اس نے مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آج دو قومیں یکجا ہو رہی ہیں مگر یار ہم لوگوں کے ہاتھ ملا لینے سے کیا ہوتا ہے۔ ہمارے سیاستدان اور ہمارے ملک والے بھی ہاتھ ملائیں تو بات بنتی ہے۔"

"یہ کام سیاستدانوں کا ہے ہنس رام ہمیں ان تمام چیزوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے۔"

"بالکل ٹھیک کہتے ہیں آؤ۔ موسم بہت اچھا ہے۔ باہر گاڑی میں بیٹھ کر سیر کریں گے۔ جیکب صاحب نے مجھے تمہارے بارے میں مکمل ہدایات دے دی ہیں۔" میں مسکراتا ہوا اس کے ساتھ باہر نکل آیا تھا۔

کھلی چھت کی خوبصورت کار ہماری منتظر تھی۔ ہنس رام کے ساتھ میں کار میں جا



بیٹھا اور کار اسٹارٹ ہوکر آگے بڑھی۔ سوئمنگ پول پر بڑی رونق تھی اور بہت سے حسین چہرے اور حسین جسم اس کے اردگرد نظر آرہے تھے۔ یہ ایک رہائش گاہ تھی اور یہاں پروجیکٹ پر کام کرنے والے بہت سے خاندان آباد تھے۔ بہرحال ہم بڑے گیٹ سے باہر آئے۔ ہنس رام بڑا خوش مزاج آدمی تھا۔ کہنے لگا۔

"ارشاد جی جیون کے بارے میں پتا نہیں انسان کے کیا کیا خیالات ہوتے ہیں۔ ہمارا تو ایک نظریہ ہے۔"

"وہ کیا ہنس رام جی؟"

"محنت سے کام کرو' جس پیشے سے منسلک ہو جاؤ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ روزی حاصل کرو اور جب روزی مل جائے تو پھر جیون کا ہر لمحہ عیش سے گزارو۔ زیادہ چنتا ہی میں نہ پڑو۔"

"اچھا خیال ہے۔"

"اب دیکھو نا ارشاد جی! زندگی کے تھوڑے سے سال ہوتے ہیں بچپن نا سمجھی میں گزرتا ہے جوانی سمجھ لاتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ آرزوئیں بھی لاتی ہیں ان آرزوؤں کو پورا کرنے کے لیے تھوڑے سے سال ملتے ہیں۔ سومن سے کھیلو من سے کھاؤ۔ پھر بوڑھے ہو جاؤ اگر بھگوان اس کا موقع دے۔ ورنہ مرنا تو کسی بھی وقت پڑ جاتا ہے کیا خیال ہے تمہارا؟"

"ٹھیک ہے۔"

"شادی کی ہے تم نے؟"

"ہاں۔"

"ارے ارے کیوں کرلی بھائی؟"

"کیا مطلب؟ شادی نہیں کرنی چاہیے۔"

"بالکل نہیں کرنی چاہیے۔"

"کیوں؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے بھائی خوامخواہ کسی کو پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔ اس کی ذمے داری اپنے سر لو اپنی ذمے داری اس کے سر دو' وہ بھی مصیبت' تم بھی اس کے لیے مصیبت۔ نہ اس کی آزادی نہ تمہاری آزادی' ارے کیا فائدہ بابا۔ عورت ماں کے روپ میں ٹھیک ہے۔ چلو ماں کو زیادہ شوق ہوا تو دو چار بہن بھائی' بس باقی عورت ہی رہنی چاہیے۔ بس سمجھنے کی بات ہے۔ سمجھ سکتے ہو تو سمجھ لو۔" میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا۔

"یہ آپ کی سمجھ ہے ہنس رام جی۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" جواب میں وہ بھی ہنسنے لگا پھر اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ادھر بڑی خوبصورتی سے یہ باغ لگایا گیا ہے۔ بڑے پھل دیتا ہے یہ باغ' لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہ ایک عجیب و غریب تجربہ گاہ ہے۔"

"کیسے؟"

"تمہارے خیال میں ان درختوں کی عمر کیا ہوگی؟"

"اس بارے میں میں کوئی تجربہ نہیں رکھتا۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہت چھوٹی عمر ہے ان کی۔ سائنس دانوں نے یہاں یہ تجربہ کیا تھا کہ اگر درختوں کو وقت سے پہلے اگا دیا جائے تو وہ پھل دیتے ہیں یا نہیں۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات۔ اس نوخیزی کی عمر میں۔ وہ ایک آنکھ دبا کر ہنسنے لگا۔ مجھے بھی ہنسی آگئی تھی۔ میں نے کہا۔"

"تو پھر کیا نتیجہ نکلا؟"

"پھولوں سے بھرے ہوئے ہیں یہ باغ۔"

"گویا سائنس دانوں کا تجربہ کامیاب رہا۔"

"نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ذرا ان کے پھل چکھ کر دیکھو۔ پھیکے' بدمزہ' بے کار' ہر قسم کی قوت سے عاری۔ ان میں وہ بات ہی نہیں ہے جو ان کی نسل میں ہوتی ہے۔ یعنی یہ وقت سے پہلے پیدا ہو جانے والے پھل کسی مصرف کے نہیں ہیں۔"



"یہ بات تو بہت دور تک جاتی ہے ہنس رام جی۔"

"یہی تو میں کہہ رہا تھا۔"

"کیا واقعی اس باغ کے بارے میں آپ درست کہہ رہے ہیں؟"

"کہا نا میں نے تمہیں اس پروجیکٹ کے بارے میں بتا رہا ہوں غلط کوئی بھی بات نہیں ہے۔ وہ ادھر جو تمہیں گول گول گنبد نظر آرہے ہیں نا۔"

"جی۔"

"وہ سب سے خطرناک علاقہ ہے۔ وہاں ہمارے میزائل پروجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ یار سچی بات پوچھو تو مجھے تو افسوس ہوتا ہے مگر چونکہ تم نئے آدمی ہو اس لیے کہے دے رہا ہوں۔"

"کیا؟"

"کیوں بنا رہے ہیں ہم لوگ میزائل۔ اس لیے کہ پڑوسی ملک پر گرائیں۔ انسانوں کو مار دیں۔ یا ان میں سے کون کون ہمارا دشمن ہوگا۔ ہم تو ان میں سے کسی کو جانتے بھی نہیں ہیں۔ کیا یہ دنیا اب اسی لیے رہ گئی ہے کہ میں تمہیں ماردوں تم مجھے مار دو۔ یار کہیں کوئی ایسی جگہ بچی ہے جہاں محبتوں کے میزائل گرائے جا سکیں جہاں ان میزائلوں میں پھول بھر کر پڑوسی ملکوں کی آبادیوں پر گرایا جاسکے۔ انھیں محبت کا پیغام دیا جاسکے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہم لوگ برابر والوں کو دشمن کی نگاہ سے ہی کیوں دیکھتے ہیں۔ ان نگاہوں میں محبت نہیں آسکتی۔"

ایک لمحے کے لیے دل و دماغ پر شدید اثر ہوا تھا لیکن پھر میں نے خود کو فوراً سنبھال لیا تھا۔ پتا نہیں یہ شخص اس مزاج کا انسان ہے یا پھر ایسے ہی بات کر رہا ہے بہرحال دشمن ملک کا آدمی تھا اور جو کچھ بھی کہہ رہا تھا وہ ایک الگ نوعیت کی بات تھی لیکن فکر ضرور تھی اس میں۔ واقعی یہ شخص کم از کم ہنس رام میرا دشمن نہیں تھا۔ میرا اس سے کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ لیکن موقع ملنے پر میں اسے بھی ہلاک کرنے سے دریغ نہ کرتا صرف اس تصور کے تحت کہ یہ دشمن ملک کا آدمی ہے کیا ہیں انسانی خیالات کیا ہیں

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



انسانی افکار؟

وہ مجھے پورے پروجیکٹ کی سیر کراتا رہا۔ بڑی حسین جگہ بنائی گئی تھی۔ سڑکوں کے جال بچھے ہوئے تھے اور ان کے اطراف میں حسین سبزہ زار جن پر رنگ برنگے پھول لہرا رہے تھے۔ لوگ بے فکری سے سیرو سیاحت میں مشغول تھے۔ کوئی کسی کی جانب سے متردد نہیں تھا سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ جگہ جگہ خاص قسم کے پورشن بنے ہوئے تھے ان میں سائنسی امور پر کام ہو رہا تھا۔ ہنس رام مجھے تمام چیزیں دکھاتا جارہا تھا اور اس نے تقریباً تمام تفصیلات مجھے بتا دی تھیں پھر کافی دیر کے بعد ہم ایک چھوٹے سے اوپن ایئر ریسٹورنٹ میں جا بیٹھے۔ جہاں مختلف لوگ نظر آرہے تھے ہنس رام نے کہا۔

"یہاں سب کچھ مفت ملتا ہے کیونکہ یہ جگہ صرف پروجیکٹ کے کارکنوں کے لیے ہے۔"

ایک عجیب سماں ایک عجیب ماحول تھا۔ میں کافی متاثر ہوا۔ بہرحال اس کے بعد واپسی ہوئی۔ رات کو جیکب نے ہنستے ہوئے مجھ سے کہا۔

"ہنس رام نے تمہارے لیے کلیرنس رپورٹ دے دی ہے؟"

"میں نہیں سمجھا سر۔"

"وہ ہوم انٹیلی جنس کا نمائندہ ہے۔ میرا مطلب ہے پروجیکٹ انٹیلی جنس' جو ہر نئے آدمی کو چیک کرتی ہے۔ میرا خیال ہے تم نے اسے بھی کافی متاثر کیا ہے کیونکہ تمہارے بارے میں اس کی رپورٹ بہت اچھی ہے۔"

"اوہو مجھے نہیں معلوم تھا سر۔"

"نہیں کوئی خاص بات نہیں ہے میں اگر چاہتا تو تمہیں پہلے سے آگاہ کر سکتا تھا لیکن یہ بھی تم پر اعتماد کا اظہار تھا میری طرف سے' کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم کس قسم کے آدمی ہو۔ ان لوگوں کے لیے بے شک تم نئے ہو لیکن میرا تمہارا جو ساتھ رہ چکا ہے۔"

وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگیا۔ میں نے ممنونیت سے کہا۔

"مجھے تو حیرت ہوتی ہے سر کبھی کبھی۔"



"کس بات پر؟"

"یہی کہ میں نے تو آپ کے لیے کچھ بھی نہیں کیا ہے یہ تو صرف آپ کی اچھائی ہے کہ آپ نے میری چھوٹی چھوٹی باتوں کو اس قدر اہمیت دی ہے۔"

"یہی تو دلچسپ بات ہے ارشاد۔ اصل میں انسان کو اوپر اوپر سے کتنا ہی دیکھ لیا جائے اگر وہ اندر سے نظر آجائے تو پھر بات ہوتی ہے۔ میں نے تمہیں اندر سے دیکھا ہے اور اوپر کی بات کی جائے تو حقیقت بھی یہی ہے کہ میری زندگی اس وقت تمہاری مرہون منت ہے۔ ورنہ کئی ایسے مواقع آئے تھے جب میں موت کا شکار ہو سکتا تھا۔"

"سر جانے دیجئے ان باتوں کو۔ مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔"

"اب ایسا ہے ارشاد علی کہ ہمیں ایک مخصوص وقت تک یہاں قیام کرنا ہوگا۔ ان لوگوں کا میزائل کا تجربہ کامیاب ہو جائے تو پھر ہم یہاں سے آگے بڑھیں گے ہمارے سامنے تو ایک وسیع دنیا ہے۔ نیا ٹھیکہ ملے گا کام کریں گے اور آمدنی ہی آمدنی۔ سمجھ رہے ہو نا میرا مطلب۔ تمہارے ملک میں جو کام میں نے کیے ہیں ان کے بدلے ہماری تنظیم کو زبردست منافع حاصل ہوا ہے۔ اس منافع کی تقسیم ہوگی اور ہمارے حصے میں بھی بہت کچھ آئے گا۔ میں نے تمہارا نام آگے بڑھا دیا ہے۔"

"سر مجھے تو بس آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوگی۔ میری تو یہ درخواست ہے جہاں آپ ہوں وہیں مجھے اپنے ساتھ رکھیں۔ ورنہ شاید اگر آپ نے مجھے آگے بڑھایا تو میں موثر طور پر کام نہ کر سکوں۔"

"میری جان تمہیں اپنے آپ سے جدا کون کرے گا لیکن ایک بات سنو' بیوی وہاں موجود ہے اسے بھول جاؤ زندگی عیش کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔ ورنہ انسان کا دل ماحول سے بہت جلد اکتا جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم خوش و خرم رہو اور ماحول کو اپنی پسند کے مطابق ڈھال لو۔"

"جی سر۔"

"تم اگر چاہو تو میرے برابر کا ایک کمرہ اور خالی ہے میں تمہیں وہ دلوا سکتا ہوں۔"

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



اس وقت تک کے لیے جب تک کہ کسی اور ذمہ دار شخصیت کو یہ کمرہ درکار نہ ہو۔"

"سر مجھے کیا کرنا ہے؟" میں نے سوال کیا اور جیکب ہنس پڑا۔ پھر بولا۔

"لے لو وہ کمرہ لے لو۔ نہ دل چاہے نہ رہنا۔ میرے ساتھ ہی رہنا لیکن تمہیں اس کا کیا کرنا ہے۔ یہ بعد میں پتا چل جائے گا۔" میں نے شانے ہلا دیے تھے۔

پھر مجھے برابر کے کمرے میں منتقل کر دیا گیا اب تک جو کچھ ہوا تھا وہ میرے لیے بڑی اہمیت کا حامل تھا لیکن افسوس کرنل امیر شاہ کو کوئی اطلاع دینے کی پوزیشن میں نہیں تھا اور اتنا بڑا خطرہ مول بھی نہیں لے سکتا تھا۔ ٹرانسمیٹر وغیرہ سب میں نے اپنے آپ سے جدا کر دیے تھے کیونکہ بہرحال دشمن ملک کے علاقے میں تھا اور وہاں بھی احمق لوگ نہیں تھے۔ اگر ٹرانسمیٹر میرے پاس سے برآمد ہو جائے تو باقی اور کچھ نہیں رہے گا چنانچہ خاموشی ہی سے گزارہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ البتہ دوسرے کمرے کی وجہ میری سمجھ میں آ گئی تھی۔ وہی لڑکی ایک بار پھر میرے کمرے میں آئی تھی۔ جو پہلے میرے واش روم میں داخل ہوئی تھی۔ میں اسے دیکھ کر سنبھل گیا اور وہ میری صورت دیکھ کر ہنس پڑی۔

"تم تو مجھے دیکھ کر اس طرح سہم جاتے ہو جیسے میں کوئی جلاد ہوں۔"

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے نہ آپ ایسی شخصیت کی مالک ہیں کہ میں آپ کو دیکھ کر سہم جاؤں لیکن آپ کی حرکتیں بڑی عجیب ہوتی ہیں۔"

میرے ان الفاظ پر اس نے زبردست قہقہے لگائے اور بولی۔

"بھلا کیا حرکت کی تھی میں نے؟"

"واش روم میں گھس آنا کوئی اچھی بات تھی۔"

"ارے تو تم کوئی لڑکی ہو جو اس طرح شرما گئے؟"

"لڑکیاں نہیں شرماتیں۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں' میں مرد ہوں۔"

"ایک خرابی ہے تم میں۔"

"کیا؟"

"جس دھرم سے تم تعلق رکھتے ہو اس دھرم میں ایسی باتیں ذرا غلط سمجھی جاتی



ہیں۔"

"یہ خرابی ہے۔"

"تو اور کیا۔ جیون تو ہنسنے بولنے کے لیے ہوتا ہے۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"پریم۔"

"اصلی نام بتاؤ؟"

"پریمیکا۔" اس نے جواب دیا۔

"یہ بھی اصل نام نہیں ہے۔"

"تو جو من چاہے رکھ لو۔ موہنی' سندری' یا پھر رضیہ' نعیمہ جو من چاہے رکھ لو۔"

میں دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ یہ مقدس نام تیرے لیے نہیں ہیں بے دھرم' لیکن بہرحال ایسے جذبات کا اظہار کرنا حماقت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں نے کہا۔

"تو مس پریم یا پریمیکا آیئے آپ سے کچھ باتیں ہو جائیں۔"

"تو اب تک کیا ہو رہا تھا؟"

"تعارف۔"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔" وہ سامنے آ کر بیٹھ گئی۔

"کیا کرتی ہیں آپ یہاں؟"

"پریم۔" اس نے پھر کہا اور ہنس پڑی۔

"بس۔"

"پریم سے بڑھ کر اور کوئی چیز ہوتی ہے سنسار میں؟"

"ہوتی تو نہیں ہے لیکن پریم کا نام کچھ اس طرح داغدار کیا جاتا ہے بس کیا کہوں اس کے بارے میں؟"

"وقت وقت کی بات ہے۔ سوچ سوچ کی بات ہے۔ تمہارے اندر کوئی سو سال

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



پرانی روح بسی ہوئی ہے۔ ورنہ نئے دور میں جوان لوگوں نے یہ سارے فرسودہ خیالات ذہن سے جھٹک دیئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے' یہ تمہاری سوچ ہے نا؟"

"نہیں' یہ تمہاری سوچ بھی ہونی چاہیے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ اب تم ہم میں سے ایک ہو۔"

"دھرم تو نہیں بدلا ہے میں نے اپنا۔"

"خیال تو بدل دیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"چھوڑو یہ بات ہمارے کرنے کی نہیں ہیں۔ بس میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ تم سے دوستی کی جائے۔ سندر ہو پیارے ہو۔ دیکھنے میں اچھے لگتے ہو بلکہ بہت اچھے لگتے ہو تو کیوں نہ ہم لوگ ساتھ سمے بتائیں۔"

"پریم جی آپ میرے ساتھ سمے ضرور بتا سکتی ہیں پر دوستوں کی طرح۔"

"تو دشمنی میں کوئی ایک دوسرے کے اتنا قریب آتا ہے۔" وہ برجستگی سے بولی۔

"بہت تیز ہیں آپ۔"

"ہار گئے نا؟"

"کیا مطلب؟"

"یہ جملے ہار ماننے والے ہی تو ہیں۔"

"جی نہیں۔"

"تریاہٹ دکھا رہے ہیں۔"

"جی نہیں۔" میں نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہت اچھے لگے ہو تم مجھے۔ تمہارے بات کرنے کے انداز میں کوئی ایسی انوکھی چیز ہے جو من کو بھاتی ہے بھگوان کی سوگند بے توف نہیں بنا رہی۔ پہلے بھی اچھے لگے تھے



اس کے جب واش روم میں اپنے آپ کو سمیٹ رہے تھے ایسے جیسے۔ جیسے........" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور میں اسے شرارت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

"دال نہیں گلے گی آپ کی؟"

"گلالیں گے۔ بڑا اعتماد ہے ہمیں اپنے آپ پر' اچھا یہ بتاؤ رات کے کھانے میں کیا کھاؤ گے؟"

"کھانا۔" میں نے کہا اور وہ پھر ہنس پڑی۔

"ٹھیک ہے بات ختم ہو گئی ہے۔"

"بہرحال ذہنی تبدیلی کے لیے اچھی تھی۔ باقی جہاں تک معاملہ تھا تو سچی بات یہ ہے کہ بہت عرصے سے ذہن کو قابو میں رکھا تھا اور اب تو کچھ ذمے داریوں کا احساس بھی ہو گیا تھا کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی اس لڑکی کی کہ اس سے بہت زیادہ معلومات حاصل ہو سکیں لیکن پھر بھی دوسرے دن جب وہ ناشتے پر آئی اور میری دعوت پر میرے ساتھ شریک ہو گئی تو میں نے اس سے کہا۔

"اب تو اپنا اصلی نام بتا دو۔"

"سچ یقین کرو میرا نام پریمیکا ہے پریمیکا داس۔"

"ٹھیک تو پھر پریم کہنا کافی رہے گا۔"

"ہائے پریم سے آگے پیچھے اور ہے کیا؟"

"تم عجیب لڑکی نہیں ہو؟"

"کیوں؟"

"بہت خوبصورت ہو' ہنستی ہو تو بہت پیاری لگتی ہو۔ دیکھنے میں بہت اچھی لگتی ہو لیکن تمہاری باتیں۔"

"کیسی ہیں میری باتیں؟" اس نے ناز بھرے انداز میں کہا۔

"اوباش۔ آوارہ۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی پھر بولی۔ "یہ تو میری تعریف ہے۔"

"کیوں؟"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اگر تم مجھے اوباش اور آوارہ سمجھتے ہو تو یقین کرو سماج میں ایسی لڑکیوں کی بڑی قدر ہوتی ہے اور انھیں بڑے بڑے مقام ملتے ہیں۔ فلمی اداکاروؤں کو دیکھ لو، جتنی بری اتنی ہی کامیاب۔ بڑے بڑے لوگ ان سے شادی کرتے ہیں۔ محل بنا کر دیتے ہیں انھیں۔ سنسار میں اب یہی کچھ باقی رہ گیا ہے۔ وہ پرانی باتیں ہیں کہ کسی کے اندر شرافت اور پاکیزگی تلاش کی جاتی تھی اب یہ سب کچھ نہیں چلتا جناب۔"

"چلو بابا ٹھیک ہے۔ تم بہت کامیاب زندگی گزار رہی ہو۔ مگر ایک بات بتاؤ؟"

"پوچھو؟"

"یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"کیا مطلب؟"

"نوکری کر رہی ہو یہاں؟"

"ہاں۔"

"کہاں کی رہنے والی ہو؟"

"بے کار بات ہے بس سنسار میں کہیں نہ کہیں میرا بھی گھر ہوگا۔"

"ماتا پتا ہیں؟"

"سب ہیں۔"

"ان کی کچھ خواہشیں نہیں ہیں تمہارے لیے؟"

"ہیں۔"

"پھر۔"

"تو پھر کیا؟"

"میرا مطلب ہے کہ اس طرح یہاں نوکری کر کے ان سے دور رہ کر اور غیروں کی قربت حاصل کر کے کیا تم ان کے احساسات کا خون نہیں کر رہیں؟"

"نہیں۔ میں نے ان سے اجازت لی ہوئی ہے۔"

"ان تمام باتوں کی؟"



"کن تمام باتوں کی؟"

"یہی جو تم کر رہی ہو؟"

"دیکھو میں سچ مچ کوئی آوارہ لڑکی نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے تم سے کوئی ایسی بات کی ہے۔ پھر تم مجھے اتنا برا کیوں سمجھ رہے ہو۔ بس میری یہ ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ تمہارا یہاں دل لگا دوں۔ تم کام کے آدمی ہو۔ میں اپنی ڈیوٹی انجام دے رہی ہوں باقی اگر کسی سے دوستی ہو جاتی ہے۔ من مل جاتا ہے کسی سے، تو انسان کا ایک الگ سے رشتہ شروع ہو جاتا ہے کاروباری رشتے تو کاروباری رشتے ہی ہوتے ہیں ناں؟"

"ہاں یہ بات تو ہے۔" میں نے اس کے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو چھوڑو کیا بے کار باتیں لے کر بیٹھ گئے کوئی ایسی بات کہو جس سے من کو شانتی ملے۔"

"نہیں بھئی میرے پاس ایسی کوئی بات ہے نہیں۔ تم یہاں کے بارے میں بتاؤ تمہاری کیا ڈیوٹی ہوتی ہے کون کون کیا کر رہا ہے؟"

"بے کار ہے۔ یہاں جو کچھ ہے تم خود دیکھ لو گے۔ یہاں ایک بہت بڑے پروجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ دیکھیں گے ہماری ڈیوٹی یہاں کب تک ہے۔"

میں سمجھ گیا کہ وہ اس بارے میں اور کچھ نہیں بتانا چاہتی۔ زیادہ ضد کر کے کسی کو شک کا موقع بھی دینا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ خاموش ہو گیا۔

پریم سے دوستی ہو گئی۔ ویسے بہت اچھی گفتگو کر لیتی تھی اور پڑھی لکھی معلوم ہوتی تھی اول تو میں نے اس سے کوئی مشکوک گفتگو نہیں کی تاکہ کسی کو شک نہ ہو سکے۔ دوسرے یہ کہ مجھے اندازہ تھا کہ وہ اس بارے میں مجھے کچھ نہیں بتائے گی۔ البتہ باقی تمام معاملات ٹھیک ٹھاک چل رہے تھے۔ جیکب زیادہ تر مصروف رہتا تھا۔ کبھی کبھی مجھے اپنے ساتھ بھی رکھتا تھا۔ پھر اتوار کے دن چھٹی ہوئی اور یہ دن یہاں بڑی رنگ رلیوں کا دن تھا۔ ہر طرف ایک ہنگامہ خیزی نظر آ رہی تھی۔ جیکب کہیں چلا گیا تھا۔ پریم نے البتہ صبح ہی صبح میرے قریب آ کر کہا تھا۔

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



”آج میری تم پر ڈیوٹی نہیں ہے کیونکہ چھٹی کا دن ہے لیکن ایک اچھے دوست کی حیثیت سے آج کے دن کے لیے میں تمہیں آفر کرتی ہوں میرے ساتھ گزارو۔“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر تمہاری اپنی کچھ مصروفیات ہوں تو بے فکر رہو۔ میں تنہا بھی آسانی سے وقت گزار سکتا ہوں۔“

”نہیں، میں تمہیں تنہا نہیں رہنے دوں گی۔“

میں نے پورا دن اس کے ساتھ گزارا۔ ان لوگوں کی اپنی مصروفیات ایسی نہیں تھیں جو میرے لیے دلچسپ ہوتیں۔ میں بس سرسری طور پر ہی ان میں شامل ہوا اور وقت گزاری کرتا رہا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ پریم بھی مصروفیات میں بہت زیادہ شامل نہیں رہی۔ بعد میں اس نے کہا۔

”شاید ہمارا تمہارا مزاج ملتا ہے۔“

میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کے بعد مزید ایک ہفتہ گزر گیا۔ ہفتے کے دن جیکب نے مجھ سے کہا۔

”کل ہمیں ایک دعوت میں شریک ہونا ہے۔ تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔ عمدہ سا لباس پہن لینا۔ میری طرف سے کسی مسئلے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ عیش سے زندگی گزارا کرو۔ تم نے اپنے آپ کو جس طرح محدود کرلیا ہے۔ کبھی کبھی مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔“

”سر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی۔“ میں نے افسردہ لہجے میں پوچھا۔

”یار کیسی باتیں کرتے ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم کھل کر زندگی گزارو، میرے دوست۔ خوامخواہ اپنے آپ کو ایسی کیفیت کا شکار مت سمجھو جس سے مجھے یہ احساس ہو کہ تم اپنے آپ کو میرا خادم سمجھتے ہو۔“

”سر آپ کی مہربانیوں کا کس طرح شکریہ ادا کروں میں؟“

”اس طرح کہ پرعیش زندگی گزارہ کرو۔“

”سر آئندہ خیال رکھوں گا۔ ہمیں کل کہاں جانا ہے؟“



”یہاں سے کوئی تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک فوجی جیل ہے جس میں خاص قسم کے لوگوں کو قید رکھا جاتا ہے۔ بس وہاں کل شام کو ایک تقریب ہے جس میں ہم شریک ہوں گے۔ پروجیکٹ کے بڑے بڑے لوگ چھٹی کل وہاں منائیں گے۔“

”جی سر، جیسا آپ کا حکم۔“ دوسرے دن جیکب نے مجھے اپنے ساتھ رکھا تھا۔ بڑے لوگوں کی بڑی بات ہوتی ہے۔ آج کا دن پریم کے لیے نہیں تھا۔ میں تیار ہوا تو جیکب نے مجھے تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کوئی بے وقوف کا بچہ ہی یہ بات کہہ سکتا ہے کہ تم کوئی معمولی آدمی ہو۔ تمہاری جسامت، تمہارا لک اتنا خوبصورت ہے کہ میں بتا نہیں سکتا۔ کبھی اپنے آپ پر غور کیا ہے؟“

”سر میں نے نہیں کیا۔“ میں نے مسکرا کر کہا۔

”کیا مطلب؟“

”میری بیوی کا البتہ یہی کہنا تھا۔“

جیکب نے میری بات پر قہقہہ لگایا تھا پھر یہ تین کلومیٹر کا فاصلہ ہم نے ایک جیپ میں طے کیا تھا۔ جیکب کو یہاں نمایاں مقام حاصل تھا۔ ہم جب اس جیل میں پہنچے تو جیکب کا بڑا پرجوش خیر مقدم کیا گیا تھا۔ بہت سے اعلیٰ حکام یہاں موجود تھے۔ ملکی اور غیر ملکی افراد کافی تعداد میں نظر آرہے تھے۔ جیل کے قیدی بھی باہر نکال لیے گئے تھے اور غالباً ان کے لیے بھی کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یہاں پہنچنے کے بعد سب اپنے اپنے طور پر مصروف ہوگئے۔ جن قیدیوں کو ان کی بیرکوں سے باہر نکالا گیا تھا وہ ایک خاردار تاروں کی باؤنڈری کے پیچھے تھے اور آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ دوسری جانب شامیانے لگائے گئے تھے اور ان کے نیچے کرسیاں وغیرہ بچھی ہوئی تھیں۔ یہاں آکر آزادی مل گئی تھی اور ہر شخص اپنے اپنے طور پر کسی سے بھی گھل مل سکتا تھا۔ جیکب بھی دوسرے لوگوں میں شامل ہوگیا۔ میں صرف یونہی تنہائی کی وجہ سے چہل قدمی کرنے لگا پھر قیدیوں کی باڑھ کے سامنے سے گزرتے ہوئے میری نگاہ ایک قیدی پر پڑی۔ جوان آدمی تھا۔ چہرے پر داڑھی

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔ بڑا خوبصورت چہرہ تھا۔ خاص طور سے میری توجہ کا مرکز اس لیے بنا کہ وہ میری جانب دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ میں قریب سے گزرا تو اس نے آہستہ سے کہا۔

"السلام علیکم۔" میں ٹھٹک کر رہ گیا اور میں نے حیران نگاہوں سے اسے دیکھ کر کہا۔

"وعلیکم السلام۔"

"بس اتنا کافی ہے۔" وہ بولا اور میں بھی جلدی سے آگے بڑھ گیا۔ لیکن میرے دل و دماغ میں ایک ہلچل پیدا ہوگئی تھی۔ یہ کیا بات ہے۔ یہ کیا قصہ ہے۔ اس نے مجھے سلام کیوں کیا۔ اسے یہ اندازہ کیسے ہوگیا کہ میں مسلمان ہوں۔ خود وہ کون ہے۔ ایک شدید خلش دل میں بیدار ہوگئی لیکن کسی حماقت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ وہ جو کوئی بھی ہے بہرحال مجھے اس کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے ورنہ میں خود مشکلات کا شکار ہو جاؤں گا۔ البتہ میرا ذہن سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ میں ایک کرسی پر بیٹھ کر یہ سوچنے لگا کہ یہ جیل کون سے قیدیوں کے لیے ہے اور یہ آدمی کون ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔ ممکن ہے میرے اس نقلی چہرے کا شناسا اس کا کوئی ساتھی ہو۔ ایسا ہی ہوا ہے لیکن وہ خود کون ہے اور اس جیل میں کس سلسلے میں بند ہے۔ ابھی یہ سب کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ جیکب کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ارشاد۔" میں جلدی سے کھڑا ہوگیا۔ جیکب کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت اور نہایت پرکشش عورت تھی۔ غیر ملکی چہرہ تھا لیکن نقوش میں مشرقی رنگ جھلکتا تھا۔ گہری کالی آنکھیں، حسین نقوش، نچلا ہونٹ اوپری ہونٹ کی نسبت ذرا موٹا جو اس کی دلکشی میں اضافہ کرتا تھا۔ عمر اٹھائیس اور تیس سے زیادہ نہیں ہوگی۔ جیکب نے کہا۔

"ان سے ملو ارشاد یہ خاتون اینڈس ڈوریانہ ہیں۔ ہمارے پروجیکٹ کی روح رواں، بہت بڑی شخصیت کی مالک، یہ سمجھ لو اس وقت یہ پروجیکٹ میں مرکزی کردار ادا کر رہی ہیں۔ تعلق تل ابیب سے ہے اور مس ڈوریانہ یہ ارشاد علی ہے اس کے بارے میں میں



آپ کو سب کچھ بتا چکا ہوں۔ انسانوں کی اعلیٰ ترین قسم کا اگر تعین کیا جائے تو اس سے نفیس اس سے اچھا دوست شاید ہی کوئی اور ملے۔"

"ہیلو۔" ڈوریانہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور مجھے اس سے مصافحہ کرنا پڑا۔ میرے لیے بس اتنا ہی کافی تھا کہ اس کا تعلق تل ابیب سے ہے اور وہ اس پروجیکٹ پر کام کر رہی ہے جس کے سلسلے میں میرے ذہن میں نہ جانے کیا کیا خیالات ہیں لیکن صرف ایک لمحے میں میرے ذہن کی چرخیاں گھومیں اور میں نے ایک فیصلہ کیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ احمق جذباتی ہو کر کوئی بڑا کام نظرانداز کر دینا نقصان دہ ہوتا ہے اگر اس عورت سے قربت حاصل ہو سکے تو بہت سے نیک کام ہو جائیں گے۔ میں نے اس کا ہاتھ نہایت گرم جوشی سے دبایا تھا اور میں نے محسوس کیا کہ مصافحہ مکمل ہونے کے باوجود اس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے نہیں ہٹایا تھا۔ جیکب نے کہا۔

"بیٹھو ڈوریانہ یہیں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ یہ شخص بڑا عجیب ہے حالانکہ اسے میرے بہترین دوستوں کا مقام حاصل ہے لیکن بے حد محدود۔"

"لیکن ان تمام باتوں کے باوجود نہایت خوبصورت، نہایت دلکش۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس بے چارے کو اپنی دلکشی کا احساس نہیں ہے۔"

"ایسے لوگ اور بھی اچھے لگتے ہیں جو اپنے آپ پر ناز نہیں کرتے۔"

"گفتگو میرے بارے میں ہو رہی ہے اور میں شرمندہ ہو رہا ہوں۔" ہم سب ہنستے ہوئے بیٹھ گئے۔ ہمارے سامنے مشروبات آگئے تھے۔ ڈوریانہ نے کہا۔

"مسٹر ارشاد، جیکب صاحب کے سامنے ہی اگر میں آپ سے باتیں کروں تو آپ میری باتوں کا جواب دیں گے؟"

"میں آپ کا احترام کرتا ہوں۔ مس ڈوریانہ۔"

"شکریہ بڑا چبھتا ہوا سوال ہے لیکن براہ کرم جواب دیجئے گا۔"

"جی۔" میں تیار ہو گیا۔

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"آپ اپنے وطن کے خلاف مسٹر جیکب کی مدد کرنے پر کیوں آمادہ ہوئے؟" اس نے سوال کیا۔ ایک یہودی لڑکی کا سوال تھا' بڑی اہمیت کا حامل۔ میں نے فوراً ہی کہا۔

"مس ڈوریانہ۔ اصل میں اپنے وطن میں ایک بے حقیقت انسان تھا میں۔ کوئی حیثیت نہیں تھی میری۔ ایک بڑی کمپنی میں ملازمت کرتا تھا وفاشعاری میرے خون میں شامل ہے۔ جب اپنے مالک کے لیے کام کرتا تھا تو اس کا وفادار تھا جیکب صاحب کی تحویل میں دے دیا گیا تو ان کے ساتھ وفاداری کی۔ جہاں تک وطن پرستی کا تعلق ہے تو یہ کام جن لوگوں کے سپرد ہے وہ سرانجام دیتے ہیں۔ میں تو ایک عام آدمی تھا۔ جیکب صاحب نے میرے اوپر اس قدر عنایات کیں کہ میں سب کچھ بھول کر ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور اب ان کے لیے اپنی تمام وفاؤں کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"اور اس کے بعد اگر آپ کو کسی اور کی تحویل میں دے دیا جائے تو؟"

"وفادار اس کا بھی رہوں گا۔ لیکن جیکب صاحب کا معاملہ مختلف ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ انھوں نے میرا مالک ہوتے ہوئے مجھے دوست کا درجہ دیا ہے اور مس ڈوریانہ ہر شخص اپنے لیے جیتا ہے۔ میری ذات کو اہمیت دی گئی۔ میرے دل کے اندر جیکب صاحب کے لیے خاص مقام پیدا ہو گیا۔"

"ویری گڈ۔ جیکب صاحب یہ شخص اپنے آپ کو معمولی آدمی کہتا ہے۔ آپ اس کی گفتگو سن رہے ہیں۔"

"حیران بھی ہوں اور خوش بھی۔ کیا صاف باتیں کی ہیں اس نے۔"

"اگر تمہارے وطن کے لوگ تم سے کہیں کہ تم وطن سے غداری کیوں کر رہے ہو تو تم انھیں کیا جواب دو گے؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے وطن سے کوئی غداری نہیں کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ وطن نے کبھی مجھ سے کوئی ایسا کام ہی نہیں لیا جیکب میرا دوست ہے بس' میں اس سے آگے اور پیچھے سوچنا پسند نہیں کرتا۔"



"ویری گڈ' تھینک یو ویری مچ۔ ویسے مسٹر جیکب اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں جنھیں ایک مخلص اور ایک جاں نثار مل جائے۔ آپ اس سلسلے میں بڑے خوش نصیب ہیں۔ ویسے ڈیئر ارشاد تم سے ملاقات ہوتی رہنی چاہیے۔"

بہت دیر تک وہ ساتھ رہی پھر وہاں سے اٹھ گئی اور ہم دوسروں میں الجھ گئے۔ پروگرام بہت اچھے تھے۔ ڈنر کے بعد رقص و موسیقی کی محفل تھی۔ فلمی فنکار بلائے گئے تھے۔ جیکب نے کچھ دیر کے بعد جھک کر مجھ سے کہا۔

"تمہیں اگر یہ سب کچھ اچھا لگ رہا ہے ارشاد تو یہاں رکو میں جا رہا ہوں۔ ڈرائیور جیپ لے کر واپس آ جائے گا۔"

"نہیں سر۔ میں یہاں کیا کروں گا۔"

"بھئی تم جوان آدمی ہو۔ ان ہنگاموں سے تمہیں دلچسپی ہو گی میری طرف سے اجازت ہے۔"

"نہیں سر۔ میں واپسی پسند کروں گا۔" میں نے کہا اور جیکب مسکرانے لگا۔ جیپ میں پروجیکٹ جاتے ہوئے اس نے کہا۔

"تمہارے اندر ایک بڑا آدمی چھپا ہوا ہے۔ تم یقین کرو اکثر میں اسے دیکھتا ہوں اور یہ سوچتا ہوں کہ تقدیر کس قدر بے رحم ہے اگر تمہاری شخصیت کو پہچان کر تمہاری تربیت کی جاتی تو آج تم بہت بڑی شخصیت کے مالک ہوتے۔"

"میں نے اس بڑے آدمی کو کبھی نہیں دیکھا سر۔"

"یہ بھی تمہاری بڑائی ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ تم خود پر ناز نہیں کرتے۔ اب اسی وقت کی بات لے لو۔ جوان ہو کر بھی تم نے اس اچھل کود کو پسند نہیں کیا اور میرے ساتھ چلے آئے۔ خود کو ایسے کھیل تماشوں سے بہلانے والے عام لوگ ہو سکتے ہیں۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوہ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ مجھ پر بہت غور کرتے ہیں سر۔"

"ہاں۔" میں تمہیں ایک آئیڈیل انسان بنانا چاہتا ہوں بے فکر رہو۔ میں تمہیں تنظیم میں اس طرح روشناس کراؤں گا کہ تم بھی کیا یاد کرو گے پھر تنظیم تمہاری تربیت کا اعلیٰ انتظام کرے گی۔"

"شکریہ سر۔"

"ڈوریانہ نے بھی تمہیں پسند کیا ہے۔ اس سے تمہارے بارے میں کافی باتیں ہوئی تھیں۔"

"میڈم کون ہیں؟"

"بہت بڑی شخصیت۔ یہ میزائل پروگرام خفیہ طور پر اسرائیل کے تعاون سے کام کر رہا ہے اور دونوں ملک جدید ترین ٹیکنالوجی میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ ڈوریانہ کمپیوٹر کوئن ہے اور میزائل کے کمپیوٹر نظام کی تنصیب اسی کا کارنامہ ہے۔ یوں سمجھ لو وہ اس پروگرام کی روح رواں ہے۔ اور جب میزائل کا تجربہ ہوگا تو وہی پہلا بٹن دبائے گی۔"

"تعجب ہے؟"

"کیوں؟"

"ان کی اتنی عمر تو نہیں ہے۔"

"ہاں واقعی لیکن اس کے پاس سترہ سال کا تجربہ ہے۔"

"سترہ سال کا؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"پورے سترہ سال کا۔"

"کیسے سر؟"

"دس سال کی عمر میں وہ کمپیوٹر کے بہت سے شعبوں کو سیکھ چکی تھی۔ وہ بہت ذہین مانی جاتی ہے۔"

"بڑی بات ہے سر۔"



اپنے کمرے میں بستر پر لیٹ کر میں اپنی ان مسرتوں کو سنبھال رہا تھا جو میرے دل میں پیدا ہوگئی تھیں۔ تقدیر کس طرح میرے راستے ہموار کرتی ہے اس کے سیکڑوں واقعات مجھ پر گزر چکے تھے اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ میں ایک معمولی سی حیثیت سے ان واقعات میں ان ہوا تھا لیکن میری رسائی کہاں تک ہوگئی تھی۔ میں نے تجربے کی آنکھ سے ڈوریانہ کو دیکھا تھا۔ وہ شوقین مزاج عورت تھی اور جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑتی تھی تو اس کا نچلا ہونٹ کپکپانے لگتا تھا۔ یہ ایک خاص علامت تھی جسے میں اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ لیکن یہودی عورت کو اپنے جال میں جکڑنا میرے لیے ضروری تھا خواہ اس کے لیے رخسار سے غداری ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ یہ میرا فرض تھا۔"

پھر ذہنی رو اس پر اسرار قیدی کی طرف مبذول ہوگئی۔ وہ کون تھا۔ اگر میرے چہرے پر میک اپ نہ ہوتا تو شاید میرا جینا حرام ہو جاتا یہ سوچ کر کہ شاید کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے دانش منصور یا فیصل کی حیثیت سے پہچانتا ہے لیکن ایسا نہیں تھا۔ بس یہی ہوسکتا ہے کہ اسے غلط فہمی ہوئی ہو۔ اس کے بعد وہ دوبارہ نہیں نظر آیا تھا۔ قیدی تھا اور مسلمان تھا لیکن افسوس میں اس کی کیا مدد کرسکتا تھا۔ نہ جانے بے چارہ کس جرم میں قید ہے۔

دوسرے دن کا آغاز ہوگیا۔ پریم مسکراتی ہوئی آئی تھی لیکن نہ جانے کیوں اس کی

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



مسکراہٹ کچھ پھیکی پھیکی سی تھی۔

"کیا بات ہے پریم؟"

"کہاں؟"

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟"

"ہاں۔"

"نہیں کوئی بات ہے۔"

"ارے واہ۔ زبردستی کوئی بات ہے۔"

"تمہاری مرضی ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ تم نہ بتاؤ تو مجبور تو نہیں کر سکتا۔"

"بس کل تمہارا اکیلے جانا اچھا نہیں لگا۔"

"کیوں؟"

"بس نہیں لگا۔ تم میرے ساتھ ہوتے ہو تو اپنے اپنے لگتے ہو۔ کل اجنبی سے لگے۔"

"میرا قصور تھا؟"

"میں کب کہہ رہی ہوں۔"

"بہرحال میں جیکب صاحب کا ملازم ہوں ان کی ہدایات پر چلنا پڑتا ہے۔"

"ہاں مجھے پتا ہے۔" اس نے کہا اور میں نے افسردگی سے اس لڑکی کو دیکھا۔ کہیں بھی پہنچ جائیں کسی حیثیت کی مالک بن جائیں مگر لڑکیاں ہی رہتی ہیں۔

شام کو پانچ بجے ایک فون موصول ہوا۔ دوسری طرف مس ڈوریانہ تھی۔

"مسٹر ارشاد سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ میرا نام ڈوریانہ ہے۔"

"ہیلو میڈم۔ میں بول رہا ہوں۔"

"اوہو مسٹر ارشاد۔ فون پر آپ کی آواز بالکل بدل جاتی ہے۔"

"شاید۔"

"کیا کر رہے ہیں؟"



"کچھ نہیں میڈم۔"

"میں نے آپ کے لیے ایک کام تلاش کیا ہے۔"

"حکم دیجئے۔"

"بس آپ کو اپنے ساتھ مصروف کرنا چاہتی ہوں۔"

"میں آپ کے کس کام آسکتا ہوں؟"

"یہ فیصلہ میں کروں گی۔"

"مجھے اعتراض نہیں ہے میڈم۔ میں خود بھی بیکار بور ہوتا ہوں۔ لیکن اس کے لیے مسٹر جیکب سے اجازت ضروری ہے۔"

"تمہیں اعتراض نہیں ہے۔"

"جی نہیں۔"

"یہ گفتگو ایسے فون پر ہو رہی ہے جس کی آواز قریب بیٹھے ہوئے تمام لوگ سن سکتے ہیں اور مسٹر جیکب اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے بات کرو۔"

"جی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ جیکب کی آواز سنائی دی۔

"ہاں ارشاد۔ تم ساحر ہو۔ ہر ایک کو مسحور کر دیتے ہو۔ مس ڈوریانہ نے تمہیں بہت پسند کیا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو واقعی کچھ عرصہ کے لیے ان کے پاس آجاؤ۔ مصروف بھی رہو گے۔"

"سر آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔"

"ٹھیک ہے گاڑی آرہی ہے تم آجاؤ۔ تمہارا سامان بعد میں پریم بھجوا دے گی۔"

"جو حکم۔" میں نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ میں ساحر نہیں مسحور تھا۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی پوشیدہ قوت میرے لیے راستے بناتی جارہی تھی۔ کوئی عقل میں آنے والی بات تھی۔ میں جو کچھ بھی تھا لیکن اس وقت تو ایک معمولی ڈرائیور کی حیثیت رکھتا تھا جب جیکب سے ملاقات ہوئی اور پھر راستے بنتے گئے۔ جیکب کا وہ پروجیکٹ تباہ کیا اور اسے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور اب یہاں پہنچ کر پروجیکٹ

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



گلے دل میں جگہ مل رہی تھی۔ بڑی تقویت ملی تھی اس تصور سے کہ قدرت مسلسل میری راہنما ہے اور مجھے میرا منصب عطا کر رہی ہے لاکھ کچھ بھی ہوگیا تھا لیکن میرا کام جاری تھا۔ اہل وطن نے دشمن کا درجہ دیا تھا لیکن وطن کی خدمت انجام دینے کے مسلسل مواقع مل رہے تھے۔ میں نے دل میں خود کو پختہ کرلیا اور ہر قیمت پر خود کو اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے تیار کرلیا۔

گاڑی آگئی اور میں اس میں بیٹھ کر چل پڑا۔ پریم کو کچھ بتانا ضروری نہیں تھا۔ پھر بہت سے راستے طے کرکے ہم اس جگہ پہنچ گئے جو میں نے اب تک دور سے دیکھی تھی۔ یہاں چیک پوسٹ تھی جہاں سراغ رسانی کے آلات لگے ہوئے تھے۔ یہاں رکنا پڑا میرے لیے اس علاقے میں داخل ہونے کا اجازت نامہ موجود تھا۔ بس چیکنگ ہوئی اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔ میں خاموشی سے اس بلو ایریا کو دیکھ رہا تھا۔ یہاں زبردست سیکورٹی تھی پھر گاڑی رہائشی عمارت کے پاس رک گئی اور اس جگہ ڈوریانہ نے میرا استقبال کیا۔ بہت ہلکا لباس پہنے ہوئے تھی اور بہت خوبصورت نظر آرہی تھی۔

”موسٹ ویلکم ڈیئر ارشاد۔“

”آپ کیسی ہیں میڈم؟“

”یہ تو تم ہی بتا سکتے ہو؟“ اس نے ہنس کر کہا اور میں بھی ہنس دیا۔ آؤ تمہیں اپنی رہائش گاہ دکھاؤں۔ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئی۔ چھوٹا سا خوبصورت اپارٹمنٹ تھا لیکن اتنا خوبصورت کہ تعریف نہ کی جاسکے۔ وہ مجھے ایک خوبصورت بیڈ روم میں لائی اور مسکرا کر بولی۔

”یہ ہماری خواب گاہ ہے اس کا انداز بہت عجیب تھا لیکن مجھے سب کچھ برداشت کرنا تھا۔ میں نے مسکرا کر گردن ہلائی۔ وہ کہنے لگی۔“ کچھ لوگ اتنی اپیل رکھتے ہیں کہ لمحوں میں صدیوں کے فاصلے طے کرلیتے ہیں۔ تم بھی ان میں سے ہی ایک ہو۔ اس طرح میرے دل میں آئے کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

”میں خادم ہوں میڈم۔“ میں نے نیاز مندی سے کہا۔



”خادم۔“ وہ مسکرائی۔ پھر خاموش ہوگئی۔ پھر چند منٹ کی خاموشی اختیار کرکے بولی۔ ”رات کو تم سے اہم گفتگو ہوگی۔“

”آپ کی مصروفیات کیا ہوتی ہیں میڈم؟“

”مقرر نہیں ہیں۔ پروجیکشن روم میں چند گھنٹے گزارتی ہوں۔ دیکھ بھال کرتی ہوں۔ اصل میں یہاں میرا کام ختم ہوگیا ہے۔ بس انجینئر کام مکمل کر رہے ہیں اور صرف چند روز کی بات ہے ہم نے تجربے کی تاریخ مقرر کردی ہے شاید تمہیں علم ہو۔“

”نہیں۔ مجھے اتنا علم نہیں۔“

”پھر بھی کچھ تو پتا ہوگا۔“

”جو کچھ مجھے بتا دیا جاتا ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔“

”یہ اچھی بات ہے۔“ میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی ہے لیکن ان نگاہوں کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آسکا۔ پھر وہ بیڈ روم سے نکل آئی۔

اس کے بعد شام کی چائے پی گئی۔ میں اس کے چہرے پر عجیب سی اداسی پا رہا تھا لیکن اس کا یہ موڈ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ وقت گزرتا رہا۔ رات کا پرتکلف کھانا کھایا گیا۔ پھر وہ مجھے ساتھ لے کر اپنے بیڈ روم میں آگئی۔

”میرے لیے کوئی اور جگہ نہیں ہوسکتی میڈم۔“ میں نے کہا۔

”کیوں۔ میری قربت سے گریز ہے تمہیں۔“

”نہیں لیکن۔“

”لیکن ایک بے معنی لفظ ہے جس کا کوئی مفہوم نہیں ہوتا۔“ اس نے کہا اور وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ دروازہ بند کرنے کے بعد اس نے دروازے کے قریب ایک بٹن دبایا اور دروازے کے اوپری حصے سے ایک شیلڈ نیچے اترنے لگی۔ اس نے دروازے کو ڈھک لیا۔ میں پر سحر انداز میں اس کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ کھڑکیاں وغیرہ بند کرکے اس نے ویسے ہی بٹن دبائے اور کھڑکیاں بھی ساؤنڈ پروف ہوگئیں۔ پھر اس نے الماری سے ایک لباس نکالا اور واش روم کی جانب بڑھ گئی۔ میں ایک کاؤچ پر بیٹھا اس کی یہ پراسرار

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad  Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کارروائیاں دیکھ رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد وہ پھر نمودار ہوئی لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ باریک اور بے ہودہ لباس کے بجائے اب اس نے ایک ایسا مناسب لباس پہنا ہوا تھا جو رات کے اس ماحول کے بالکل برعکس تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر وہ ایک اور کاؤچ کے ہتھے پر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے کہا۔

"ہاں' کیا نام ہے تمہارا ڈیئر۔"

"ارشاد علی۔"

"مسٹر جیکب کا کہنا ہے کہ تم سرحد پار سے اس کے ساتھ آئے ہو اور اس کے بہترین وفاداروں میں سے ہو۔ کیا یہ کہانی سچ ہے؟"

"یہ کہانی نہیں ہے میڈم ایک سچائی ہے لیکن آپ یہ سوال کیوں کر رہی ہیں؟"

"احمد فلاح کا نام سنا ہے تم نے کبھی؟"

"جی۔"

"ہاں تم وہ نہیں ہو اور ہو بھی نہیں سکتے۔ وہ میری آنکھوں کے سامنے جام شہادت نوش کر چکا ہے لیکن انسانی ذہن کو کیا کہا جائے وہ ہمیشہ مفروضوں کی تلاش میں رہتا ہے۔"

"آپ کی گفتگو کا ایک لفظ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"اگر جیکب کی کہانی سچی ہے تو کیا تمہیں یہ احساس نہیں کہ تم اپنے وطن اپنی قوم سے غداری کر رہے ہو۔ کیا یہ بے شرمی کا ایسا مظاہرہ نہیں ہے جس پر انسانی گردن شرم سے جھک جائے؟"

"میں پھر وہی عرض کروں گا کہ آپ کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"تو میں سمجھائے دیتی ہوں۔ زندگی کے چند لمحے تمہارے پاس ہیں اور ان چند لمحوں میں تمہیں حقیقتوں سے آشنا ہو جانا چاہیے۔"

میرے ذہن میں سنسنی کی ایک تیز لہر اٹھی۔ یہ تو پورا کیس ہی بدل گیا تھا۔ وہ مجھے گھورتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے کہا۔

"کون ہو تم؟"



"جی۔"

"کون ہو کس حیثیت کے مالک ہو اور کیا کرنے آئے ہو یہاں۔ کیا جیکب ہی کی کہانی درست ہے؟" میرے رگ و پے میں سنسنی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ چالاک عورت میرے بارے میں مشتبہ ہو گئی ہے۔ میں ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر میں نے صورت حال کو اپنے ذہن میں رکھ لیا اس پر حملہ کرنے کے لیے کون سی جگہ بہتر ہو سکتی ہے اس کا میں نے اندازہ لگا لیا تھا۔ وہ پھر بولی۔

"احمد فلاح' تم نے احمد فلاح کا روپ کیوں اختیار کیا ہے۔ تمہارا اصل چہرہ کیا ہے؟"

"احمد فلاح کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ایک محب وطن فلسطینی جس نے اپنے آپ کو فلسطین کی بقا کے لیے اور اسرائیل کے خلاف ہر عمل کے لیے مخصوص کر لیا تھا لیکن زندگی نے اسے موقع نہیں دیا اور وہ موت کی آغوش میں جا سویا۔ اسرائیل کا دشمن بد ترین دشمن۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولی اور مجھے موقع مل گیا چونکہ اس نے پر خیال انداز میں گردن جھکالی تھی۔ میں ہوا میں اڑتا ہوا اس پر جا پڑا لیکن کمال کی شخصیت تھی اس کی وہ اس طرح کاؤچ سے ہٹ گئی جیسے وہاں اس کا وجود ہی نہ ہو۔ میں کاؤچ پر گرا لیکن اس کے بعد میں نے اچھل کر اس پر قابو پانے کی کوشش کی۔ وہ تھوڑا سا جھکی۔ زمین پر ہاتھ ٹکایا اور اس بار بھی میری دسترس سے نکل گئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے اپنے لباس سے ایک ننھا سا پستول نکال لیا اور میری جانب رخ کر کے پھنکارتی ہوئی آواز میں بولی۔

"موت کو وقت سے پہلے نہ پکارو۔ زندگی جس قدر بھی ساتھ دے جائے بہتر ہوتا ہے اپنے بارے میں بتاؤ۔ جیکب کی کہانی کہاں تک درست ہے؟" میں اپنے دو حملوں کو اس طرح ناکام دیکھ کر تھوڑا سا شرمندہ بھی ہو گیا تھا وہ انتہائی تربیت یافتہ عورت معلوم ہوتی تھی اس نے پستول سے اشارہ کر کے کہا۔

"جہاں کھڑے ہو وہیں بیٹھ جاؤ کچھ گفتگو کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس گفتگو میں کہیں

ندیم
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"سے زندگی جھانکنے لگے۔" میں نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ مجھے ایک دم اندازہ ہو گیا تھا کہ اب صورت حال میرے حق میں نہیں رہی ہے۔ اس کے پاس پستول ہے اور میں خالی ہاتھ' اور یہ جگہ سو فیصد اسی کی ملکیت ہے مجھے نقصان ہی نقصان ہو گا چنانچہ میں اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اس نے بھی ایک جگہ منتخب کر لی اور آہستہ سے بولی۔

"اگر ننگ انسانیت' ننگ وطن ہو تو تمہاری زندگی ضروری نہیں ہے۔ میرے لیے تمہیں قتل کر دینا بہت آسان ہو گا اور اس کے بعد میں ان لوگوں کو بتا دوں گی کہ تم اس پروجیکٹ پر دشمن بن کر آئے تھے اور اسے نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ سمجھ رہے ہو نا اس کے بعد وہ تمہاری لاش کتوں کے سامنے ڈال دیں گے۔"

"تم آخر چاہتی کیا ہو؟"

"سب سے پہلے تو مجھے اس بات کا جواب دو کہ تمہارے یہ نقوش تمہارا یہ چہرہ اصل ہے یا نہیں اور اگر اصل نہیں ہے تو تم نے احمد فلاح کا روپ کیوں اختیار کیا ہے؟"

"کیا اس سے پہلے تم مجھے اپنے بارے میں بتانا پسند کرو گی؟"

"ہاں تمہاری زندگی تو خیر کسی قیمت پر ممکن ہی نہیں ہے۔ تمہیں حالات سے آگاہ کر دینا میرے لیے کوئی خطرناک کام نہیں ہے۔ میرا نام لیلیٰ شبانہ ہے اور تعلق فلسطین سے ہے۔ فلسطین کے اس گروپ سے میرا تعلق ہے جن کے سپرد یہ ذمے داری ہے کہ حکومت اسرائیل جہاں کہیں اپنا اثر جمانے کی کوشش کرے جہاں کوئی قدم اٹھائے وہاں اسے ناکام بنایا جائے۔ یہاں پروجیکٹ اسرائیلی سائنس دانوں کی مدد سے تکمیل تک پہنچا ہے۔ اسرائیلی یہاں اپنے پنجے گاڑنا چاہتے ہیں۔ تمہارے ملک کے خلاف وہ یہاں ایک مضبوط مقام حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں کیونکہ یہاں سے تمہارے ملک کے خلاف سازشوں میں آسانی ہو گی۔" میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور میرے وجود میں ایک بار پھر زندگی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اس نے کہا۔

"سنو کسی بھی چالاکی کو ذہن میں جگہ نہ دو۔ میں حالات پر قادر ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اس کی تفصیل تمہیں بتائے دیتی ہوں۔ درحقیقت اینڈس ڈوریانہ ایک



اسرائیلی انجینئر تھی۔ کمپیوٹر میں اس نے کمال حاصل کیا تھا۔ میں نے خود بھی زندگی کا ایک طویل حصہ جرمنی میں کمپیوٹرز کی تربیت میں گزارا ہے اور اتفاق سے مجھے یہ موقع مل گیا کہ میں اینڈس ڈوریانہ پر قابو پا سکوں۔ اینڈس ڈوریانہ کے سلسلے میں مجھے علم ہوا تھا کہ وہ یہاں آ کر اس پروجیکٹ پر کام کرنے والی ہے چنانچہ ہم نے موقع پا کر اسے اغوا کیا اور خاموشی سے قتل کر دیا۔ ہمارا گروپ پانچ افراد پر مشتمل ہے۔ اینڈس ڈوریانہ کا روپ حاصل کرنے کے بعد میں اس کی حیثیت سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں پہنچ گئی۔ احمد فلاح بھی میرا ساتھی تھا۔ میرے دو ساتھی گرفتار ہو گئے اور وہ اس جیل میں موجود ہیں جس میں میری تم سے باقاعدہ ملاقات ہوئی تھی لیکن تمہارے بارے میں مجھے کافی تفصیلات معلوم ہو چکی تھیں۔ غرضیکہ جب میں نے تمہیں وہاں دیکھا تو نہ صرف میں بلکہ میرے ساتھی بھی ششدر رہ گئے۔ احمد فلاح سرحد عبور کرتے ہوئے مقامی لوگوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا لیکن ہم یہ یقین نہیں کر پائے تھے کہ وہ واقعی مر چکا ہے غرضیکہ احمد فلاح کی موت ایک شبہ بن کر رہ گئی جبکہ مجھے یقین تھا کہ وہ جام شہادت نوش کر چکا ہے۔ یہاں آنے کے بعد میں نے پروجیکٹ پر کام شروع کر دیا اور اینڈس ڈوریانہ کی حیثیت سے ان لوگوں کو مکمل طور سے مطمئن کر دیا۔ انہیں ذرا برابر شبہ نہیں ہے کہ میں اصل شخصیت نہیں ہوں لیکن میں یہاں اپنا کام کرنے میں کامیاب ہو گئی۔"

"کیسے؟" میں نے سوال کیا۔

"میزائل کا تجربہ ہو گا اور جس دن تجربہ ہو گا وہ دن ان کی زندگی میں ایک بدترین دن ثابت ہو گا۔ کمپیوٹرز اپنا کام کریں گے لیکن چند لمحات کے بعد ان کی ڈائریکشن بدل جائے گی اور یہاں مختلف علاقوں میں خوفناک دھماکے ہوں گے اس کا پورا پورا بندوبست کر لیا گیا ہے۔" میرا دل خوشی سے اچھل پڑا تھا۔ میں نے کہا۔

"کیا تم یہ سچ کہہ رہی ہو لیلیٰ شبانہ؟"

"ہاں یہ ایک حقیقت ہے لیکن تم سے پھر وہی کہوں گی کہ تم اپنے وطن دشمنوں کے ساتھ عمل پیرا ہو شرم و غیرت کا کوئی تصور ہے تمہارے ذہن میں۔ جس ملک نے تمہاری

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



نشوونما کی اس کے خلاف دشمنوں کا ساتھ دے رہے ہو۔"

"تعجب کی بات ہے محترمہ لیلیٰ شبانہ آپ نے یہ انداز اختیار کر کے درحقیقت ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ میں اپنے آپ کو آپ کے سامنے ہیچ محسوس کر رہا ہوں۔ اب کیا ارادہ ہے میرے لیے آپ کے دل میں؟"

"موت' صرف موت۔ تمہیں غیرت دلانے کے بعد اور اس کے بعد بہ آسانی میں تمہیں ایک دشمن قرار دے کر ختم کر دوں گی۔ بس صرف یہ راز کھل جائے کہ تمہارے نقوش احمد فلاح جیسے کیوں ہیں؟"

"یہ صرف اتفاق ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں نے کہا نا یہ صرف اتفاق ہے کہ میں نے یہ نقوش اپنائے۔"

"مطلب؟"

"میرے چہرے پر میک اپ ہے محترم لیلیٰ شبانہ۔" وہ چونک پڑی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میک اپ۔"

"لل......... لیکن کیوں؟" اس نے سوال کیا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اس لیے محترمہ لیلیٰ شبانہ کہ میں غدار وطن نہیں ہوں خادم وطن ہوں اور اپنے وطن کی بہتری کے لیے میں نے جیکب کا سہارا حاصل کیا ہے اور یہاں تک پہنچا ہوں۔"

"نہیں جھوٹ بولتے ہو۔" اس کے اندر ایک لرزش پیدا ہو گئی۔

"آپ بے شک اسے جھوٹ سمجھ لیں مجھے اس کی فکر نہیں ہے کیونکہ میرا جو مشن تھا آپ اس کی تکمیل کر چکی ہیں اور مجھے اب اس کی پرواہ نہیں ہے کہ زندہ رہتا ہوں یا نہیں۔" وہ بے چین نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"بہت چالاک انسان ہو تسلیم کر لیا ہے میں نے۔ واقعی بہت چالاک انسان ہو۔ اس



طرح تم مجھے دھوکا دینا چاہتے ہو۔"

"نہیں مس لیلیٰ شبانہ بلکہ نثار ہو رہا ہوں آپ پر۔ لڑکیاں اگر اپنے آپ کو اس حد تک لے آئیں اور اپنے وطن کی بقا کے لیے اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اتنے بڑے خطرات مول لیں تو انہیں تحسین کی نگاہ سے ہی دیکھا جاتا ہے آپ بے شک مجھے قتل کر کے میری لاش کو ٹھکانے لگا دیں مجھے ذرا برابر پروا نہیں ہے۔"

"دیکھو سچ بولو۔ سچ بولو مجھے مضطرب نہ کرو۔ میں یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکوں گی اور واقعی تمہیں قتل کر دوں گی۔"

"میں نے انکار تو نہیں کیا مس لیلیٰ شبانہ۔"

"یہ تمہارا اصل چہرہ نہیں ہے؟"

"نہیں۔"

"تو پھر میں تمہارے اصلی نقوش دیکھوں گی۔"

"نہ دیکھئے آپ کی نوازش ہوگی۔ یا پھر آپ کو یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ میرے اصل نقش دیکھنے کے بعد بھی آپ مجھے زندگی نہیں دیں گی۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ مجھے زندہ حالت میں دشمن کی حیثیت سے ان لوگوں کے حوالے کریں۔"

"مطلب۔"

"میں' میں ایک عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہوں۔ وطن پر نثار ہونے والوں میں' لیکن وطن کے لیے ایک ایسی شخصیت کا مالک' جسے اہل وطن پسند نہیں کرتے۔"

"مجھے الفاظ کے جال میں پھنسا رہے ہو۔"

"نہیں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں۔"

"تمہیں اپنا اصلی چہرہ دکھانا پڑے گا۔"

"منظور ہے لیکن آپ کو بھی وعدہ کرنا ہوگا کہ وہی کریں گی جو میں نے کہا ہے۔"

"کیوں آخر کیوں؟"

"اس لیے کہ اس کے بعد میرے پاس میک اپ کا سامان نہیں ہوگا اور میک اپ

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

نہیں کرسکوں گا۔" وہ مسکرانے لگی۔ پھر بولی۔

"تمہیں میک اپ کرنا آتا ہے؟"

"جی ہاں یہ میک اپ میں نے خود ہی کیا ہے۔"

"تو پھر میں تمہیں میک اپ کا وہ سامان فراہم کرسکتی ہوں جو اعلیٰ ترین ہے اور تم اس سے اپنا کام چلا سکتے ہو۔" میں نے پریشان سی نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"اگر آپ اس کے بغیر ہی کام چلالیتیں تو اچھا تھا۔"

"ہرگز نہیں بالکل نہیں۔"

"تو پھر آپ کی مرضی ہے لیکن آپ یہ دیکھ لیجیے کہ مجھے دوبارہ یہ شکل اختیار کرنے میں کتنی مشکل پیش آسکتی ہے۔"

"بالکل مشکل پیش نہیں آئے گی۔ میں خود بھی میک اپ کی بہترین ماہر ہوں۔ لوگ میری مہارت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر تمہیں یہی چہرہ نہ دے دیا تو میرا نام لیلیٰ شبانہ نہیں۔" میں چند لمحات سوچتا رہا۔ ایک عجیب و غریب کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ ایک عجیب احساس ذہن پر طاری ہوگیا تھا۔ اس لڑکی نے مجھے بے پناہ متاثر کیا تھا۔ اگر یہ سچ کہہ رہی ہے تو واقعی ایک باکمال شخصیت ہے لیکن اگر یہ بھی کوئی فریب ہوا تو' تو میں اس پر کیسے قابو پاسکوں گا۔ بہرحال خود کو تقدیر کے حوالے کر دیا اس نے مجھے ہی اشارہ کیا اور ایک الماری کی طرف رخ کرکے بولی۔

"اسے کھولو۔ تمہیں میک اپ توڑنے والا سامان مل جائے گا دیکھو میں اس کے بغیر باز نہیں رہ سکتی۔ تمہیں میری ہدایت پر عمل کرنا ہوگا۔"

"میں خود کو تقدیر کے حوالے کرچکا ہوں اس لیے آپ کی ہدایت پر عمل کرنے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتا۔" میں نے کہا دل ودماغ کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار ہوگئے تھے اور میں نے ایک بار پھر ان غیبی قوتوں کو آواز دی تھی جنھوں نے مجھے ہمیشہ مشکلات سے محفوظ رکھا تھا اور جب میرے دل کو یہ تقویت ہو جاتی تھی کہ اب جو کچھ بھی ہوگا تقدیر کے ہاتھوں ہوگا تو میں کسی بات کی پروا نہیں کرتا تھا۔ سائفن والی بوتل نکالی اور خود



ہی اپنے چہرے پر پھواریں مارنے لگا۔ وہ چمکدار آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ یہ میک اپ بڑی مشکل سے کیا گیا تھا اور بہترین صفات کا حامل تھا اب اگر کوئی ایسی صورت حال پیش آتی ہے تو جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ چاہے کچھ بھی ہو لیکن مجھے بہرحال' اسے مطمئن کرنا ضروری تھا۔ تقریباً پانچ سے لے کر سات منٹ تک صرف ہوئے اور اس کے بعد میرے چہرے سے پلاسٹک کے ٹکڑے اکھڑنے لگے۔ جب میں نے پہلا ٹکڑا اپنے چہرے سے اتارا تو اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات پیدا ہوگئے اور کچھ دیر کے بعد میں نے اپنا پورا چہرہ صاف کرکے تولیہ سے رگڑ دیا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر کھڑی ہوگئی تھی۔ اس کی آنکھیں انتہائی حد تک پھیل گئی تھیں اور وہ سخت متحیر نظر آرہی تھی پھر وہ کئی قدم آگے بڑھی اور اس کے منہ سے بے اختیار انداز میں نکلا۔

"میرے خدا' میرے خدا' ناممکن' ناممکن ہے۔ میرے خدا' یہ......... یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔" میں اس کی حیرت پر خود بھی حیران ہونے لگا......... پتا نہیں کیا ہوا تھا اسے۔ اس کے منہ سے آہستہ سے نکلا۔

"اور اگر میری یادداشت دھوکا نہیں دے رہی ہے تو آپ کا نام دانش منصور ہے" ......... اب میری کیفیت خراب ہونے کی باری تھی میں دو قدم پیچھے ہٹا۔ یہ نام تو اس وقت میرے لیے کسی ایٹمی دھماکے سے کم نہیں تھا۔ میرا کوئی شناسا اس طرح میرے سامنے آجائے۔ اس سے زیادہ سنسنی خیز بات کوئی اور نہیں تھی۔ میں اسے سحرزدہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"بتایئے غلط تو نہیں کہہ رہی ہیں۔ بتایئے میں غلط تو نہیں کہہ رہی ہوں؟"

"کون دانش منصور؟" میں نے کھوکھلے لہجے میں کہا اور مجھے خود اپنے لہجے کے کھوکھلے پن کا احساس ہوگیا۔

"آپ' سر آپ دانش منصور ہیں۔ یقیناً آپ کو لیلیٰ شبانہ یاد نہیں ہوگی۔ جنوبی افریقہ کے پورٹ الزبتھ میں آپ نے ایک فلسطینی گروپ کو نئی زندگی سے روشناس کرایا تھا۔ ہم لوگ بری طرح گھیر لیے گئے تھے اور آپ نے ہماری مدد کی تھی اور اس کے بعد

WWW.PAKSOCIETY.COM
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہمیں یہ علم ہوا تھا کہ آپ دانش منصور ہیں۔ ایک ایسی شخصیت جو سحر کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ سر' آپ بھولے جانے والی چیز نہیں ہیں۔ سر کیا یہ حقیقت ہے یا آپ کے یہ نقوش بھی مصنوعی ہیں؟" میں اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ میں ان واقعات کو یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور مجھے یاد آتا جارہا تھا کہ ایک فلسطینی گروپ کو ایک بار مصیبت سے بچایا تھا میں نے' اور واقعی وہ انتہائی خطرناک حالات میں تھے اور موت ان سے چند قدم کے فاصلے پر تھی۔ میری کاوشوں سے یہ گروپ بچ گیا تھا لیکن خصوصاً میں لیلیٰ شبانہ کو نہیں جانتا تھا۔ نہ ہی اس کے نقوش میرے ذہن میں تھے۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"لیلیٰ شبانہ۔"

"سر' یقیناً آپ ہمیں نہیں جانتے ہوں گے اور اگر آپ کی نگاہوں میں میرا چہرہ ہے بھی تو اس شکل میں آپ مجھے نہیں پہچان سکتے کیونکہ میرے چہرے پر بھی ایڈمس ڈوریانہ کا میک اپ ہے۔"

میں نے ایک گہری سانس لی۔ پے درپے ذہنی دھماکے برداشت کرنے پڑ رہے تھے۔ میں نڈھال سا ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ میرے قریب ہی فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی تھی۔

"سر ہم' میں ہی نہیں میرا پورا گروپ آپ سے انتہائی عقیدت رکھتا ہے۔ سر' براہ کرم آپ ہماری' میرا مطلب ہے میرے خیال کی تائید تو کر دیں۔ آپ دانش منصور ہی ہیں نا؟" میں نے ایک گہری سانس لی اور ایک دم مجھے ہنسی آگئی پھر بولا۔

"جس قدر ذہنی جھٹکے مجھے برداشت کرنے پڑ رہے ہیں مس لیلیٰ شبانہ انھوں نے مجھے درحقیقت پست کر دیا ہے۔ اب کیا انکار کروں آپ سے۔ میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ ایڈمس ڈوریانہ درحقیقت کوئی دوسری شخصیت ہے۔ اگر آپ واقعی ایڈمس ڈوریانہ ہی ہیں تو اس وقت میں شاید زندگی میں پہلی بار کسی ایسی شخصیت کے بارے میں اعتراف کر رہا ہوں جس نے مجھے زیر کر لیا ہے۔"

"سوچ بھی نہیں سکتی سر۔ تصور بھی نہیں کر سکتی میں' سر آپ یقین کریجیے خدارا



مجھ سے میرا یہ میک اپ نہ اتروائیے۔ میرا اصل چہرہ یہ نہیں ہے لیکن جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ اصلیت ہے۔ میرے خدا میں تو تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ اس پروجیکٹ کے سلسلے میں آپ جیسی عظیم شخصیت بھی کام کر رہی ہوگی۔ سر ہم تو آپ کے جوتوں کی خاک بھی نہیں ہیں۔ ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ کی ان کاوشوں کے مقابلے میں جن کی کہانیاں ہم نے مختلف زبانوں سے سنی ہیں اور جن کی شخصیت کو ہم نے مشعل راہ بنایا ہے۔"

"تعجب کی بات ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ میں بھلا آپ لوگوں کے لیے مشعل راہ کہاں سے ہو گیا۔"

"سر کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے بارے میں کبھی نہیں سوچتیں لیکن دنیا ان کے بارے میں سوچتی ہے۔ آپ نے تو بہت سے ایسے مرحلوں پر ہماری مدد کی ہے میری نہیں تو ہمارے مقصد کی' ہمارے مشن کی۔ آپ نے ایسے ایسے لوگوں کو زیر کیا ہے سر' کیا ہمیں یاد نہیں ہے وہ واقعہ جب کچھ یہودی تاجر بھاری پانی اس ملک کو بھجوا رہے تھے اور آپ نے انھیں ناکام بنا دیا تھا۔"

"اوہ ٹھیک ہے مجھے یاد آگیا۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ اس وقت آپ ہی مجھ پر حاوی ہیں۔ پتا نہیں' میں آپ کو کیا کہوں؟"

"سر مجھے لیلیٰ شبانہ کہئے۔ شبانہ کہئے آپ مجھے' میں تو آپ کے جوتوں کی خاک ہوں۔"

"نہیں لیلیٰ شبانہ اگر تم واقعی ایک فلسطینی مجاہدہ ہو تو براہ کرم اپنے لیے یہ الفاظ استعمال نہ کرو۔ جو کچھ تم اپنے وطن کی بقا کے لیے کر رہی ہو وہ کسی اہل دل کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ چلو اچھا ہوا' لیلیٰ شبانہ تم مل گئیں مجھے' کم از کم دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع تو ملے گا۔ بڑا بوجھ ہے میرے دل و دماغ پر۔ بڑا وزن ہے میرے وجود پر۔"

"سر یہ آپ کے قدموں میں' مجھے کہیں بھی اپنے آپ سے منحرف پائیں تو اس کی تمام گولیاں میرے سینے میں خالی کر دیں۔ یقین کیجیے' آپ کے ہاتھوں سے مرنا بھی میرے

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



لیے بڑی سعادت کا باعث ہوگا۔" اس نے پستول میرے قدموں میں رکھ دیا اور میں اس کے اقدامات سے بہت متاثر ہوگیا پھر میں نے کہا۔

"اٹھیے لیلیٰ شبانہ یہ رات میری زندگی کی ان راتوں میں سے ہے جنھیں اگر زندہ رہا تو بھول نہیں سکوں گا۔"

"سر میرے لیے بھی یہ ایک عجیب و غریب رات ہے۔ آپ یقین کیجیے میں اور اپنے وجود کا اعتراف کروں گی۔ سر میں نے تو یہاں بڑی مشکل سے اپنے لیے مقام تلاش کیا ہے۔ آہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ اتنی بڑی شخصیت سے یہاں میری ملاقات ہو جائے گی۔"

"بیٹھیے لیلیٰ شبانہ بیٹھیے۔ کیا فائدہ ان تمام باتوں سے۔ یہ میرے دل کو زخم لگاتی ہیں"

"سر یہ بتایئے۔ میں کیا خدمت کر سکتی ہوں آپ کی؟؟"

"خدمت تو تم نے کر ڈالی ہے لیلیٰ شبانہ۔"

"شرمندہ ہوں۔ معذرت خواہ ہوں اصل میں جس ماحول میں آئی ہوں اپنے آپ کو اسی رنگ میں ڈھالا ہے لیکن خدارا یہ نہ سمجھیے کہ میں آبرو باختہ ہوں اور وہی میرا اصل ہے جو میں پیش کر رہی ہوں۔ یہ صرف ایک مصنوعی عمل ہے جس سے میں نے اس قوم کی نمائندگی کی ہے جو درحقیقت ایسی ہی روایت کی حامل ہے۔" اس کے لہجے میں نفرت بیدار ہوگئی تھی اور میں گہری سوچوں میں تھا۔ بڑا عجیب مسئلہ ہوگیا تھا۔ واقعی، بہت کم ایسے مرحلے آئے تھے جب مجھے مستقبل کے اقدامات کا فیصلہ کرنے میں دشواری پیش آئی ہو لیکن بہرحال کیا کیا جاسکتا تھا۔ یہ تو بڑے سنسنی خیز لمحات تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گئی پھر اس نے کہا۔

"سر اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ آپ یہاں اس پروجیکٹ کے سلسلے میں کچھ کرنے آئے ہیں تو کیا کر سکتی ہوں۔ ورنہ آپ یقین کیجیے میں کوئی سوال آپ سے نہیں کروں گی اور صرف یہ پوچھوں گی کہ میں جو کچھ کر رہی ہوں اس کے لیے آپ کی کچھ ہدایات ہیں۔" میں نے نگاہیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور بولا۔



"بہت دلچسپ اور عجیب صورت حال ہوگئی ہے مس شبانہ، اور یہ قطعی مجبوری ہے کہ میں آپ کو اپنے بارے میں نہ بتاؤں مس شبانہ، دانش منصور کے لیے آپ کے دل میں جو بھی تاثرات ہوں یا جو بھی تصورات ہوں اس وقت دانش منصور اپنے وطن میں ایک مجرم کی حیثیت اختیار کر گیا ہے شبانہ، حالات میں اونچ نیچ ہوتی ہی رہتی ہے، کتنا ہی بہتر کام کرلو بعض لوگ ایسے نکل آتے ہیں جو اس سے اختلاف کر لیتے ہیں بس یوں سمجھ لیجیے کچھ ایسے اندرونی حالات ہوگئے جن کی وجہ سے دانش منصور اپنے ہی وطن میں مجرم کی حیثیت اختیار کر گیا۔ لیکن اہل وطن کی ناعقلی تھی، وطن کا کیا قصور اور پھر میں نے تو کبھی نام و نمود کے لیے کچھ نہیں کیا، وطن کی مٹی کی نگاہیں ہمیشہ اپنے بیٹوں کی جانب ہوتی ہیں، میں نے ہمیشہ اپنا فرض پورا کیا اور شکل بدلنے کے بعد بھی میں اپنے منصب سے غافل نہ رہا بس یوں سمجھ لیجیے ایک ایسی تنظیم علم میں آئی جو میرے خلاف عمل پیرا تھی۔ میرے وطن کے خلاف جو کچھ بھی ہوتا ہے" میں اسے اپنی ذات کے خلاف ہی تصور کرتا ہوں۔ جیکب اسی تنظیم کا ایک اہم رکن ہے، میں نے اس کی گود میں بیٹھ کر اپنے وطن میں اس کا ایک ناپاک منصوبہ ناکام بنایا لیکن اس طرح کہ اسے احساس نہیں ہوسکا اور اس منصوبے کی ناکامی کے بعد وہ اس طرف نکل آیا، میں اس کے ساتھ تھا اور ساتھ ہوں۔ یہاں یہ سب کچھ میری نگاہوں کے سامنے آیا، لیکن خلوص دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ اس پروجیکٹ کو نقصان پہنچانے کا کوئی ذریعہ ابھی تک میرے ذہن میں نہیں آیا تھا۔ البتہ اس طرح جیسے ایک لالچی انسان اپنی پسند کی کوئی چیز دیکھ کر لالچ کا شکار ہو جاتا ہے میں بھی حسرت بھری نگاہوں سے اس پروجیکٹ کو دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کون سا ایسا طریقہ کار ہو جس سے میں اسے تباہ کر سکوں، زیادہ پرانی بات نہیں ہے ایسے ہی ایک منصوبے کو میں نے ناکام بنا کر تباہی کے غار میں دھکیل دیا تھا۔ لیکن اس وقت صورت حال دوسری تھی، مجھے کچھ سہارے مل گئے تھے جنھوں نے مجھے کامیابی سے ہم کنار کیا۔ البتہ اب ایسی کوئی صورت حال میری نگاہوں کے سامنے نہیں تھی اور شاید میں اس سلسلے میں کوئی موثر عمل نہیں کر سکتا، لیکن مس شبانہ آپ اس بات پر بھی ضرور یقین کرلیجیے کہ

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

قدرت نے مجھے میرے مخلصانہ عمل کے سلسلے میں کبھی مایوس نہیں کیا ایسے ذرائع نکال دیتی ہے وہ کہ میں تصور بھی نہیں کرسکتا آپ یقین کیجئے جوں جوں میں اس بات پر یقین کرتا جارہا ہوں کہ اس بار بھی قدرت مجھے مایوس نہیں رکھنا چاہتی' میری مسرتوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے میرے بارے میں مختصر تفصیل یہی تھی اب ہم ایک دوسرے پر بھروسا کرچکے ہیں اور اتفاق کی بات ہے کہ آپ نے مجھے یہ حیثیت بھی دے دی ہے۔ تو میں مطمئن ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے بہترین ہے آپ اگر مناسب سمجھیں تو براہ کرم ایک بار پھر مجھے تھوڑی سی تفصیل بتا دیں۔"

"ضرور دانش منصور صاحب جس حد تک بتا چکی ہوں وہ تو آپ کے علم میں آگیا ہے بس یوں سمجھ لیجئے کہ اب آخری مراحل ہیں۔ میں نے کمپیوٹر ہی کے حوالے سے اپنا کام سرانجام دیا ہے اور مکمل کامیابی کی امید ہے۔ اصل میں جس شخصیت کا روپ میں نے دھارا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی موت کمپیوٹر کی دنیا میں ایک عظیم نقصان ہے' لیکن ہمیں اس کا کوئی افسوس نہیں ہے۔ میں نے ان کے آخری پروگرام کو ڈسٹرب کیا ہے اس آخری پروگرام میں وہ میزائل کو اپنے ہدف تک پہنچانا چاہتے ہیں لیکن یہاں اس پروجیکٹ میں ایسے پانچ پوائنٹ ہیں جو اس کمپیوٹر کو مس کرتے ہیں جو مین کمپیوٹر ہے' ہم نے ایک مخصوص پوائنٹ مقرر کردیا ہے اور ان پانچوں کو ڈسٹرب کرکے ایک ایسی میموری فیڈ کردی ہے کہ جب جنرل بٹن دبایا جائے گا تو وہ پانچوں پوائنٹ ڈسٹرب ہوں گے اور وہاں موجود تمام سازو سامان ضائع ہو جائے گا۔ یہ ایک لازمی امر ہے کہ اس کے بعد یہ لوگ طویل عرصے تک اس پروجیکٹ کو دوبارہ زیر عمل نہیں لاسکیں گے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ یہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا لیکن یوں سمجھ لیجئے کہ وہ ایک عظیم نقصان سے دوچار ہو جائیں گے اور اس کے پس پردہ ایک اور دلچسپ کہانی ہے۔

"کیا.........." میں نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا اور وہ بے اختیار مسکرانے لگی' پھر بولی۔

"ایک بہت بڑا یہودی سرمایہ دار اس پروجیکٹ پر اپنی آخری پونجی تک لگا چکا ہے'



آپ کو اندازہ ہے کہ اسرائیلی سرمایہ دار کہیں بھی نفع کی بات سے نہیں چوکتے اس پروجیکٹ کی تیاری میں جب یہ معاہدہ ہوا کہ اسرائیلی ٹیکنیشن اس کی تکمیل کریں گے تو اس یہودی سرمایہ کار نے فوراً ہی یہ پیش کش کر دی کہ پروجیکٹ میں سرمایہ کاری وہ کرے گا اور اس کی کامیابی کے بعد یہ رقم مقامی حکام سے وصول کرے گا۔ یہ معاہدہ بڑی خوش اسلوبی سے طے ہوگیا اور یوں سمجھ لیجئے کہ یہ سب کچھ جو آپ کو نظر آرہا ہے یہ اسی سرمایہ دار کی سرمایہ کاری ہے وہ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا چکا ہے اور اگر یہاں یہ تجربہ ناکام ہو جاتا ہے تو بڑا لطف رہیگا۔ وہ سرمایہ ڈوب جائے گا اور مقامی حکام یہ ذمہ داری اسرائیل کی حکومت پر ڈالنے کی کوشش کریں گے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ اعتماد کے زیر تحت ہوا ہے اور چونکہ کام مکمل نہیں ہوسکا اس لیے ادائیگی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آپ سمجھتے ہیں نا مسٹر دانش منصور کیا ہی دلچسپ فضا پیدا ہو جائے گی اور ہوسکتا ہے اس کے اثرات دونوں ملکوں کے داخلی اور خارجی تعلقات پر بھی پڑیں۔ ہمارے لیے اس سے بہتر بات اور کون سی بات ہوسکتی ہے۔ اب باقی مسئلہ بھی آپ سے عرض کردوں شاید آپ کو اس حد تک علم نہ ہو کہ اب اس تجربے کی تاریخوں میں کوئی وقت نہیں رہا ہے۔ بس ان کے اپنے ہاں کچھ مہورت وغیرہ کا چکر ہوتا ہے۔ پنڈت بٹھا دیے گئے ہیں اور جیسے ہی اس کا اعلان ہو جائے گا۔ تجربہ کرلیا جائے گا' جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ ہم لوگ پانچ افراد یہاں اس مشن پر آئے تھے۔ لیکن ہم میں سے ایک اس مشن کا شکار ہوگیا۔ باقی دو افراد جیل میں ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام وقار بن عمر اور دوسرا حیات شدی ہے۔ یہ دونوں جیل میں موجود ہیں۔ تیسرا آدمی فہد نظری یہیں پروجیکٹ پر موجود ہے اور اس کے سپرد اہم ذمہ داری کردی گئی ہے تاکہ ہم یہاں سے نکل جائیں' آپ یوں سمجھ لیجئے کہ ہم ان کا ایک بہت ہی بڑا مشن ناکام بنا رہے ہیں اور اس کے بعد اس کے جو نتائج سامنے آئیں گے وہ بڑی اہمیت کے حامل ہوں گے تو جناب فہد نظری کے سپرد یہ ذمہ داری ہے کہ جس وقت اس میزائل کا تجربہ کیا جائے وہ ہیلی کاپٹر کے قریب موجود ہو۔ میں اور نظری ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر نکل جائیں گے اور وقاص اور حیات دونوں جیل سے نکل جائیں گے۔"

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"جیل سے نکل جائیں گے.........؟"

"ہاں......... ان کے پاس مکمل انتظامات ہیں اور وہ تین چار بار ریہرسل کر چکے ہیں اور بڑے اطمینان سے جیل سے باہر آگئے ہیں لیکن پھر واپس جیل میں پہنچ گئے ہیں۔" یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے وہ مسکرا پڑی۔

میں نے تعریفی نگاہوں سے اسے دیکھا اور دفعتاً میری ذہن کے ایک خانے میں کھٹ کی سی آواز ہوئی۔ مجھے وہ قیدی یاد آگیا جس نے مجھے سلام کیا تھا اور میں ابھی تک یہ اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ وہ کون تھا۔ لیکن اب صورت حال واضح ہوگئی تھی چونکہ اتفاقیہ طور پر میرے چہرے کے نقوش اس شخص سے مشابہ تھے جو انہی کا ساتھی تھا اور یہ بھی ایک سچائی ہے کہ خود شبانہ نے مجھے یہ اہمیت انہی نقوش کی بنا پر دی تھی۔ ورنہ شاید مجھے ان کی ہوا بھی نہ لگتی' یقیناً وہ شخص وقاص بن عمر یا حیات شدی ہوگا۔ بہرحال بڑی دلچسپ صورت حال تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارا اپنا پروگرام مکمل ہے اور اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے؟"

"سر تمام صورتحال میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے' گنجائش ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ تو آپ ہی کر سکتے ہیں۔"

"نہیں شبانہ حقیقت یہ ہے جو میں تسلیم کر چکا ہوں' آرزو تو بے شک تھی کہ میں یہاں کچھ کروں اور ہو سکتا ہے ایک طویل منصوبہ بندی کرنی پڑتی مجھے۔ لیکن بہرحال یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میں اس میں کوئی موثر قدم نہیں اٹھا سکا تھا اور اب یہ احساس ہوا ہے کہ میرا ہر قدم احمقانہ ہی ہوتا' کیونکہ تم لوگ مجھ سے پہلے اپنا پروگرام مکمل کر چکے ہوتے۔ بہرحال اب صورت یہی ہے کہ اپنے اس پروگرام کو جاری رکھو۔"

"سر! اب ایک درخواست تو کر سکتی ہوں میں آپ سے........."

"کیا.........؟"

"آپ ہمارے ساتھ چلیں گے.........؟"



میں پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر میں نے کہا۔ "یہ وقت پر منحصر ہے۔"

"نہیں سر کوئی ضد نہیں کر سکتی میں آپ سے۔ عزت و احترام کا رشتہ ہے میرے اور آپ کے درمیان' لیکن خواہش کا اظہار ضرور کر سکتی ہوں' سر یہاں سے نکل جانا بہتر رہے گا ہمیں آپ سے تقویت رہے گی اور آپ کو بھی اندازہ ہے اور مجھے بھی کہ اس کے بعد ہمیں اس ملک سے نکلنے کے لیے کیسے کیسے پاپڑ بیلنے پڑیں گے آپ ہمارے ہمراہ ہوں گے سر تو حوصلہ قائم رہے گا۔"

میں خاموش ہوگیا' پھر میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو میں نکل چلوں گا تمہارے ساتھ۔"

"سر ایک بات اور عرض کروں آپ سے وہ یہ ہے کہ میں نے بڑی ذہانت کے ساتھ جیکب سے آپ کو مانگا تھا۔ لیکن آپ سمجھ رہے ہیں کہ آپ کو مانگنے کا پس منظر کیا تھا' میرے خیال میں اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے آپ کو واپس جیکب کے پاس ہی چلے جانا چاہیے۔ میں آپ کو پورے منصوبے سے آگاہ کرتی رہوں گی اور سر بہت مختصر سا وقت رہ گیا ہے اس کی تکمیل میں۔"

"میں خود بھی یہی چاہتا تھا کہ ایسے حالات میں میرے اور تمہارے گٹھ جوڑ کا اندازہ کسی کو نہیں ہونا چاہیے۔ یہ صورت حال ہم دونوں کے لیے خطرناک رہے گی۔"

"بالکل سر۔"

"تو اب تم میرے چہرے پر میک اپ کر دو۔"

"سر آپ کے حکم کی تعمیل کروں گی ورنہ آپ کی شخصیت سے روشناس ہونے کے بعد تو سچی بات یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو ایک طالب علم کی حیثیت سے زیادہ نہیں سمجھ سکتی۔" میں مسکرا دیا اور میں نے کہا۔

"بی بی اب اس انکساری کے بجائے میری جان بچانے کی کوشش کرو۔"

وہ ہنس پڑی اور میں بھی۔ "ٹھیک ہے سر۔" اور اس کے بعد اس نے میک اپ کا کمال دکھانا شروع کر دیا۔ ویسے تو خیر میک اپ کا جو سامان میرے سامنے آگیا تھا اسے دیکھتے

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہوئے میری ڈھارس بندھ گئی تھی کہ اگر وہ اپنے کام میں اتنی ماہر نہ نکلی تو میں خود یہ کام کرلوں گا۔ اصل مسئلہ میک اپ کے سامان کا تھا اور یہ بھی ایک حقیقت نکلی کہ وہ اپنے فن کی ماہر ثابت ہوئی اور خاصا وقت صرف کرنے کے بعد جب اس نے آئینہ میرے سامنے پیش کیا تو اس نے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے فن میں مکمل ہے۔ میں نے اس میک پر اطمینان کا اظہار کیا تھا۔

"لیلیٰ شبانہ پختہ کار تھی' دوسرے دن جیکب خود ہی آگیا تھا۔"

"ہیلو ارشاد' کیا حال ہے۔" اس نے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں سر!"

"میرے خیال میں مسٹر ارشاد میرے پاس آکر خوش نہیں ہیں۔" شبانہ فوراً بول اٹھی۔ پھر رخ بدل کر آہستہ لہجے میں کہنے لگی۔ "کیا بور آدمی مجھے دیا ہے مسٹر جیکب' یہ تو ضرورت سے زیادہ ہی شریف ہے زبردست درد سر۔"

جیکب ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "تو پھر یہ ہیرا مجھے واپس دے دیں مس ڈوریانہ۔"

"ہاں یقیناً آپ اسے لے جاسکتے ہیں۔"

"کچھ دیر وہ دونوں باتیں کرتے رہے۔ پھر جیکب نے کہا۔" "آؤ ارشاد چلیں۔"

میں خوشی سے تیار ہوگیا اور ہم دونوں ایک جیپ میں بیٹھ کر باہر نکل آئے۔

"تم وہاں بور ہو رہے تھے۔"

"کیا وقت آگیا تھا مجھ پر۔" میں نے کہا اور جیکب ہنسنے لگا پھر بولا۔

"کیوں.........؟"

"سر آپ کا حکم نہیں ٹال سکتا تھا۔ لیکن آپ کو میرا مصرف معلوم ہے۔ میں کسی عورت کی غلامی کرکے تو خوش نہیں رہ سکتا اور پھر آپ جانتے ہیں سر کہ میری بیوی ہے اور میں اس کا وفادار ہوں۔"

"تم یقین کرو۔ میں بھی خوشی سے تم سے دور ہونے کو تیار نہیں ہوا لیکن یہاں پروجیکٹ میں وہ بہت بڑی پاور ہے اس کی خواہش کا رد کرنا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔"



"جی سر مجھے اندازہ ہے۔"

"تمہارے بارے میں وہ احمق کیا جانے' تم واقعی ہیرا ثابت ہوگے تنظیم کے لئے۔ جو لوگ عورت کے جال میں نہیں پھنستے وہ ہمیشہ کامران زندگی گزارتے ہیں۔"

"میں خاموش ہوگیا۔ بہرحال جیکب کے ساتھ اور کئی دن گزرے پھر یہاں اہتمام شروع ہوگیا۔ پروجیکٹ کے مختلف حصوں کو پھولوں اور دوسری آرائشی چیزوں سے سجایا گیا۔ ایک مندر بنایا گیا اور اس کی تکمیل کے بعد پنڈت پجاری وہاں پہنچ گئے۔ پوجا اور بھجن شروع ہوگئے۔ ناقوسوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ وہ لوگ کام کی تکمیل کا جشن منا رہے تھے۔ پھر ہیلی کاپٹر آنے شروع ہوگئے۔ اہم شخصیتوں کی آمد شروع ہوگئی۔ انہیں زبردست پروٹوکول دیا جارہا تھا۔

جیکب بھی مصروف تھا اور اکثر مجھ سے الگ ہی رہتا تھا۔ میری بھی ڈیوٹی لگا دی گئی۔ اور میں بھی ان ہنگامہ خیزیوں میں مصروف ہوگیا۔ اس شام یہ سب کچھ جاری تھا کہ میں نے لیلیٰ شبانہ کو دیکھا۔ انتظامی امور میں مصروف تھی۔ اس نے نہایت بے باکی سے مجھے اشارہ کیا۔ کچھ اور لوگ بھی اس کے پاس موجود تھے۔ مجھے حیرت ہوئی' لیکن پھر بھی میں اس کی طرف چل پڑا۔

"لیس میڈم۔"

"کیا نام ہے تمہارا' میں بھول گئی۔"

"جی ارشاد علی۔"

"ہاں ٹھیک' یو' دیکھو میرے ساتھ آؤ' اس طرف۔" اس نے کہا۔ اور دوسرے لوگوں سے معذرت کرکے مجھے کچھ فاصلے پر لے گئی۔ پھر اس نے انگلی سے اشارہ کرکے کہا۔

"وہ ہیلی کاپٹر دیکھ رہے ہیں دانش صاحب۔"

"جی!"

"اور وہ ہیلی کاپٹر جس پر ففٹی نائن لکھا ہوا ہے۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"جی؟"

"ایک شخص اس کے پاس کھڑا ہے۔"

"مجھے نظر آ گیا۔"

"وہ فہد نظری ہے۔"

"جی۔" میں نے اس کے تدبر اور بے باکی کو تجسّس کی نظروں سے دیکھا تھا۔

"پرسوں گیارہ بجے' ٹھیک گیارہ بجے' آپ کو یہاں اس ہیلی پیڈ پر اس ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچنا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"آپ سمجھ گئے نا؟"

"جی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"اس طرح مخاطب کرنے کی معذرت' اوکے' میں چلتی ہوں۔" اس نے کہا اور واپس اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑی۔ میں نے اس طرح قدم آگے بڑھا دیے جیسے اس کے کسی حکم کی تعمیل کرنے جا رہا ہوں۔

بہرحال بہت دلیر عورت تھی۔ اس نے جس طرح یہاں اپنا مقام قائم کیا تھا وہ معمولی بات نہیں تھی۔ یہ علم ہو گیا تھا کہ پرسوں اس میزائل کا تجربہ ہو رہا ہے جبکہ ابھی جیکب کو بھی صحیح وقت کا علم نہیں تھا۔

وقت کی طنابیں کھنچ رہی تھیں۔ میں سوچ کا سفر طے کر رہا تھا۔ کچھ الجھن میں تھا۔ اصل میں جیکب کو ابھی تک بڑی آسانی سے اپنے جال میں پھانسے ہوئے تھا اور اسے مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہوا تھا۔ اب اس منصوبے میں شامل ہو کر اس سے علیحدگی اختیار کرنی ہو گی۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ اس پروجیکٹ کی ناکامی میرے وطن کے لیے بڑی نیک فال تھی۔ یہ سارے انتظامات میرے وطن پر دباؤ ڈالنے کے لیے تھے اور میرے وطن کے لیے باعث تشویش بھی ہوں گے۔ یہ کام مجھے سرانجام دینا تھا لیکن لیلیٰ شبانہ اس کے لیے محنت کر چکی تھی اور اس نے ایک جان کی قربانی بھی دی تھی۔ اس لیے اس کامیابی کا سہرا اسی



کے سر رہنا چاہیے۔ ہاں اس کے ساتھ نکل جانا کچھ الجھن کا باعث تھا۔

لیکن دوسری طرف ایک اور خیال بھی تھا۔ تجربے کی ناکامی کے اسباب پر غور کیا جائے گا۔ اگر کہیں مشتبہ افراد کی فہرست میں میرا نام شامل ہو گیا اور میرے چہرے پر میک اپ تلاش کر لیا گیا تو پھر بچنے کا کوئی امکان نہیں تھا کیونکہ نیچے دانش منصور کا چہرہ برآمد ہو گا۔ آخری فیصلہ یہی کیا کہ اس پروگرام کو چلنے دیا جائے۔ لیلیٰ اپنے وطن جائے گی تو میں اپنے وطن چلا جاؤں گا اور کم از کم کرنل امیر شاہ کو رپورٹ دے سکوں گا۔ رخسار بھی یاد آئی تھی اور اس سے ملنے کی خواہش دل میں بیدار ہو گئی تھی۔

لیلیٰ شبانہ ان لوگوں کے ساتھ تھی۔ گھڑی کی سوئیاں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھیں۔ پونے گیارہ بجے میں نے اپنا ٹھکانہ چھوڑ دیا اور آہستہ قدموں سے ہیلی پیڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر نمبر 59 اپنی جگہ موجود تھا اور اس کا پائلٹ اس کے قریب کھڑا تھا۔ آس پاس دوسرے ہیلی کاپٹر بھی تھے اور ان کے پائلٹ بھی اسی طرح ان کے قریب نظر آ رہے تھے۔ میرے پاس وقت تھا۔ میں ہیلی کاپٹر کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اچانک میں نے لیلیٰ شبانہ کو اس طرف آتے ہوئے دیکھا وہ تیز قدموں سے آ رہی تھی اس کے ہاتھ میں ایک پرس تھا۔

میں نے اپنے قدم ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا دیے۔ اور اس کے نزدیک پہنچ گیا۔

"میرا نام ارشاد ہے۔"

"میں جانتا ہوں جناب۔" پائلٹ نے ادب سے کہا۔ لیلیٰ قریب آ گئی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"چالیس سیکنڈ رہ گئے ہیں' آؤ!" پائلٹ نے دروازہ کھولا اور ہم دونوں اندر بیٹھ گئے۔ پائلٹ نے اپنی جگہ سنبھال کر ہیلی کاپٹر کی مشین اسٹارٹ کر دی اور پھر ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ بلند ہونے لگا۔

پھر گیارہ بج گئے اور فضا میں ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ اس دھماکے نے میزائل ایریا کے اس پورشن کو اڑا دیا جہاں خاص تقریب ہو رہی تھی۔ فضا میں گرد و غبار کا بادل بلند

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہوا جس میں پتھر اینٹیں اور نہ جانے کیا کیا شامل تھا۔

ہمارا ہیلی کاپٹر ہیلی پیڈ سے کوئی بیس گز اونچا ہو گیا تھا کہ دوسرا دھماکہ ہوا اور قریب کی ایک اور عمارت اڑ گئی۔ عمارت میں استعمال ہونے والے لوہے اور پتھروں کے ٹکڑے بہت اونچے اڑ رہے تھے اور میں نے لکڑی یا لوہے کے اس دس فٹ لمبے اور کوئی سات انچ موٹے ٹکڑے کو ناچتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف آتے دیکھا۔ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں مجھے احساس ہو گیا کہ ہیلی کاپٹر اس کی زد میں ہے۔ پائلٹ ایک ناتجربے کار اور احمق آدمی تھا۔ وہ کچھ بھی نہ کر سکا اور اوپر سخت کڑک پیدا ہوئی۔ ہیلی کاپٹر کے پر اس ٹکڑے کی زد میں آئے اور زوردار آواز کے ساتھ ٹوٹ گئے ہیلی کاپٹر ایک دم نوک کے بل نیچے جھکا اور میرے بدن میں بجلیاں سی دوڑ گئیں۔ میں نے برق رفتاری سے برابر کا دروازہ کھولا اور کچھ دیکھے بغیر نیچے چھلانگ لگا دی۔ مجھے شبانہ کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا کہ اس کا کیا بنا بس اپنا یاد تھا کہ میرے پاؤں زمین سے ٹکرائے تھے۔ اور میں گر پڑا تھا پھر اٹھا تھا اور دوبارہ گر پڑا تھا۔ شاید دوسرے دھماکوں کی وجہ سے، لیکن پھر تیسری بار اٹھا اور بے تحاشا بھاگنے لگا۔ کچھ ہوش نہیں تھا بس بھاگ رہا تھا۔ رخ کس طرف ہے اور چند گز کے فاصلے پر کیا ہے کچھ نہیں معلوم تھا۔ سوچنے سمجھنے کی قوتیں مفلوج ہو گئیں تھیں۔ ہر طرح کے احساس سے عاری ہو گیا تھا۔ بس بدن متحرک تھا اور پاؤں اپنا فرض انجام دے رہے تھے۔ پھر شاید بیٹھ گیا یا گر پڑا اور اس کے بعد کچھ خبر نہ رہی۔ پھر نہ جانے کتنا وقت گزر گیا۔ میں بے خبر سوتا رہا تھا۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ سامنے اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ کون سی جگہ ہے۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ ہاتھ پاؤں سوجے سوجے محسوس ہو رہے تھے لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ اپنے ہاتھ پاؤں ہیں۔ سر کے پچھلے حصے میں دکھن تھی۔ پھر کہیں قریب سے ریل کی سیٹی کی آواز سنائی دی اور یوں لگا جیسے دماغ میں چھری گھس گئی ہو۔ حلق سے بے اختیار کراہیں نکل گئیں تھیں۔ آنکھیں بند ہو گئیں اور میں نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ کسی کی آواز سنائی دی۔



"لے پھر دورہ پڑ گیا، کمین کے پلے کو، اری سانولی دیکھ میاں کے جنے کو۔"

"آئی اماں۔" دوسری آواز سنائی دی۔

"اماں کی پلی، کیا خصم کی گود میں بیٹھی ہے، اری دیکھ وہ تڑپ رہا ہے۔"

"آ آ تو رہی ہوں، تم تو بس شور مچائے رہتی ہو۔" کوئی میرے پاس آیا اور بولا۔

"پانی پی لو، پانی کا برتن میرے ہونٹوں سے لگا اور منہ کھل گیا۔ ٹھنڈے پانی نے زندگی بخش دی تھی میں نے برتن خالی کر دیا۔ سر کی تکلیف کم ہو گئی تھی۔

"اندھیرا۔ اندھیرا کیوں ہے، کیا میں اندھا ہوں۔"

میرے کانوں نے بھرائی ہوئی آواز سنی جو میری تھی۔

"رات کے نو بجے ہیں اور مٹی کا تیل دس روپے کی بوتل آوے ہے۔"

"تو پھر.........؟"

"لالٹین بجھا دی ہے اماں نے۔"

"کیوں۔"

"تیل کیا تمہاری میاں کے پیٹ سے نکلے گا۔" جلی بھنی آواز ابھری اور میں خاموش ہو گیا۔ باقی سب ٹھیک تھا لیکن سر کی یہ تکلیف بہت زیادہ تھی اس کا کیا کروں؟"

"اور چیخو گے یا اب مرو گے۔" چنچناتی آواز نے کہا۔

"نہیں، اب نہیں چیخوں گا۔" میں نے کہا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ کالی رات کی طرح وہ بھی کالی تھی۔ بس آنکھیں چمک رہی تھیں اور باقی بدن ایک ہیولا سا تھا۔ ہاں بدن سے ایک سوندھی سوندھی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ بالکل گندھے ہوئے آٹے جیسی خوشبو۔

"کیوں چیخنے ہو.........؟" وہ نرم لہجے میں بولی۔

"پتا نہیں۔"

"نشہ کرتے ہو؟"

"نشہ.........؟" میں نے آہستہ سے کہا۔

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اماں کہتی ہے چرسی ہو' مگر تمہارے منہ سے چرس کی خوشبو تو نہیں آتی ہے۔ منہ کھولو۔" اس نے کہا اور میں نے منہ کھول دیا۔ نرم نرم سانسیں میرے چہرے سے ٹکرائیں پھر وہ گرم ہو گئیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا وہ میرے منہ سے چرس کی خوشبو کیسے سونگھ رہی تھی۔ رات بھی کالی تھی اور وہ بھی۔ اندازہ ہی نہیں ہو پا رہا تھا ہاں کچھ نمی سی لگ رہی تھی۔

"چرس کی بدبو تو نہیں آوے ہے۔" اس کی غراتی آواز ابھری۔

"سانولی.........." دوسری آواز ابھری۔

"ہاں۔" پہلے اس کے حلق سے آواز نکلی جو بھنچی بھنچی تھی پھر دوسری آواز چھٹی ہوئی تھی۔ "ہاں۔"

"اس سے چپک گئی کیا۔"

"نن.......... نہیں تو۔"

"پھر وہاں کیا کر رہی ہے۔"

"پانی پلا رہی ہوں اسے۔"

"پلا کے آ میرے پاس' دیکھ میری پیٹھ پر کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہے' بڑی جلن ہو رہی ہے۔"

"سانپ ہو گا اماں۔" اس نے کہا اور ہنستی ہوئی میرے پاس سے اٹھ گئی۔ دوسری طرف سے گندی گندی گالیاں سنائی دے رہی تھیں۔

"سانپ ڈسیں تجھے' بچھو لپٹیں تیرے بدن سے' یہی تو چاہتی ہے کہ مجھے سانپ کاٹ لے۔" موٹی گالیوں کے درمیان کہا جا رہا تھا۔

"ہائے اماں' میرے بدن سے بہت سے بچھو لپٹ جائیں تو تجھے کیسا لگے گا۔" سانولی نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن اس بات کا کوئی جواب نہیں ملا۔ پھر سانولی ہی کی آواز ابھری۔ "اونہہ تل چٹا تھا' تم نے بھی شور مچا دیا۔"

کیا ہے یہ سب کچھ' کون ہے سانولی' کہاں ہوں میں۔ اور پھر یہ سر کی تکلیف کیسی



ہے۔ آہ ذرا سی دھمک ہوتی ہے تو کیسا درد ہوتا ہے۔ کیا میں چرس پیتا ہوں؟ مگر یہ.......... کیا ہے یہ۔ دماغ پر زور دیتا تو دکھن ہونے لگی اور میں نے جلدی سے دماغ پر زور دینا چھوڑ دیا۔

اب سانولی کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی اور شاید اماں بھی سو گئی تھی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور چاروں طرف دیکھا۔ گھر ہی تھا لیکن بے در و دیوار کا۔ کچھ چٹائیاں کچھ ٹاٹ کھڑے کر کے ایک ڈربہ سا بنا لیا گیا تھا۔ اس ڈربے میں وہ ماں بیٹیاں' مرغیوں کی طرح گھسی ہوئی تھیں۔ ایک طرف کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ ایک طرف کوئلوں کا ایک ڈھیر تھا اس سے کچھ فاصلے پر میں تھا اور بس۔

میں نے وہاں سے قدم آگے بڑھا دیے۔ تنگ سی گلی تھی اور اس کے بعد ایک وسیع و عریض میدان۔ آخری سرے پر ایک جہازی پل جس کے نیچے چمکدار ناگنیں لہرا رہی تھیں یہ ریلوے لائنیں تھیں دور ایک انجن پٹڑی بدل رہا تھا۔ ایک طرف بہت سی بوگیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ خاصے فاصلے پر ریلوے پلیٹ فارم نظر آ رہا تھا۔ جہاں پیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔""

میرے قدم اسی طرف اٹھ گئے۔ اسٹیشن پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ٹکٹ گھر بند پڑے ہوئے تھے۔ پلیٹ فارم کی بنچوں پر قلی سو رہے تھے۔ یہاں کا ماحول فرحت بخش تھا۔ وہاں زمین پر سونے سے یہاں کسی بینچ پر سونا زیادہ اچھا ہوتا۔ میں نے ایک بنچ تلاش کی جس پر دو کتوں نے قبضہ جمایا ہوا تھا۔ لیکن دونوں بدمعاش سو رہے تھے اور میرے قدموں کی چاپ پر سر اٹھا کر مجھے دیکھنے لگے تھے۔ میں نے اس طرح ہاتھ نیچے جھکایا جیسے پتھر اٹھا رہا ہوں' اور دونوں نے بینچ کی پچھلی طرف سے چھلانگ لگا دی۔ ان کی بزدلی پر مجھے ہنسی آ گئی تھی۔ بہرحال سونے کے لیے بہترین جگہ مل گئی اور میں آرام سے بینچ پر لیٹ گیا۔ سر کی دکھن کے علاوہ اور کوئی ایسی بات نہیں تھی جو میرے لیے پریشانی کا باعث ہوتی' پھر نیند نے دکھن کے اس احساس کو بھی ختم کر دیا اور صبح ہو گئی۔ سورج نے ہی پریشان کیا تھا پھر ریلوے پولیس کا سنتری پہنچا اور اس نے مجھے جھنجھوڑا دیا۔

www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"اسبے او گورنر کی دم' سالے دنیا اپنے آدھے آدھے کام کر چکی اور تو ابھی تک شہزادوں کی طرح سو رہا ہے۔" میں جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سنتری کے الفاظ مجھے عجیب سے لگے تھے' کیا شہزادے ایسے سوتے ہیں' میں بیٹھ کر اس کی صورت دیکھنے لگا اور سنتری اپنی مونچھ مروڑتا ہوا بولا۔

"جاؤ بیٹا جاؤ' صبح ہو گئی' منہ دھو' دانت صاف کرو' ناشتا کرو' چلو چلو اٹھو۔" میں اٹھ گیا اور اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا تب ہی مجھے سانولی نظر آئی' تیزی سے میری طرف آ رہی تھی۔

"ہائے تو یہاں کیا کر رہا ہے' پھر گھر سے نکل آیا مرے گا کسی وقت ریل کے نیچے آ کے اور کچھ نہیں ہو گا' میرے ساتھ چل۔" اس نے میرا بازو پکڑا اور اس کے ساتھ مجرموں کی طرح چل پڑا' اسی گھر میں لے آئی وہ مجھے' جسے گھر کہا تو جاسکتا ہے اور کہہ کر اس پر ہنسا بھی جاسکتا ہے۔

"اماں کام پر چلی گئی ہے' تے دیکھ میں تیرے لیے کیا لائی ہوں۔" اس نے اپنی اسی پناہ گاہ سے کچھ نکالا' پتے کے برتن پر دو پوریاں رکھی ہوئی تھیں اور ان پر آلو کی ترکاری تھی۔

"کھا جلدی سے' کوئی کمبخت مارا آنہ جائے۔" میں نے جلدی سے دونوں پوریاں کھالیں تو وہ مٹی کے پیالے میں پانی لے آئی۔

"لے پی لے۔" میں نے پانی پی لیا اور وہ میرے سامنے خاموش بیٹھی ہوئی عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ رات کو کچھ زیادہ ہی کالی لگی تھی' اس وقت کالی نہیں لگ رہی تھی' رسیلے ہونٹ' خوبصورت آنکھیں' بس چہرہ کچھ میلا میلا سا تھا اور بال کچھ الجھے الجھے سے۔ اگر خوب مل مل کر نہا لیتی اور اچھے کپڑے پہن لیتی تو اتنی بری بھی نہ لگتی' پھر کہنے لگی۔

"کمبخت مارے کبھی مجھ سے بھی پوچھ لیا کر کھانے پینے کے لیے' چلے گا میرے ساتھ.........؟"



"کہاں؟" میں نے کہا۔

"دھندے پر وہ دیکھ عزت بھی کوئی چیز ہوتی ہے' ماں کتنا برا بھلا کہتی ہے تجھے' بھیا تو سسرال گیا ہوا ہے دیکھو کب آئے' ماں اسی بات پر تو بگڑتی ہے کہ اچھے خاصے ہاتھ پاؤں ہیں تیرے مگر کچھ کرتا نہیں ہے اور وہ تو یہ کہتی ہے کہ دورے کا بہانا ہے تیرا' نہیں تو اب تک تیرے سر میں زخم تھوڑی ہے اب تو ٹھیک ہو گیا ہے۔ یہ پٹی کھول کر پھینک دے ورنہ سچ مچ زخم بن جائے گا چل رہا ہے دھندے پر؟"

"چلو۔" میں نے کہا' ابھی تک میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا' سر کی یہ ٹیسیں جو زوردار آواز سے ابھر آتی تھیں' مجھے کچھ سوچنے کا موقع نہیں دے رہی تھیں۔ کیا دھندا تھا یہ بھی مجھے نہیں معلوم' لیکن بہرحال میں چل پڑا اس کے ساتھ' اس نے کندھے پر ٹاٹ سے بنی ہوئی ایک بوری اٹھا رکھی تھی اور دوسری بوری مجھے دے رکھی تھی۔ ہم دونوں کافی دور تک پیدل چلتے رہے اور پھر ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ پھر اس نے ایک جگہ رک کر مجھ سے کہا۔

"یہ کوئلے اٹھا اٹھا کر بوری میں ڈال لو' یہی ہمارا دھندا ہے' میں دوسری پٹڑی کی طرف جاتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں اطمینان سے ریلوے لائن کے ساتھ بیٹھ گیا اور کوئلے چننے لگا' کبھی کبھی میری نگاہیں تھوڑے فاصلے پر اس کی جانب بھی اٹھ جاتی تھیں اور جب بھی ادھر میری نگاہ اٹھتی میں اسے اپنی طرف دیکھتے ہوئے پاتا' ایک بار پھر وہی سوال میرے ذہن میں پیدا ہو گیا کہ کیا ہے یہ سب کچھ؟ میں نے ایسا تو پہلے کبھی نہیں کیا' اس سے پہلے کیا کیا ہے میں نے' بس یہیں آ کر دماغ کی ٹیسیں ابھر آتی تھیں اور ایک شدید تکلیف پیدا ہو جاتی تھی۔ یاد ہی نہیں آ رہا تھا کچھ' سانولی سانولی کون ہے' میں اسے کیسے جانتا ہوں' یہاں کیسے رہتا ہوں' کچھ پتا نہیں چلتا تھا' کوئلے چنتا رہا اور چنتے چنتے اس سے کافی دور نکل آیا' میں نے آس پاس دوسری لڑکیوں اور لڑکوں کو بھی دیکھا وہ بھی یہی کام کر رہے تھے۔ کوئی میری جانب متوجہ نہیں ہوا۔ میری کوئلے کی بوری آدھی سے زیادہ بھر گئی تو سانولی

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



میرے پاس آ گئی۔

"بس کر بس کر' بوجھ اٹھا کر چلے گا کون' چل کافی ہے' میرا کام بھی ہو گیا۔" وہ اپنے گھر پہنچ گئی' میں بھی ساتھ تھا کوئلے کے ڈھیر میں اور اضافہ ہو گیا اور ابھی ہم لوگ کوئی بات نہیں کر پائے تھے کہ باہر سے آواز آئی۔

"کون ہے گھر میں؟"

"آہا' بدری کاکا' میں ہوں نا' کہو کیا بات ہے؟"

"کتنا مال جمع ہو گیا؟"

"کاکا' دو گٹھے ہیں۔"

"تول لیے ہیں؟"

"ارے تم خود تول لینا' تم سے کبھی حساب کتاب کی بھول چوک ہوئی ہے' پر کاکا پیسے نقد چاہئیں' گھر میں چاول کا دانہ بھی نہیں ہے۔"

"لے یہ بیس روپے رکھ لے' باقی حساب دکان پر آ کر کر لیجیو۔" آنے والے شخص نے کہا اور کاغذ کے نوٹ نکال کر اس نے سانولی کو دے دیے۔ اس نے جلدی سے یہ نوٹ اپنی ساڑھی میں چھپا لیے تھے۔ بدری کاکا نے کہا۔

"چل اب جلدی سے باندھ دے کوئلہ' اماں کہاں گئی تیری؟"

"بھاڑ میں۔" اس نے اطمینان سے کہا بدری کاکا اس طرح مطمئن ہو کر خاموش ہو گیا جیسے سانولی کی اکثر ماں اکثر بھاڑ میں جایا کرتی ہے۔ بہرحال کوئلے بدری کاکا کے حوالے کر دیے' سانولی خوشی سے دیوانی ہو رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"آج تو کسی اچھے کا منہ دیکھا تھا' بیس روپے کی کمائی ہو گئی' تو جو ساتھ گیا تھا' ایں کتنے بھاگوان ہیں تیرے قدم' اب بول کیا کھائے گا؟"

"کچھ نہیں۔" میں نے آہستہ سے کہا اور وہ تشویش بھری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی' پھر وہ ایک آنکھ دبا کر بولی۔

"چل یوں کرتے ہیں' تیری پٹی بدلوا دوں' پانچ روپے لگیں گے' پیسے ہی نہیں تھے



جو پٹی بدلواتی تیری' صاف پٹی بن جائے گی' آجا آجا میرے ساتھ۔" میں خاموشی سے اس کے ساتھ باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک ڈسپنسری نظر آئی اور ہم وہاں پہنچ گئے۔ سانولی مجھے بینچ پر بٹھا کر ایک طرف چلی گئی تھی پھر وہ ایک نو عمر لڑکے کے ساتھ واپس آئی' لڑکا کچھ سامان اٹھائے ہوئے تھا اس نے کہا۔

"ادھر آجا' ڈاکٹر صاحب نے دیکھا تو میری شامت آجائے گی' آجا بھئی تو بھی آجا۔" اس نے مجھ سے کہا اور پھر ہمیں ایک کونے میں لے گیا' میری پرانی پٹی کھولی اور زخم دیکھنے لگا پھر بولا۔

"یہ تو بالکل ٹھیک ہو گیا' بس تھوڑی سی تکلیف رہ گئی ہے۔ آخری بار پٹی کرا لے پھر ضرورت نہیں پیش آئے گی۔"

"اور تیرے پانچ روپے مارے جائیں گے۔"

"ارے بھگوان دینے والا ہے' ہم تو بس تیرے منہ سے پانچ روپے میں یہ کام کر دیتے ہیں اندر سے کرائے گی تو پچیس روپے لگیں گے۔"

"تو' تو کس دن کام آئے گا۔" سانولی نے ایک گالی بکی اور لڑکا ہنسنے لگا' پھر اس نے میری پٹی کر دی' سانولی مجھے محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگی' پھر بولی۔

"نئی پٹی میں کیسا اچھا لگتا ہے' چل بے تو اپنا کام کر اب کیوں کھڑا ہوا ہے؟"

"سانولی' یہ تیرا وہ ہے کیا.........؟"

"اٹھاؤں جوتی۔" سانولی نے کہا اور لڑکا ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"اپنے پیروں کی طرف تو دیکھ لے' کبھی جوتی پہنی ہے۔" سانولی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا اور پھر بولی۔

"جس دن پہنوں گی نا تو سب سے پہلے تیرے ہی سر پر پانچ لگاؤں گی۔"

"مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے' کیونکہ تو اپنے جیون میں کبھی جوتی پہنے گی ہی نہیں۔"

"اچھا جا' بک بک مت کر' بہت بولتا ہے تو' ڈاکٹر صاحب نے آواز دے دی تو بیٹا مزے آجائیں گے۔"

ندیم

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ٹھیک ہے' یہ مشورہ اچھا ہے۔" لڑکے نے کہا اور واپس چلا گیا' سانولی مسکراتی ہوئی بولی۔

"اب آ' یہیں بیٹھا رہے گا۔" ہم پھر گھر واپس آ گئے سانولی نے کہا۔

"اماں آج لمبے ہی دھندے پر نکلی ہے' تھوڑی دیر بیٹھتے ہیں پھر کاغذ چننے نکلیں گے۔" میں بیٹھ گیا اور پھر میں نے اس سے کہا۔

"سانولی ایک گلاس پانی پلا دے۔"

"گلاس۔" وہ حیرانی سے بولی۔

"پانی پلا دے بابا۔"

"یہ گلاس گلاس کیا کر رہا ہے تو؟"

"پانی' پانی' پانی۔"

"تو لاتی ہوں نا' بگڑ کیوں رہا ہے۔" میں سخت پریشان ہو گیا تھا' بدن پر ایک ہلکی سی کپکپی طاری ہو گئی تھی۔ اعصاب میں شدید کھنچاؤ محسوس ہو رہا تھا' خدارا کیا ہے یہ سب کچھ کون ہوں میں' کیا ہو گیا ہے مجھے' کیا نام ہے میرا' کہاں سے یہاں آ گیا ہوں' یہ سب کچھ میرے لیے اجنبی تھا' سانولی بھی' ماں بھی' یہ گھر بھی' یہ ریلوے لائن بھی' یہ ماحول بھی' سب کچھ عجیب عجیب سا لگ رہا ہے' جیسے میں آسمان سے گر پڑا ہوں' جیسے یہ زمین میری نہیں ہے' کیا کروں' کیسے کروں' کیسے مجھے یہ پتا چلے کہ یہ سب کیا ہے میں کس ماحول میں ہوں' کیا ہو گیا ہے مجھے' ایک بات جو سمجھ میں آ رہی ہو' سانولی سے پانی کا برتن لے کر میں سارا پانی چڑھا گیا۔ وہ میرے بالکل نزدیک بیٹھ گئی تھی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"پریم کرنے کو من کرتا ہے؟"

"نہیں۔" میں نے جھٹکے دار آواز میں کہا۔

"تو بھاڑ میں جا' زندہ کیوں ہے' مر جانا' ریل کی پٹری پر سر رکھ کر۔" وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔



"سانولی۔" میں نے نرمی سے کہا اور وہ مجھے چونک کر دیکھنے لگی۔

"ہوں' بول کیا ہے۔"

"مجھے کچھ بتائے گی؟"

"کیا؟"

"کیا نام ہے میرا؟"

"بولا۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"بولا.........؟"

"تو اور کیا اور بھی کوئی نام ہو سکتا ہے تیرا۔"

"مم' مگر مجھے اپنا نام یاد کیوں نہیں آتا؟"

"بولا جو ہے۔" وہ بولی اور کھل کھلا کر ہنس پڑی' مجھے احساس ہوا کہ کمبخت کی ہنسی بھی بہت خوبصورت ہے۔ لیکن میں خوبصورتیوں پر دھیان نہیں دینا چاہتا تھا' میں نے اس سے کہا۔

"سانولی میری مدد کرے گی کچھ؟"

"کیا ہو گیا ہے تجھے' تو آج بول کیسے رہا ہے؟"

"دیکھ' مجھے میرے بارے میں بتا دے۔"

"کیا بتا دوں میں۔" وہ بولی۔

"میں کون ہوں.........؟"

"ارے بابا' مجھے کیا معلوم' ویرو کے ساتھ آیا تھا ہمارے گھر' ویرو تو بے چارہ چار مہینے کے لیے اندر چلا گیا' تجھے یہاں چھوڑ گیا' کہنے لگا تو نے اس کی جان بچائی ہے اس کا دوست ہے تو' تیرا خیال رکھا جائے۔ بس اس دن سے تیرا ہم خیال رکھ رہے ہیں' مگر آج یہ سب کچھ پوچھنے کی ضرورت کیسے پیش آئی تجھے؟"

"سانولی اس سے پہلے میں کہاں تھا؟"

"بھگوان کے گھر۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"کیا مطلب؟"

"بھگوان کے گھر ہی ہوگا' پیدا تو ہوا ہوگا نا اپنی اماں کے ہاں۔"

"بس پیدا ہونے کے بعد تیرے پاس آ گیا؟"

"بے وقوف' نرے کا نرا' نہ کچھ جانے' نہ کچھ پہچانے۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"وہی تو پوچھنا چاہتا ہوں تجھ سے' میں بے وقوف کیوں ہوں۔ کچھ جانتا کیوں نہیں۔" میرے لہجے میں دکھ پیدا ہوگیا تو وہ بھی چونک پڑی۔

"ارے ارے یہ آج تجھے کیا ہو رہا ہے۔"

"میں پریشان ہوں سانولی' تو کہتی ہے میں اپنی ماں کے گھر پیدا ہوا ہوں گا۔ کون ہے میری ماں' کون ہے میرا باپ' کہاں ہیں وہ سب.........؟"

وہ سوچ میں ڈوب گئی پھر بولی۔ "یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔"

دفعتاً مجھے کچھ خیال آیا اور میں نے کہا۔

"یہ ویرو کون ہے؟"

"شیر کا بچہ' بھائی ہے میرا۔" سانولی بولی' پھر حیرت سے چونک کر بولی۔

"کیوں تو کیوں پوچھ رہا ہے' جانتا نہیں ہے اسے کیا.........؟" میں نے بے بسی سے سانولی کو دیکھا اور نفی میں گردن ہلا دی۔

"ارے تو ویرو کو نہیں جانتا' حالانکہ اس کا دوست ہے تو۔"

"شاید۔"

پھر سانولی کی ماں آ گئی' موٹی مسٹنڈی سی عورت' خونخوار شکل کی مالک۔

"کیا کر رہے ہو تم دونوں اور یہ کوئلے بک گئے کیا۔"

"ہاں اماں۔"

"ادھار دیے ہیں؟"

"نہیں اماں پورے دس روپے کے بک گئے اور وہ بھی نقد۔"

"تو نوٹ کہاں ہے دس روپے کا۔ انٹی میں رکھ لیا ہوگا نکال۔" عورت نے پھر



گالیاں بکنا شروع کیں اور پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔

"اور تو نے یہ سر پر نئی ٹوپی کہاں سے پہن لی؟"

"ٹ.........ٹوپی۔" میں نے سر پر ہاتھ پھیر کر دیکھا۔

"اماں بس ڈسپنسری نکل گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے رحم کھا کر پٹی بدل دی ہے۔"

"کام پر نہیں گئے تم دونوں' چلو بوریاں اٹھاؤ چلو۔" اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا اور سانولی نے جلدی سے بوری اٹھالی۔ پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔

"بوری اٹھانا۔" میں نے بھی بوری اٹھالی اور ہم دونوں باہر نکل آئے' سانولی منہ بنا کر بولی۔

"اتی اتی افیم کھاتی ہے' مرتی بھی نہیں مسٹنڈی۔" وہ نہ جانے کیا کیا بڑبڑاتی رہی تھی۔ ہم کاغذ چننے لگے تھے۔ زندگی کا یہی معمول تھا' کوئلے چنتے' کاغذ چنتے' بیچ دیتے اور اس سے گزارہ ہوتا۔ سانولی کی ماں افیم کھاتی تھی' سانولی میری ناز برادری میں لگی رہتی تھی۔ میرا زخم اب بالکل ٹھیک ہوگیا تھا۔ یہ زخم کیسے لگا تھا کچھ یاد نہیں آتا تھا' ماضی کی کوئی بات ذہن میں نہیں آ رہی تھی اور مجبوراً میں نے اب ماضی کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ جہنم میں جائے سب کچھ یہ زندگی کیا بری ہے' ہاں کبھی کبھی سانولی کی باتیں پریشان کر دیتی تھیں۔ وہ نہ جانے کیا چاہتی تھی مجھ سے' کبھی کبھی تو اس کی حرکتیں بہت ہی خراب ہو جاتی تھیں' پھر ایک دن ویرو آ گیا درحقیقت شیر کا بچہ تھا' چوڑی چھاتی' لمبا قد' موٹے موٹے بازو' کالا رنگ' بڑی بڑی مونچھیں اور سانولی کی طرح خوب صورت آنکھیں۔ سب سے پہلے مجھ سے آ کر لپٹ گیا تھا۔

"او میرے یار اب تو' تو ٹھیک نظر آ رہا ہے بولا' اے اماں' او سانولی اب تو اسے دورے نہیں پڑتے؟"

"اس کی وجہ سے ہم سب کو جو دورے پڑنے لگے ہیں۔"

"ارے اس کی تو بات ہی نہ کر اماں بھائی ہے یہ میری جان ہے۔"

"تو چھوٹ گیا؟"

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"تم لوگوں نے میرے آنے کی کوئی خوشی نہیں منائی۔ یار بولا' دنیا بڑی خراب ہوگئی ہے ایک دم' انگلش سمجھتا ہے؟"

میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی' وہ کہنے لگا۔ "بولا تیرے ساتھ بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ یار یوں سمجھ لے اپنا جیک پارٹ لگ گیا ہے جیک پارٹ' اری سانولی کچھ کھانے کو نہیں دے گی مجھے ویسے ایک بات کہوں تم لوگوں نے بولا کو آدمی بنا دیا ہے' کیوں بولا' زخم کیسا ہے اب تیرا.........؟"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"فٹ بالکل فٹ' اوکے اوکے۔" وہ منہ ٹیڑھا کرکے بولا۔ اور اس کے بعد ایک عجیب سا ہنگامہ برپا ہوگیا' اس نے اچھی خاصی رقم نکال کر موٹی عورت کو دی تھی اور وہ خوشی سے ناچنے لگی تھی۔ کہنے لگی۔

"ارے تو جیل یاترا کو گیا تھا یا ولایت چلا گیا تھا' اتنے پیسے کہاں سے آئے تیرے پاس؟"

"ٹیشن ٹاک' ٹیشن ٹاک' یو نو ٹیشن ٹاک.........."

"ایں.........." موٹی عورت نے کہا۔

"فس کلاس' فس کلاس۔ ایک دم فس کلاس ہوگیا ہے اماں' بول کیا مانگتا ہے۔ ٹاک می' ٹاک می' یو ٹاک می۔"

"پاگل ہوکر آیا ہے اس بار تو جیل سے۔"

"نہیں مم......... آئی ایم ناٹ پاگل' انڈر اسٹینڈ تو میری شکل کیا دیکھتا ہے' ابھی تیرے لیے اس دنیا میں بہت کچھ ہوگیا ہے ابی اپن سب کو فٹ کرکے آیا ہے' اوسانولی' چل جلدی سے چائے کا پانی چڑھا۔"

"دودھ پتی لانی پڑے گی بھیا اور چینی بھی۔"

"لے کر آ' کیش نہیں ہے تیرے پاس۔"

"کیا بھیا؟"



"کیش کیش یو نو کیش۔ اوتو۔ لے یہ کیش لے۔" اس نے سو کا نوٹ نکال کر سانولی کو دیا اور سانولی کے ہاتھوں میں نوٹ لرزنے لگا۔

"سس.......... سو کا نوٹ ہے بھیا۔"

"لے ایک اور لے۔" ویرو نے دوسرا نوٹ نکال کر سانولی کو دیا اور سانولی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا وہ ناچتی ہوئی باہر بھاگی تھی۔ بہرحال ویرو کی آمد بھی عجیب نوعیت کی حامل تھی اور سارا گھر خوشیوں میں ڈوب گیا تھا۔ پھر پہلی بار میری اور ویرو کی تنہائی میں ملاقات ہوئی۔ ریلوے اسٹیشن کی ایک خالی بوگی میں بیٹھ کر ہم دونوں نے باتوں کا آغاز کیا۔ ویرو کہنے لگا۔

"جانتا ہے تجھے الگ تھلگ کس لیے لایا ہوں؟"

"نہیں.........." میں نے جواب دیا۔

"تجھ سے ایک بہت ضروری بات کرنا ہے۔ اس بار جیسا میں نے تیرے کو بولا' میرا جیک پارٹ لگا ہے' یار پورا لائف ایسے کسی جیک کی تلاش میں خلاص کردیا۔ پر فسٹ ٹائم اپنا کام بنا ہے۔"

"کیا.........."

"ہمیں جاب مل گیا ہے' فسٹ کلاس جاب اے ون اور جانتا ہے کشن سیٹھ میرے کو کیا بولتا ہے؟"

"کیا بولتا ہے؟"

"ڈی سی' ڈی سی۔ وہ بولتا ہے ڈی سی ڈپٹی کمشنر کو بھی کہتا ہے' اصل میں میرا نام دیپ چند ہے نا اس نے میرا نام شارٹ کردیا ڈی سی' فسٹ کلاس پگار ملے گا' عیش کا لائف' میں اس کو بول دیا کہ کشن سیٹھ اپن کو ایک اسسٹنٹ بھی چاہیے اور اپن نے اسسٹنٹ بھی رکھ لیا ہے۔ کون ہے میرا اسسٹنٹ تیرے کو معلوم ہے؟"

"نہیں۔"

"تو.......... ویرو کبھی اپنے پر احسان کرنے والے کو نہیں بھولتا اور پھر تو تو اپن کا

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



لائف سیٹ کیا ہے ارے باپ رے ڈھائی گز لمبا سانپ تھا وہ جس کا تو نے "ٹوپیس" کیا اگر تو میرا جان نہ بچاتا اس دن تو کیا ہوتا۔ او مائی گاڈ' خلاص ہو جاتا اپن' ایک دم خلاص۔

"مم.......... میں نے جان بچائی ہے تمہاری...........؟"

"اپی بڑا آدمی کبھی اپنا احسان یاد نہیں رکھتا یار بولا' تو بہت بڑا آدمی ہے بہت ہی بہادر بہت ہی دلیر اپن سالا شیر کے پیٹ میں چھرا مار دے گا پر یار سانپ سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ پتا نہیں کیوں' اوہ مائی گاڈ' ڈھائی گز سے کم نہیں تھا' وہ تو نے اس کا پھن پکڑا' دم پکڑا اور بیچ سے کاٹ دیا اپن ایسا بہادر کبھی نہیں دیکھا۔ تیرے کو یاد نہیں ہے بولا؟"

"میں گردن کھجانے لگا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔"

"مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں ہے' یہ بھی یاد نہیں ہے کہ میں تیرے گھر کیسے آیا؟"

"میں لایا تھا تیرے کو۔ بارہ گڑھی سے لایا تھا' بارہ گڑھی کیس کے لیے گیا تھا' واپسی میں لوٹا تو نیند آیا سو گیا' ادھر سالا سانپ نکل آیا۔ میرے کو ڈسنا چاہتا تھا بس تو میرا ہیلپ کیا اور سانپ کو مار دیا' بس میں تیرے کو لے آیا اپی یار جو لائف بچائے اس سے بڑا دوست اور کون ہو سکتا ہے بولا تیرا زخم کیسا ہے؟"

"زخم ٹھیک ہے' یہ زخم لگا کیسے؟"

"میرے کو کیا معلوم یار' تیرے کو یاد نہیں ہے؟"

"نہیں مجھے یاد نہیں ہے۔"

"پتا نہیں کیا ہوا' بٹ کوئی فکر کی بات نہیں' میرے ساتھ ہے نا تو' کشن سیٹھ بولتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑی میڈم کا ورکر ہے اور اس نے میرے کو اپائنٹ کر لیا ہے اور تیرے کو بھی۔ ابھی تھوڑے دن کے بعد اپن دونوں ادھر چلے گا اور کشن سیٹھ بھی ادھر پہنچ جائے گا۔ میں پورا پتا لے کر آیا ہے' کیا سمجھا؟"

"ہاں ٹھیک ہے سمجھ گیا۔" میں نے جواب دیا۔

"ایک دم فسٹ کلاس لائف ہو گا۔"

"سانولی تیری بہن ہے؟"



"ہاں' کیوں؟"

"نہیں میرا مطلب۔"

"کوئی مطلب نہیں ہے یار' ادھر کوئی کسی کا ماں' کوئی کسی کا بہن نہیں ہے۔ میں تیرے کو بتاؤں لوگ بولتا ہے میں اپنی ماں کا بیٹا بھی نہیں ہوں' بس اماں نے کہیں سے مجھے اٹھایا اور پال لیا اور ایسا ہی لوگ سانولی کے بارے میں بولتا ہے' پر یار اچھی لڑکی ہے بہت فسٹ کلاس بڑی ہمدرد اور محبت کرنے والی۔ پر کوئی پریشانی نہیں ہے اپن مال کمائے گا تو اس کو بھی بھیجے گا۔ لائف سیٹ۔" اس نے کہا۔

اس سے بھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا تھا بس اتنا پتا چلا تھا کہ کس جگہ ویرو مجھے ملا تھا ایک سانپ اسے کاٹنا چاہتا تھا۔ میں نے سانپ سے اس کی جان بچائی اور اسے مار دیا۔ ویرو میرا دوست بن گیا اور مجھے یہاں لے آیا' میرے سر کا یہ زخم کیسا ہے اور میں کون ہوں میرا نام کیا ہے' کچھ نہیں پتا چلتا تھا' سوچنا ہمیشہ نقصان دیتا تھا۔ سر کے پچھلے حصے میں جو ٹیسیں ہوتی تھیں وہ ناقابل برداشت ہو جاتی تھیں۔ حالانکہ ڈسپنسری کے کمپاؤنڈر کا کہنا تھا کہ میرا یہ زخم بھر گیا ہے کم از کم اوپر سے بھر گیا ہے اندر تھوڑی سی کسر ہو تو نہیں کہا جا سکتا۔ میں نے اس سے کہا۔

"ویرو' میرے زخم میں تکلیف ہوتی ہے۔"

"میرے کو پتا ہے یار یہ مت سوچنا کہ میں تیرے سے غافل ہوں اس بار تھوڑی سی سزا ہوئی تھی جیلر صاحب سے اپنا مسئلہ سیٹ ہے' کم سے کم ہوتی چلی گئی اور اپن کا کام فٹ ہو گیا۔ انڈر اسٹینڈ' ابھی تو کچھ بھی ٹائم نہیں ہوا اور پھر ہم بیچ بولے یہ کشن سیٹھ ہی کا کمال ہے۔"

"کشن سیٹھ بھی وہاں قیدی تھا؟"

"قیدی نہیں تھا جیلر کا دوست تھا' ملنے آتا تھا اس سے' اپن سے ٹیبل ٹاک ہو گیا اور بس اس نے اپن کو پہچان لیا۔"

"تم کرتے کیا ہو ویرو؟"

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"وحشت تیرے کی۔ ابھی پہلے بھی تجھ کو بیس بار بتایا' اپن تجوریاں توڑتے ہیں۔ اپن کا ہاتھ جس تجوری پر لگ جائے سمجھ لے وہ اپنا منہ کھول دیتا ہے اپنے اشارے پر چلتا ہے۔ بڑے سے بڑا تالا ہو اپن کے ہاتھوں میں موم بن جاتا ہے۔ دعا دیتے ہیں استاد بہاری کو' بس کیا بولیں یار۔ اپنے فن کا ماہر تھا' ہمیں اپنا فن دے گیا اور ہم اس سے آج تک فائدہ اٹھاتا ہے۔"

ویرو کی باتیں میری سمجھ میں تھوڑی تھوڑی آ رہی تھیں۔ لیکن سب سے مشکل مرحلہ یہی تھا کہ میں خود کون ہوں اور یہاں آنے سے پہلے کیا تھا' یہ یاد آجاتا تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ جب یہ احساس ہوتا تھا' تو بڑی بے بسی طاری ہو جاتی تھی دل و دماغ پر' ویرو کے آجانے سے گھر کے ماحول میں کافی تبدیلی آگئی تھی۔ ویرو نے سانولی سے کہہ دیا کہ اب نہ تو وہ کوئلے چننے جائے گی اور نہ کاغذ چنے گی' گھر پر رہے گی اور کوئی اچھا سا رشتہ دیکھ کر وہ اس کی شادی کر دے گا۔ ماں کو اس نے بہت سے پیسے دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھ افیم کھائے گا تو ایک دم مر جائے گا۔ ابھی تھوڑا لائف گزار لے تو زیادہ اچھا ہے۔ کیا فائدہ اس طرح مرنے سے۔ میں تیرے کو یہ کیش دیا' جب تک میں دوبارہ کیش نہ بھیجوں تجھے' تیرا کام چلتا رہنا چاہیے۔ اگر سارا پیسہ خرچ کیا تو اپن تجھے خلاص کر دے گا۔"

"نہیں ویرو' میں کہاں کھاتی ہوں۔"

"نہیں کھاتی پھر کیا کھاتی ہے؟"

"دیکھ بس کھانا کھاتی ہوں۔"

"کھانا کھاتی ہے' لا ادھر' کیش ادھر لا۔"

"کک ........ کیا مطلب ........؟"

"کیش ادھر لا۔" ویرو دہاڑا اور موٹی عورت نے نوٹ ویرو کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

ویرو نے سانولی کو بلایا اور بولا۔

"یہ گھر کا خرچ' رائٹ ہے' ماں افیم نہیں کھاتا یہ میرے کو بولا۔ جب یہ افیم نہیں



کھاتا' صرف روٹی کھاتی ہے تو یہ پیسے تو اپنے پاس رکھ' چوری نہیں ہونی چاہیے' سمجھی۔"

"جی ویرو بھیا۔"

"گھر کا خرچ چلا۔ اپن شہر سے باہر جاتا ہے۔ ادھر جاب کرے گا' تیرے کو رقم بھیجے گا' تو اس رقم سے گھر کا خرچ چلائے گا' یہ پیسہ کم از کم دو مہینے چلنا چاہیے۔ یہ ٹھیک ہے۔"

"ٹھیک ہے ویرو بھیا' مگر اماں تو افیم کھاتی ہے۔"

"یہ بولتی ہے نہیں کھاتی۔"

"کبھی کبھی کھالیتی ہوں ویرو۔" موٹی عورت نے کہا اور ویرو ہنس پڑا۔

"میرے سے جھوٹ بولتا ہے' ایں' تیرے کو شرم نہیں آتا' ارے بابا روٹی کھا۔ اس سنسار میں لاکھوں انسان کو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتا۔ تو روٹی کے ساتھ افیم بھی کھاتا ہے شرم کر شرم کر۔"

"عادت جو لگ گئی ہے۔"

"چھوڑ دے اس عادت کو۔ تیرے کو اندر سے کھوکھلا کر دے گی یہ افیم سمجھی؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے' لے یہ رکھ لے' بس دو مہینے میں ان پیسوں کا افیم کھانے کا ہے' کیا سمجھا؟"

"ٹھیک ہے ویرو۔"

"اور سانولی میں نے تیرے کو جو بولا شنٹ ہے شنٹ' انڈر اسٹینڈ۔"

"ہاں ویرو۔"

"اوکے۔ اب ہم ایک دو دن ادھر رہوں گا پھر میں اور بولا' ادھر چلے جائیں گے۔"

"کک ........ کہاں؟" سانولی نے بے اختیار پوچھا۔

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"اری' ڈفر' میں اور یہ دونوں اپائنٹ ہو گیا ہے۔ انڈر اسٹینڈ؟"

"کیا مطلب........." سانولی نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے بولا اور میں دونوں جاب پر جائے گا۔" ویرو نے اسے سمجھایا اور سانولی نے گردن ہلا دی۔

ویرو مجھے بازار لے گیا' میرے لیے لباس خریدے' اپنے لیے لباس خریدے۔ سوٹ کیس خریدا' دوسرا سامان لیا اور بولا۔

"اب تیرے کو پاٹلون پہننا سکھائے گا' ایک دم اے ون ہو کر چلیں گے کشن سیٹھ کے پاس۔ یار گڈ فیوچر' اپن دونوں کا۔"

"کہاں جائیں گے؟"

"شہر اور کہاں۔"

جس دن ہمیں شہر جانا تھا اس دن ویرو مجھے حجام کے پاس لے گیا بال کٹوانے' وہیں گرم حمام میں نہایا اور پھر ویرو کو وہیں چھوڑ کر گھر آ گیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں جاؤں وہ شن ٹاک ہو کر آتا ہے۔

سانولی نے ایک رات پہلے سے رونا شروع کر دیا تھا۔ اب بھی رو رہی تھی۔ میں گھر میں داخل ہوا تو اور زور زور سے رونے لگی۔ "ہائے کتنا اچھا لگ رہا ہے۔"

"کک......... کیا ہوا؟" میں بوکھلا کر بولا۔

"تیرا منہ سڑے' تجھ سے خود نہ منع کیا گیا' تو کہہ دیتا ویرو سے کہ تو نہیں جائے گا۔"

"کیوں؟"

"دیکھ لینا' وہ تجھے بھی خراب کر دے گا' پھر تو بھی جیل جایا کرے گا۔"

"تیری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"تیرا دل نہیں چاہتا مجھ سے بات کرنے کو۔"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔



"بھاڑ میں جا' جو دل چاہے کر' بلاوجہ ہی تیرا اتنا ساتھ دیا۔"

"ویرو آ گیا" اس نے ہنس کر کہا۔ بڑی مشکل سے وہ اس بات پر راضی ہوا کہ میں اسے خود کپڑے پہن کر دکھاؤں اور ٹھیک نہ ہوں تو وہ مجھے بتائے۔"

پھر جب میں کپڑے پہن کر برآمد ہوا تو وہ مجھ دیکھ کر سکتے میں رہ گیا۔ اس کے منہ سے نکلا۔ "ابے واہ........."

سانولی نے مجھے دیکھا اور چیخ چیخ کر رونے لگی۔ ویرو چونک کر اسے دیکھنے لگا' پھر بولا۔ "تجھے کیا ہوا؟"

"پیٹ میں درد ہو رہا ہے' ہائے........." وہ روتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

"کچے بھٹے کھائے گی تو اور کیا ہو گا۔" ویرو نے کہا' مگر میں جانتا تھا کہ اس نے کچے بھٹے نہیں کھائے ہیں۔

═══☆☆☆☆═══

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ریل کا سفر مجھے اجنبی نہیں لگا تھا اور وہ شہر بھی جہاں ہم اترے تھے۔ ریلوے اسٹیشن سے باہر نکلے تو ویرو نے ایک کارڈ نکال کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کسی سے پتا پڑھواؤ' پھر ٹیکسی سے چلیں گے۔" میں نے کارڈ اس کے ہاتھ سے لے لیا پڑھا اور بولا۔

"ے ۳ نیڈس روڈ۔"

"ویرو اچھل پڑا۔" ابے ہاں' یہی کہا تھا کشن سیٹھ نے' تت......... تجھے کیسے معلوم ہوا؟

"اس کارڈ پر لکھا ہے؟"

"تو پڑھ سکتا ہے؟"

"ہاں۔"

"انگریزی پڑھ لیتا ہے تو؟"

"پڑھی تو ہے۔"

"تو اپنا نام روشن کرے گا پیارے' ڈنک مار دیا ہے کھوپڑی پر' کمال ہے ابے بھائی بولے تو ہے کیا؟"

میں خاموش ہو گیا۔ آہ......... یہی تو یاد نہیں آرہا کہ میں کیا ہوں۔ ہاں بس اتنا



احساس تھا کہ کچھ کچھ ہوں ضرور۔

"ویرو نے ٹیکسی روکی اور ڈرائیور کو پتا بتا دیا۔ ٹیکسی چل پڑی۔ میں گم صم بیٹھا سڑکوں پر رواں زندگی دیکھ رہا تھا۔ کچھ بھی تو اجنبی نہیں لگ رہا تھا۔ سب کچھ جانا پہچانا' بس کوئی ایک چیز گم ہو گئی تھی' وہی کمبخت یاد نہیں آرہی تھی۔"

پھر ٹیکسی ایک خوبصورت عمارت کے سامنے رکی اور ہم دونوں نیچے اترے تو عمارت کے گیٹ سے ایک قیمتی لمبی کار باہر نکلی' ٹیکسی سے راستہ رکا ہوا تھا اس لیے کار بھی رک گئی لیکن پھر کار میں بیٹھے شخص نے ہمیں دیکھا اور نیچے اتر آیا۔ یہ ایک بھاری جسامت کا خوش شکل آدمی تھا۔

"ارے ویرو تو آگیا۔"

"آگیا سیٹھ!" ویرو نے اٹینشن ہو کر سلوٹ کیا۔

"بھاگ کر آیا ہے یا رہا ہو کر؟"

"چھٹی ہوا ہے سیٹھ۔"

"پکی بات ہے؟"

"ایک دم شیٹ۔"

"یہ کون ہے؟"

"بولا۔"

"کون بولا؟"

"اپنا اسسٹنٹ کو بولا تھا۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے' چوکیدار........." کشن سیٹھ نے چوکیدار کو آواز دی اور وہ قریب آگیا۔ "ہری کو بولو انھیں دو نمبر میں ٹھہرائے۔ ضرورت کی تمام چیزیں انھیں دے۔ یہ میرے آدمی ہیں۔ اوکے ویرو' تم چوکیدار کے ساتھ جاؤ' میں کام سے جا رہا ہوں واپس آکر تم سے بات کروں گا۔"

"ٹھیک ہے سیٹھ۔" ویرو نے کہا اور چوکیدار ہمیں ساتھ لے کر اندر داخل ہو گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



شاندار عمارت میں سرونٹ کوارٹرز بھی شاندار تھے۔ چوکیدار نے ہمیں کوارٹر نمبر دو میں پہنچا دیا پھر بولا۔

"تم لوگ ادھر آرام کرو، میں ہری صاحب کو خبر کر دیتا ہوں۔"

"کوارٹر بہت اچھا تھا۔ ویرو خوش ہو کر بولا۔" تم سے بولا تھا نا اپن کا جیک پاٹ نکلا ہے کیسا لگا یہ بنگلہ؟

"بہت اچھا ہے۔"

"عیش کرو! میں اس بنگلے میں عیش کرنے لگا۔ کھانا پینا اور میں۔ کوئی کام نہیں تھا، ویرو کی سیٹھ سے بات ہوئی تھی اور اس نے مجھے بتایا۔ "میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ہمیں ایک بہت بڑی عورت کے لیے کام کرنا ہوگا۔"

"ہاں بتایا تھا۔"

"اس کا نام شریمتی دیو کماری ہے، ابھی وہ مصروف ہیں، فرصت ملتے پر ہم سے ملاقات کریں گی۔" مجھے ان باتوں سے کوئی غرض نہیں تھی پھر ہمیں شریمتی کے پاس لے جایا گیا، ان کی کوٹھی کشن سیٹھ کی کوٹھی سے بھی اچھی تھی۔ انھوں نے ہمیں دیکھا اور مجھے دیکھ کر بولیں۔

"یہ کون ہے؟"

"بولا کہتے ہیں اسے۔" کشن سیٹھ نے کہا۔

"پڑھا لکھا ہے؟"

"نہیں پڑھا لکھا کہاں سے ہوگا۔" کشن بولا۔

"جیل سے چھوٹا ہے؟"

"نہیں، جیل میں صرف ویرو تھا۔"

"ہوں......... ایسا کرو کشن، اسے میرے پاس چھوڑ جاؤ ویرو کو تم اپنے پاس رکھو، اسے تنخواہ میں دوں گی۔ دوسرے اخراجات بھی میرے ذمے لیکن سمجھنے کی کوشش کرو، یہاں ہر طرح کے لوگ آتے رہتے ہیں ممکن ہے ویرو کو کسی نے جیل میں دیکھا ہو، کوئی



کام ہوا تو........."

"ٹھیک ہے میڈم، مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"وہ سیٹھ یہ اپن کا فرینڈ ہے، اکیلا پریشان ہوگا۔ ابھی اگر اسے بھی........" ویرو نے کہا۔

"نہیں پریشان ہوگا، تم فکر مت کرو اگر اس کا یہاں دل نہ لگا تو میں تمہارے پاس پہنچا دوں گی۔ اوکے۔ اوکے کشن تم آرام سے جاؤ۔" وہ دونوں چلے گئے تو شریمتی دیو کماری نے مجھے بغور دیکھا، دیکھتی رہی پھر بولیں۔ "ہاتھ آگے کرو۔" میں نے دونوں ہاتھ آگے پھیلا دیے تو وہ انھیں دیکھتی رہیں پھر بولیں۔

"کون ہو؟"

"جی۔" میں نے حیرت سے کہا۔

"اصل نام کیا ہے؟"

"معلوم نہیں۔"

"کیوں؟"

"پتا نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"ویرو تمہارا کون ہے؟"

"دوست۔"

"اس سے پہلے کہاں رہتے تھے؟"

"نہیں معلوم۔" میرے چہرے پر اذیت کے آثار ابھر آئے اور پھر مجھے گھورنے لگی پھر اچانک اس نے رویہ بدل لیا اور نرم لہجے میں بولی۔

"آؤ۔ میں تمہارے آرام کی جگہ بتا دوں، تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" مجھے ایک بیڈ روم دے دیا گیا۔ میں یہاں بھی غیر مطمئن نہیں تھا۔ بیڈ روم بہت خوبصورت تھا وہاں ہر چیز موجود تھی۔ ایک طرف واش روم بھی تھا۔ اس دن شام کو ایک ملازمہ نے میرے بیڈ روم کی ڈرایسنگ الماری میں بہت سے لباس سجا دیے۔ ان میں سلیپنگ

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



سوٹ بھی تھا' گاؤن بھی۔ رات کا کھانا مجھے کمرے میں ہی دیا گیا' کھانے کے بعد ملازمہ نے کہا۔

"اب تم آرام کرو' تمہاری ضرورت کی دوسری چیزیں یہاں بھجوا دی جائیں گی۔ تمہارے لباس وغیرہ موجود ہیں۔ جب دل چاہے بدل لینا۔" سونے سے پہلے میں نے سلیپنگ سوٹ نکالا اسے پہنا اور گاؤن ہینگر پر ڈال کر آرام سے سو گیا۔ دوسری صبح جاگا تو بیڈ ٹی کے ساتھ اخبار بھی موجود تھا۔ باتھ روم میں داخل ہو کر میں نے غسل کیا پھر باہر آ کر گاؤن پہنا اور اخبار دیکھتے ہوئے چائے پینے لگا۔ میں اخبار کی خبروں میں کھو گیا پھر اس وقت چونکا جب دروازے سے دو خوبصورت سی لڑکیاں دیو کماری کے ساتھ اندر داخل ہوئیں۔ آخر میں ایک مرد بھی اندر آیا تھا جو چہرے سے کافی چالاک معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اخبار رکھا اور انھیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو' بیٹھو۔" دیو کماری نے مسکرا کر کہا پھر بولی۔ "اخبار پڑھ رہے تھے۔"

"ایں.......... ہاں۔"

"کوئی خاص خبر؟"

"کوئی خاص نہیں۔"

"انگریزی پڑھنا آتی ہے؟" دیو کماری نے بیٹھتے ہوئے کہا اور میں اس سوال پر چکرا گیا۔ "بولو انگریزی آتی ہے؟"

"ہاں' آتی ہے۔" میں نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور دیو کماری نے ساتھ آنے والے کو دیکھا۔ مرد مجھے متجسس نظروں سے دیکھ رہا تھا پھر بولا۔

"کتنا پڑھا ہے تم نے؟"

"میں نہیں جانتا' کچھ بھی نہیں جانتا میں' مجھ سے فضول بکواس مت کرو۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ کیا لگا رکھا ہے تم لوگوں نے' کون ہوں' کیا ہوں' اصل نام کیا ہے' کچھ نہیں معلوم مجھے' سمجھے۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔" مجھے شدید غصہ آ گیا۔ دیو کماری جلدی سے بولیں۔



"ارے نہیں بولا' کوئی بات نہیں۔ یہ تو ڈاکٹر ہیں' تمہیں دیکھنے آئے ہیں۔ بس ایسے ہی پوچھ لیا تھا' سوری بولا۔ رہنے دو ڈاکٹر کانتی' بولا ناراض ہو گیا ہے۔"

لیکن ڈاکٹر کانتی اچانک میرے قریب آ گیا' اس کی تیز نظریں میری گردن پر جمی ہوئی تھیں پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا۔

"میڈم' یہ شخص سب کو بے وقوف بنا رہا ہے۔ ایک انکشاف کروں آپ پر۔ اس کے چہرے پر میک اپ ہے' یہ اس کی اصل شکل بھی نہیں ہے۔"

دیو کماری کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ "کیا؟" اس نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"کانتی کی آنکھیں پاتال کی گہرائیوں میں بھی جھانک لیتی ہیں اگر ایسا نہ ہو تو کانتی کس کام کا۔"

میری سمجھ میں ان لوگوں کی کوئی بات نہیں آ رہی تھی۔ میں خاموشی سے ایک ایک کی صورت دیکھتا رہا۔ ڈاکٹر کانتی کے ان الفاظ پر دیوی کماری مسلسل حیرت کا شکار تھی ساتھ آنے والی دونوں لڑکیوں میں سے ایک کے چہرے پر شوخی اور کھلنڈرے پن کے آثار تھے دوسری جو چھوٹی کی نسبت زیادہ حسین تھی بے حد سنجیدہ نظر آ رہی تھی اور ڈاکٹر کانتی فتح مندانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ بڑی لڑکی نے نفرت سے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔

"کانتی اگر مداری پن نہ کرے تو پھر کانتی کہاں سے رہے گا۔"

بڑی لڑکی کے ان الفاظ پر دیو کماری چونک پڑی اور ڈاکٹر کانتی کا منہ بن گیا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں کئی بار کہہ چکا ہوں میڈم کہ میں ایک باعزت آدمی ہوں' معاشرے میں' سماج میں اور لوگوں کے درمیان میرا ایک مقام ہے لیکن جولی ہمیشہ میری توہین کرتی ہے۔ میڈم میری خواہش ہے کہ جولی کو میرا احترام سکھایا جائے۔"

"تا نہ۔" بڑی لڑکی نے جسے جولی کے نام سے پکارا گیا تھا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں مداری پن کر رہا ہوں۔"

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"تو اور کیا۔ تم جہاں جاتے ہو اپنی ذہانت کا سکہ جمانے کی کوشش کرتے ہو۔"

"مس جولی، میڈم مجھے اپنا دست راست سمجھتی ہیں۔" ڈاکٹر کانتی نے جھلا کر کہا۔

"یہ غلطی میڈم کرتی ہیں کوئی اور نہیں۔" جولی نے کہا۔

"تو آپ کا خیال ہے میں صرف میڈم کی توجہ حاصل کرنے کے لیے ذہانت کے مظاہرے کرتا ہوں۔"

"تمہارے بارے میں، میں نے کبھی سوچنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔" جولی نے کہا۔

"حکم دیجیے میڈم۔"

"کک کیا تم سچ کہہ رہے ہو کانتی؟"

"میں ہمیشہ اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کرنے کے لیے تیار رہتا ہوں۔ اجازت ہو تو میں آپ کو اس کا اصل چہرہ دکھاؤں۔" میڈم دیو کماری نے کسی قدر پریشان نگاہوں سے کانتی کو دیکھا پھر مجھے......... میں خاموش بیٹھا ہوا تھا، جب کوئی بات سمجھ میں ہی نہ آئے تو اس میں حصہ لینا بے معنی ہوتا ہے۔ میڈم کے اشارے پر کانتی آگے بڑھا اور میرے قریب پہنچ گیا۔

"مسٹر یہاں سختیاں بھی کی جاتی ہیں اگر خیریت چاہتے ہو تو خاموش بیٹھے رہو۔ میڈم یہ میک اپ خاصا پرانا معلوم ہوتا ہے پھر بھی اگر ایسے نہ اکھڑ سکا تو ہم سائنس کا سہارا لیں گے۔ میرے پاس وہ چیزیں موجود ہیں جو پلاسٹک میک اپ کو چہرے سے ہٹا سکتی ہیں۔"

"تو پھر؟"

"میں کوشش کرتا ہوں بشرطیکہ یہ مداخلت نہ کرے میری خواہش ہے کہ آپ کچھ اور لوگوں کو بھی بلا لیجیے تاکہ ہم اس پر قابو پائے رکھیں اور لڑکیوں کو یہاں سے جانے کی ہدایت کیجیے۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔" جولی نے غصیلے لہجے میں کہا اور ڈاکٹر کانتی منہ بنا کر دیوی کماری کی جانب دیکھنے لگا۔ دیوی کماری نے چھوٹی لڑکی سے کہا۔



"اوشا تم باہر جاؤ اور دیپ اور ہری کو بلا کر لے آؤ۔" چھوٹی لڑکی خاموشی سے باہر نکل گئی تھی پھر دو اور مسٹنڈے اندر آگئے اور ڈاکٹر کانتی نے انھیں کچھ ہدایات دیں۔ وہ گردن ہلا کر کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر کانتی میرے چہرے کے قریب پہنچا۔ اس نے میری گردن کو ٹٹولا، میں خاموش ہی رہا تھا، کوئی بات سمجھ میں آئے تو بولوں بھی لیکن پھر اس نے جو عمل کیا اس سے مجھے تھوڑی سی تکلیف ہوئی، البتہ مجھے یوں لگا جیسے میرا چہرہ ہلکا ہلکا ہو گیا ہو اور سر کی تکلیف میں بھی نمایاں کمی محسوس ہوئی تھی۔ بہرحال ڈاکٹر کانتی نے جو کچھ بھی کیا تھا مجھے اس کا رد عمل نہیں معلوم تھا لیکن وہاں موجود تمام ہی لوگوں کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکل گئیں۔ خود جولی بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر حیرت کے نقوش تھے، دیو کماری دو قدم پیچھے ہٹ گئی تھی اور اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"ہائے رام......... کون ہے یہ؟"

ڈاکٹر کانتی فخریہ انداز میں میرے چہرے سے اکھڑا ہوا پلاسٹک ماسک ہاتھ میں لیے لہرا رہا تھا۔ میں نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے ایک عجیب سی چپکن کا احساس ہوا اور میرا جی چاہا کہ میں اپنا چہرہ دھولوں۔ میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں باتھ روم میں جانا چاہتا ہوں۔"

"کیوں؟" ڈاکٹر کانتی نے کہا۔

"میرا چہرہ عجیب سا ہو رہا ہے۔"

"اس کا بندوبست میں کیے دیتا ہوں دوست، جاؤ تم ذرا میرے کمرے میں چلے جاؤ، بڑی الماری میں ایک بوتل رکھی ہے، بالکل ایسی ہی بوتل جیسی نائیوں کی دکان پر رکھی ہوئی ہے۔ ذرا دیکھ کر نکالنا اور خبردار اسے ہلانے جلانے کی کوشش مت کرنا، ورنہ بوتل سمیت مر جاؤ گے۔"

آنے والے دو افراد میں سے ایک باہر نکل گیا تھا اور ڈاکٹر کانتی اسی طرح کھڑا مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے میڈم کو دیکھ کر ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"لڑکا تو بہت خوبصورت ہے میڈم لیکن اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس سے معلومات حاصل کریں کہ کون ہے اور کس چکر میں یہاں تک آیا ہے؟"

دیو کماری بالکل خاموش کھڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ملازم سائفن لے آیا جس میں شاید کوئی ایسا محلول تھا جو چہرے کی صفائی میں معاون ہو سکتا تھا۔ ڈاکٹر کانتی نے وہ محلول میرے چہرے پر اسپرے کیا میری آنکھیں خود بخود بند ہو گئی تھیں۔ پھر ڈاکٹر کانتی نے واش روم کے سامنے والے حصے سے تولیہ اٹھایا اور چند لمحات کے بعد میرا چہرہ صاف کر دیا' میرا چہرہ بالکل شفاف ہو گیا تھا۔ جولی اور اوشا یہ تماشا دیکھ رہی تھیں۔ ڈاکٹر کانتی نے جولی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی مس جولی اب آپ کا کیا خیال ہے؟"

"ہونہہ.........." جولی نفرت سے بولی اور پھر پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ البتہ اوشا وہیں موجود تھی۔ دیو کماری نے کہا۔

"یہ تو واقعی بڑی عجیب بات ہے پر یہ کون ہے' اے لڑکے' بولا ہے تمہارا نام؟"

میں نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا۔ "ہاں۔"

"مگر تم ہو کون اور کس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے؟"

"ویرو نے........." میں نے جواب دیا۔

"ویرو نے تمہیں یہ بتاؤ اور کس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے؟"

"اور کسی نے نہیں۔"

"جھوٹ بولتے ہو۔"

"نہیں۔"

"دیکھو میں جتنی اچھی عورت ہوں اتنی ہی بری بھی ہوں۔ تمہارے بدن کی کھال اتار دی جائے گی۔ ورنہ بتاؤ تمہیں کس نے بھیجا ہے یہاں.........؟"

"پوچھنا ضروری نہیں ہے میڈم۔ سندر لال کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟"

"سندر لال۔ وہ کمینہ مستقل میرے پیچھے پڑا ہوا ہے حالانکہ حالانکہ......... ٹھیک



ہے دیکھ لوں گی اسے بھی۔ لیکن جب تک یہ اپنے منہ سے سندر لال کا نام نہیں لے گا میں اس پر الزام کیسے لگا سکتی ہوں۔"

"لے گا میڈم لے گا۔ اگر آپ میری ڈیوٹی لگا دیں تو۔"

"ڈیوٹی لگانے والی کیا بات ہے ہمیں معلوم کرنا ہے کہ یہ کون ہے اور وہ پاپی' مگر تم ٹھہرو' یہ سب کشن لال کا کیا دھرا ہے' کشن لال اندھا ہو گیا ہے کیا۔ یا پھر وہ بھی کسی کے ہاتھ بک گیا ہے۔"

"اب یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے میڈم؟"

"کیا مطلب؟"

"کشن لال ان دونوں کو یہاں لے کر آیا تھا۔"

"ہاں۔"

"اور اس نے اسے یہاں رکھا دیا تھا؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"تو پھر آپ بھی یہی سمجھ لیں کہ کشن لال یہاں کے سارے راز حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

"اب تم ضرورت سے زیادہ فضول باتیں کر رہے ہو۔" جانتے ہو کشن لال ہمارا کتنا پرانا ساتھی ہے۔"

"یہی تو افسوس کی بات ہے میڈم۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" دیو کماری نے حیرت سے کہا۔

"انسان مار کھاتا ہے تو اپنوں ہی سے کھاتا ہے انسان کو بگڑتے ہوئے بھلا کتنی دیر لگتی ہے' کون کہتا ہے کہ کشن لال سندر لال کے ہاتھوں نہیں بک گیا۔"

"یہ بات میں کبھی نہیں مان سکتی۔"

"وقت آپ سے یہ بات منوا دے گا۔ بہرحال میں تو داس ہوں آپ کا میرے لیے کیا حکم ہے؟"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"دیکھو کسی بات کا برا مت مانو۔ پہلے سارے سلسلے کی تحقیقات کرلو اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کرکے بولو۔"

"تو پھر ٹھیک ہے آپ مجھے اس تحقیقات کا انچارج بنا دیجیے۔"

"چلو ٹھیک ہے بنا دیا تمہیں اس تحقیقات کا انچارج مگر......... مگر......... ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا۔ دیکھو کشن لال بھی معمولی آدمی نہیں ہے۔ وہ ہمارے سارے رازوں سے واقف ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو ہمارے لیے باعث نقصان بھی ہو سکتا ہے۔"

"اگر آپ چاہیں تو یہ سارے معاملات کانتی پر چھوڑ دیں۔"

"کانتی میں تم پر سارے معاملات چھوڑ تو دیتی ہوں لیکن ایک بات کہے دیتی ہوں کہ حالات بگڑنے کی ذمہ داری بھی تم ہی قبول کرو گے۔"

"دل و جان سے۔"

"مگر میں اس بات کو نہیں مانتی۔ میں ہر کام اپنے ہاتھ میں رکھنے کی عادی ہوں۔"

"پھر بھی میڈم‘ کم از کم اس شخص کے سلسلے میں اگر آپ چاہیں تو اس کی ساری تفتیش میرے حوالے کر سکتی ہیں۔ میں اس کا سارا کچا چٹھا کھول کر آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔"

"ہوں‘ مجھے سوچنے کا موقع دو۔"

"اس کے لیے کیا کیا جائے؟"

"اس کے لیے......... وہ دیکھو تو سہی کیسا خاموش بیٹھا ہوا ہے جیسے ان سارے معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"یہ تو ایسا کرے گا میڈم‘ چونکہ اسے یہی رول دیا گیا ہے۔"

"پھر بھی کانتی نہ جانے کیوں میرا من اس کے لیے کچھ نرم ہے۔"

"اس لیے میڈم کہ آپ سچ مچ سوشل ورک کرنے لگی ہیں۔" کانتی نے تمسخرانہ انداز میں کہا اور دیو کماری ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

"لیکن ابھی میں اس کے ساتھ کوئی سختی نہیں کرنا چاہتی۔"



"یہ آپ کی مرضی ہے‘ آپ دیکھ لیجیے جیسا مناسب سمجھیں۔"

"اسے یہیں رہنے دیا جائے۔"

"ہاں......... اسے عیش کرانا آپ کی ذمہ داری ہے۔" کانتی طنزیہ انداز میں بولا۔

"تو پھر فیصلہ کرو۔"

"میں نے کہا نا انچارج بنا دیجیے مجھے۔"

"اچھا بابا ٹھیک ہے جو من چاہے کرو۔ دیو کماری نے کہا۔"

"اوکے یہ ہوئی نا بات۔ جاؤ اوشا تم باہر جاؤ۔"

"ارے واہ میں کیوں باہر جاؤں۔" دوسری لڑکی چہک کر بولی۔

"جانا پڑے گا بے بی۔ یہاں کیا کرو گی تم؟"

"میں دیکھوں گی اب تم کیا کر رہے ہو۔"

"اس سے کیا فائدہ ہو گا۔"

"اس کے بعد میں جو جولی دیدی کو بتاؤں گی کہ تم اس کے ساتھ سختیاں کر رہے ہو۔"

"اور جولی دیدی مجھے گولی سے اڑا دیں گی۔"

"اڑا بھی سکتی ہیں اگر ان کا من چاہا تو‘ سمجھے ہونا۔ وہ ہمیشہ اپنے پاس بھرا ہوا پستول رکھتی ہیں۔"

"میڈم جولی کو اس معاملے میں ہر طرح سے مداخلت کرنے سے روکیے۔ ورنہ شاید میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکوں۔"

"تم کرو گے کیا؟"

"اسے یہاں سے منتقل کرنا ہے اور سنو تم دونوں یہیں کھڑے رہو۔ ہلنے جلنے کی کوشش کرے تو مارنا سسرے کو‘ آئیے میڈم آپ باہر آئیے اور اب یہ سارے معاملات میرے حوالے کر دیجیے۔"

ڈاکٹر کانتی باہر نکل گیا۔ میں ساری باتیں سن رہا تھا ان میں سے کچھ کچھ باتیں میری

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



سمجھ میں بھی آ رہی تھیں لیکن اس بات پر مجھے خود بھی حیرت تھی کہ میرے چہرے میں یہ تبدیلی کیوں رونما ہوگئی ہے۔ میں بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر دیکھ رہا تھا۔ پھر میں اپنی جگہ سے اٹھا۔ وہ لوگ باہر جا چکے تھے۔ میں اٹھا تو ان دونوں آدمیوں نے آگے بڑھ کر کہا۔

"اے کہاں جا رہے ہو؟"

"واش روم۔"

"کوئی واش روم واش روم نہیں۔ یہیں بیٹھے رہو۔"

"بکواس مت کرو' میں اپنا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔" میں نے غصیلے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر واش روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ بڑے سے آئینے میں' میں نے اپنا چہرہ دیکھا' درحقیقت سائنن کی پھواریں مارنے سے میرا چہرہ بالکل شفاف ہوگیا تھا۔ لیکن پھر بھی میں نے اسے صابن سے اچھی طرح مل مل کر دھویا۔ ایک عجیب سی بو محسوس ہو رہی تھی' چہرہ دھونے کے بعد میں نے اپنے بال سنوارے' مجھے احساس ہوا کہ جو ماسک میرے چہرے پر چڑھا ہوا تھا اس نے میرے بالوں کا اسٹائل بھی تبدیل کر دیا تھا اور اب جبکہ میں نے ماسک اتارنے کے بعد بال سنوارے تو ان کا انداز بھی بدل گیا' مجھے اپنا چہرہ خود بھی بدلا بدلا محسوس ہو رہا تھا اس سے پہلے میں واش روم میں اپنا چہرہ بھی دیکھ چکا تھا اور اس چہرے سے مجھے کوئی خاص دلچسپی نہیں محسوس ہوئی تھی لیکن اب میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میرا یہ چہرہ خاصا دلکش ہے لیکن باہر جو باتیں ہو رہی تھیں ان کا کیا مطلب ہے۔ اور میرے چہرے میں یہ تبدیلی کیسے رونما ہوئی' میک اپ' میک اپ کیا چیز ہوتی ہے' کوئی ایک بات جو سمجھ میں آ رہی ہو۔ بہرحال اپنے آپ کو صاف ستھرا کرنے کے بعد میں باہر نکل آیا لیکن اس وقت باہر کانتی کے علاوہ چار آدمی اور بھی موجود تھے اور چاروں کے چاروں خونخوار نظر آ رہے تھے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں پستول بھی دبا ہوا تھا۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"دونوں ہاتھ پیچھے کرو اور اپنے ہاتھ بندھوا لو اور خبردار اگر جنبش کرنے کی کوشش کی تو پستول کی گولیاں تمہارے پورے بدن میں سوراخ ہی سوراخ کر دیں گی۔" پتا نہیں



کیا کیا بکواس کر رہے تھے یہ لوگ' بہرحال میں نے ان کی ہدایات پر عمل کیا۔ میرے دونوں ہاتھ پیچھے کر کے پشت پر کس دیئے گئے اس کے بعد ڈاکٹر کانتی مجھے اس کمرے سے نکال لایا لیکن مجھے عمارت سے باہر نہیں لے جایا گیا تھا بلکہ عمارت کی اوپری منزل کے ایک کمرے میں لے جا کر قید کر دیا گیا تھا جس میں صرف ایک روشن دان نظر آ رہا تھا اور باہر جانے کے لیے صرف ایک مضبوط دروازہ کمرے میں کچھ بھی نہیں تھا بس ننگی دیواریں' ننگا فرش وہ لوگ مجھے بند کر کے باہر نکل گئے تھے

میرے ہاتھ اسی طرح پشت پر کسے ہوئے تھے میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آ رہا تھا۔ یہ سارا ڈراما جو ہوا تھا میری سمجھ سے باہر تھا اور پھر طبیعت پر کچھ ایسی بیزاری سوار رہتی تھی کہ میرا خود کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا اپنے تحفظ کا خیال میرے دل میں نہیں آیا تھا۔ کوئی ایسی بات نہیں ہوتی تھی جو میں اپنے طور پر کرنے کے بارے میں سوچوں۔ ہاں اگر کسی نے کچھ کہا تو میں اس کے لیے انکار بھی نہیں کرتا تھا۔ مجھے اپنی کیفیت کا جائزہ لینے کا خیال بھی نہیں آتا تھا۔

بہرحال اس وقت بھی میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ایک دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گیا لیکن ڈاکٹر کانتی پتا نہیں وہ ڈاکٹر تھا بھی یا نہیں میری جانب سے غافل نہیں رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا اور واپس آنے کے بعد اس نے ایک نئے کھیل کا آغاز کر دیا۔ وہ لوہے کا ایک جھولا نما فریم لایا تھا۔ یہ فریم اس نے کمرے کے وسط میں فٹ کرایا اور میری جانب مسکراتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ میں خاموشی سے بیٹھا اس کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ کانتی کے ساتھ بہت سے افراد تھے جو اس کارروائی کی تکمیل کر رہے تھے۔

فریم کافی مضبوط تھا' جب وہ لوگ اسے فٹ کر چکے تو ان میں سے چند افراد آگے آئے' میری بغلوں میں ہاتھ ڈالا اور مجھے اٹھا کر فریم کے پاس لے آئے۔ پھر میری کمر میں ایک زنجیر باندھ دی گئی اور اس کے چاروں سرے فریم کے چاروں کونوں سے کس دیئے گئے' تب میرے ہاتھ کھولے گئے لیکن میرے ہاتھ بھی انہوں نے فریم کے اوپری حصوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کی زنجیروں میں پڑے ہوئے کڑوں میں ڈال دیے اور کڑے کس دیے گئے۔

اب کیفیت یہ تھی کہ میری کمر چاروں طرف سے زنجیروں میں بندھی ہوئی تھی اور دونوں ہاتھ اوپری سمت۔ میں پریشان نگاہوں سے ان کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا اس دوران میں نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا' ان لوگوں کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جو میری جانب پستول تان کر کھڑے ہوگئے تھے۔ ڈاکٹر کانتی مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"اچھا مشغلہ دیا ہے تو نے دوست' لیکن اب ذرا اپنی زبان تو کھول' کون ہے تو اور کس کا بھیجا ہوا ہے یہاں؟"

میں نے جھکی ہوئی پلکیں اٹھا کر کانتی کو دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"میرا نام بولا ہے' ویرو کہتا تھا کہ اس کا جیک پاٹ نکل آیا ہے وہ وہاں سے مجھے ساتھ لے کر آیا اور کشن سیٹھ کی پاس پہنچ گیا' کشن سیٹھ نے مجھے یہاں بھیجا اب ویرو چلا گیا ہے اور میں یہاں موجود ہوں۔"

"ہائے رے تیری معصومیت' اپنی زبان کھول دے بیٹا' ورنہ میرے بھی ہاتھوں میں بڑی کھجلی ہو رہی ہے آج کل بہت دن سے کسی کی پٹائی نہیں کی ہے۔"

"میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا' تم لوگ کیوں میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو؟"

میں نے کہا اور جواب میں کانتی نے ایک زناٹے دار تھپڑ میرے منہ پر رسید کر دیا۔ میرا چہرہ دوسری جانب گھوم گیا تھا۔ کانتی نے آہستہ سے کہا۔

"اس کی قمیص اتار دو۔" اور ان لوگوں نے میرے اوپری بدن سے قمیص اتار دی' تب ڈاکٹر کانتی نے اپنی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر سگریٹ سلگایا اور اس کے کش لینے لگا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ میرے قریب پہنچا اور اس نے سگریٹ کا سرا میرے پیٹ میں لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب بول کس نے بھیجا ہے تجھے؟" میرے منہ سے اذیت ناک آوازیں نکل رہی تھیں لیکن میں کوئی جدوجہد نہیں کر رہا تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔



"یقین کرو میں کچھ نہیں جانتا مجھے کچھ نہیں معلوم۔" اور اس کے بعد ڈاکٹر کانتی میرے جسم پر جگہ جگہ نشانات لگاتا رہا۔ وہ ابھی اس کام سے فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک بار دروازہ پھر کھلا اور دیو کماری اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ جولی نے یہ منظر دیکھا اور اس کے ہونٹوں سے عجیب سی آواز نکل گئی۔

"یہ کیا کر رہا ہے تو......... کمینے' کتے یہ کیا کر رہا ہے تو۔" اس نے کہا اور ڈاکٹر کانتی کا منہ بگڑ گیا۔

"دیو کماری جی آپ یہاں ان لوگوں کو گارڈن کی سیر کرانے لائی ہیں؟"

"ارے میں کیا کروں بس یہ ضدی ہی اتنی ہیں۔"

"لیکن افسوس یہ کوئی تفریحی جگہ نہیں ہے آپ کو ان کی ضد کے سامنے مجبور نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

"یہ۔ یہ تو نے......... یہ تو نے کیا کیا ہے۔ یہ......... یہ......... ذرا دیکھئے تو سہی آپ' دیکھئے تو سہی دیوی جی' دیکھئے تو سہی دھرماتما۔ اس نے اس کمینے نے اس کے پورے بدن پر سگریٹ کے نشان بنا دیے ہیں' ہائے رام کیا ہو رہا ہے اس گھر میں یہ......... یہ......... میں......... ہٹا دیجئے اسے آپ' ہٹا دیجئے۔"

"تو سن تو سہی جولی' یہ ہمیں دھوکا دینے کے لیے آیا ہے ہمارے دشمنوں کا آدمی ہے۔"

"ایک بات کہوں آپ سے۔" جولی نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں بول کیا؟"

"یہ کھوئی ہوئی یادداشت کا مریض ہے۔"

"جی ہاں آپ آسمان سے اتری ہوئی دیوی ہیں۔" ڈاکٹر کانتی نے کہا۔

"دیکھو تم چپ رہو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"دیو کماری جی جولی کو یہاں سے باہر نکال دیجئے ورنہ مجھے سے برا بھی کوئی نہیں ہوگا۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ٹھیک ہے میں تمہیں بتا چکی ہوں مما کہ یہ کھوئی ہوئی یادداشت کا مریض ہے آنکھوں کے رنگ بتاتے ہیں کہ انسان کی ذہنی سوچ کس طرف ہے۔"

"آپ اپنا میڈیکل اپنے پاس رکھئے اور یہاں سے نکل جائیے۔"

"تو مجھے یہ جملے کہنے والا کون ہوتا ہے؟"

"دیو کماری جی کیا میں واپس جاؤں؟"

"جولی تو جا.........." دیو کماری نے کہا۔ جولی نے خونخوار نگاہوں سے ڈاکٹر کانتی کو دیکھا اور اس کے بعد پاؤں پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔ ڈاکٹر کانتی گہری سانس لے کر بولا۔

"یہ بہت سخت جان ہے میڈم! آسانی سے زبان نہیں کھولے گا' مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس پر زیادہ تشدد کروں۔"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"

"جب آپ کی سمجھ میں آئے گا تو آپ حیران رہ جائیں گی۔"

"مم.......... مگر اس نے کچھ کیا تو نہیں ہے' کیا اس طرح.........."

"آپ پلیز باہر جائیے اس کام کو میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔" ڈاکٹر کانتی نے کہا۔ لیکن اسی وقت کچھ تبدیلی رونما ہوئی۔ دروازہ دھڑ سے کھلا اور جولی اندر داخل ہوگئی اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

"اب بول کون باہر جائے گا تو یا میں؟" اس نے پستول ڈاکٹر کانتی پر تانتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو کیا کر رہی ہے جولی.......... جولی.........."

"اس سے کہو مما باہر نکل جائے' ورنہ.......... ورنہ.........."

"جولی میں تمہارا غلام نہیں ہوں اور جو کچھ تم کر رہی ہو اس کا نتیجہ بہتر نہیں ہوگا۔" لیکن جولی بھی شاید دیوانی ہی تھی اس نے ڈاکٹر کانتی کے پیر کا نشانہ لے کر گولی داغ دی' کمرے میں فائر کی آواز گونجی اور باقی افراد جو وہاں موجود تھے بے تحاشا باہر نکل بھاگے۔ دیو کماری کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اوشا ان کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔ لیکن ڈاکٹر



کانتی کی پنڈلی زخمی ہوگئی تھی' وہ ایک کراہ کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا۔ جولی نے آگے بڑھ کر پستول کی نال اس کی پیشانی پر رکھ دی اور بولی۔

"تو باہر جائے گا یا نہیں؟"

"مم.......... میں زخمی ہوگیا ہوں۔"

"زندگی چاہتا ہے تو یہاں سے باہر نکل جا۔"

ڈاکٹر کانتی لڑکھڑاتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ قدموں سے چلتا ہوا باہر نکل گیا۔

دیو کماری ہکا بکا کھڑی ہوئی تھی اس نے بہ مشکل تمام اپنے آپ کو سنبھالا اور بولی۔

"جولی یہ تو نے کیا کیا' مروا دیا تو نے ہمیں۔"

"مما انسان ہے انسان' انسانوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک۔ آپ نے ڈاکٹر کانتی جیسے لوگوں کو پال کر اپنی گردن میں پھانسی کا پھندا ڈالا ہے آپ دیکھ لیجئے ہم سب کو اسی سولی میں لٹکنا پڑے گا۔ آہ دیکھئے تو سہی بے چارے کے جسم پر کتنے نشانات بن گئے ہیں اور یہ.......... یہ.......... کھولو' اس کے ہاتھ کھولو' کہاں مرگئے ہیں سب۔ کھولو اسے۔"

"جولی اسے نہیں کھولا جائے گا۔"

"کھولا جائے گا مما۔"

"یہ میرا دشمن ہے۔"

"لیکن یہ انسان بھی ہے۔"

"میں تجھے حکم دیتی ہوں کہ باہر نکل جا۔"

"لیکن ایک بات سن لیجئے مما' باہر نکلنے کے بعد میں یہاں نہیں رہوں گی اور ہو سکتا ہے میں پولیس اسٹیشن پہنچ جاؤں۔"

"جولی..........!"

"ہاں مما میں اس قسم کی لڑکی ہوں' آپ ایسا کریں کہ یہ پستول لیں اور مجھے گولیاں مار دیجئے۔ مگر میں اپنی آنکھوں سے کسی پر ایسا غیر انسانی ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی' لیجئے

ندیم
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



پستول لیجیے۔" جولی نے پستول دیو کماری کے ہاتھ میں تھما دیا۔ دیو کماری چند لمحات سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"اچھا تو باہر تو چل میرے ساتھ۔"

"اسے کھلوا دیجیے۔"

"میں کھلوا دوں گی۔"

"وعدہ کرتی ہیں؟"

"ہاں وعدہ کرتی ہوں۔"

"اور اگر ایسا نہ ہوا مما تو پھر آپ دیکھیے گا کہ میں کیا کرتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے تو بالکل بے فکر رہ میں اسے کھلوا دوں گی۔ آ اوشا تو بھی آ۔" دیو کماری نے کہا اور سب کو لے کر باہر نکل گئی۔ میں اپنے زخموں کی تکلیف کو محسوس کر رہا تھا لیکن پتا نہیں کیوں جلے ہوئے زخم بھی زیادہ تکلیف نہیں دے رہے تھے۔ جولی بہرحال میری ہمدرد ثابت ہوئی تھی اور اب دیکھنا تھا کہ کیا ہوتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جولی ہی واپس آئی اس کے ساتھ دو ملازم بھی تھے اوشا بھی تھی۔ جولی اپنے ساتھ میڈیکل باکس لے کر آئی تھی اس نے میرے جسم پر جگہ جگہ مرہم لگایا اور ٹیپ چپکا دیئے۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"تم بے فکر رہنا' میں موجود ہوں۔ ڈاکٹر کانتی زخمی ہوگیا ہے اور اس وقت مما اس کی بڑی دلجوئی کر رہی ہیں لیکن تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ میں تم سے معافی چاہتی ہوں کہ تمہیں یہ تکلیف برداشت کرنی پڑی ہے لیکن میں تمہیں کھلوا بھی دوں گی' میں ہوں یہاں پر سمجھے۔ باقی سب درندے بن جائیں لیکن میں انسان کے ساتھ یہ ظلم نہیں ہونے دوں گی۔ ٹھیک ہے' پلیز محسوس مت کرنا' جو کچھ ہوا ہے کسی اور کی وجہ سے ہوا ہے میری مما بھی اتنی بری عورت نہیں ہیں آؤ اوشا.........." اس نے کہا اور اپنا کام مکمل کرنے کے بعد واپس نکل گئی۔ میرے دل میں اس کے لیے ممنونیت کے جذبات ضرور ابھرے تھے لیکن ایسا کوئی تصور نہیں جاگا تھا جو کسی مرد کے دل میں عورت کے لیے جاگتا



ہے۔ البتہ اب میرے زخموں میں کافی سکون محسوس ہو رہا تھا اور اس ہنگامہ خیزی سے شاید میں اپنے دماغ کی تکلیف بھی بھول گیا تھا۔

الغرض وقت گزرتا رہا کئی گھنٹے گزر گئے اور پھر رات کو دروازہ دوبارہ کھلا تھا اور اس بار جو اندر آیا تھا اسے دیکھ کر میرے دل میں اطمینان کی لہر اٹھی تھی۔ یہ ویرو تھا۔ ویرو کو اندر دھکیل کر شاید دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو فرش پر گرنے سے سنبھالا اور پھر دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہوگیا اس کے بعد اس نے مجھے دیکھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا اور پھر اسی طرح گھورتا ہوا میرے قریب آگیا۔

"ویرو میں ہوں' بولا۔"

"کیا بکواس کرتا ہے۔"

"ہاں ویرو میں ہوں' بولا۔"

"ابے تو بولا ہے تو یہ تیرا تھوبڑا کیسے بدل گیا۔"

"ان لوگوں نے میرے چہرے کو بدل دیا ہے۔"

"کیا؟"

"ہاں۔"

"چہرہ بدل دیا ہے؟"

"ہاں ویرو' ہاں۔"

"مم......... مگر کیسے؟"

"پپ......... پتا نہیں' ایک بوتل میں کوئی چیز لائے تھے وہ' میرے چہرے پر چھڑکاؤ کیا اور اس کے بعد نہ جانے کیا کیا.........؟"

"ابے بھائی کیا بک رہا ہے' وہ تو......... وہ تو بڑے خطرناک ہو رہے ہیں اور کشن سیٹھ......... کشن سیٹھ تو بہت ہی ناراض ہو رہا ہے کہتا ہے تو کیسے لے کر آیا تھا یقیناً تو کسی خاص ارادے سے آیا ہے اب میری بھی شامت آئی ہے ابے بھائی کہاں مروا دیا یار۔ مم......... مگر تو بولا' تو بولا۔"

ندیم

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ہاں میں بولا ہوں۔ میں نے کہانا میں بولا ہوں۔"

"تو بولا ہے۔"

"ہاں۔"

"اچھا تو پھر وہ باتیں بتا جو میرے اور تیرے ساتھ پیش آئی ہیں۔"

"کک کون سی باتیں۔"

"ابے میرا تیرا تعارف کیسے ہوا؟" ویرو نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس وقت وہ اپنی انگریزی بھی بھول چکا تھا۔

"ویرو بھیا مجھے تو وہی باتیں یاد ہیں جو تم نے سنائی ہیں۔ وہ سانپ والی بات جس سے میں نے تمہاری جان بچائی تھی اور اس کے بعد سانولی اور ماں' تم جیل چلے گئے تھے' میں وہیں تھا' کوئلے چنتے تھے ہم لوگ.........."

"ارے باپ رے باپ یہ تو چمتکار ہی ہوگیا۔ مگر بولا میری جان' تیری شکل کیسے بدل گئی؟ ویسے ایک بات کہوں پہلے سے بہت سندر لگ رہا ہے' مگر یہ سارے بدن کا کیا حلیہ ہوگیا.........؟"

"ان لوگوں نے سگریٹ سے میرے بدن کو داغا ہے۔"

"ابے یار کہیں اپنی بھی ایسی ہی کوئی شامت نہ آجائے یہ تو لینے کے دینے پڑ گئے۔"

"سنو ویرو مجھے بتاؤ ان لوگوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا بس مجھ سے الٹی سیدھی بکواس کرتے رہے۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تھا۔ پتا نہیں ان کی اس بکواس کا کیا مقصد کیا ہے؟"

"کیا کہتے ہیں وہ.........؟"

"کہتے ہیں کہ کون ہو تم......... ڈاکٹر کانتی کہتا ہے کہ میں سندر لال کا آدمی ہوں' میں تو کسی سندر لال کو نہیں جانتا۔"

"ابے یار بھئی تیری شکل کا یہ جو گھپلا ہے نا اس سے سارا پھڈا پڑا ہے۔ پتا نہیں



تیری شکل کیسے بدل گئی۔ ابے یہ تو بتا دے میری جان کہ شکل بدلی تھی تو نے؟"

"میں شکل کیسے بدل سکتا ہوں؟"

"تو پھر کیسے بدل گئی۔" ویرو رو دینے والے انداز میں بولا اور پھر کہنے لگا۔

"تیرے ہاتھ پاؤں کھول دوں میں؟"

"کھول دو۔" میں نے کہا اور ویرو اٹھ کھڑا ہوا۔ میں اپنی کلائیاں ملتا ہوا ویرو کے ساتھ زمین پر جا بیٹھا تھا اور اس کے بعد رات بھر ہم لوگوں کی خبر نہیں لی گئی۔ لیکن یہ اندازہ ہمیں ہوگیا تھا کہ باہر ہمارے دروازے پر پہرہ دیا جارہا ہے اور کچھ لوگ وہاں باقاعدہ گشت کر رہے ہیں۔ ویرو نے بھی ایسی کوئی کوشش نہیں کی تھی جس میں فرار کا کوئی تصور ہوتا۔ وہ دیر تک خاموش بیٹھا رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"یار زندگی میں ایک چانس ملا تھا۔ اپن نے سوچا تھا کہ بس لائف سیٹ ہوگیا' لیکن.........."

"ویرو' ہوا کیا ہے' مجھے بھی تو بتاؤ؟"

"تقدیر کھوٹا ہوگیا ہے اور کیا بولے۔"

"کشن سیٹھ نے کیا کہا۔"

"وہ بے چارہ کیا کہے گا اس کا پوزیشن خود خطرے میں پڑ گیا ہے۔" ویرو نے کہا۔

"کیوں؟"

"او باپ تیری وجہ سے' اور تیرے کو بھگوان کا واسطہ میرا مغز مت چاٹ' میرا سارا لائف ڈوب گیا ہے۔"

"اس کے بعد میں بھی خاموش ہوگیا تھا۔ پھر سو گیا تھا۔ پھر آنکھ کھلی تو روشن دن چمک رہا تھا۔ ویرو بھی جاگ گیا۔ وہ آہیں بھر رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر بولا۔"

"اپن سوچا تھوڑا کام کرے گا پھر لائف سیٹ کرے گا اس سالی کا شادی کرے گا اپنا شادی کرے گا اور میں......... میں.........!"

"مگر ویرو اب کیا ہوگیا ہے؟"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM



"دیکھ میرا کھوپڑی مت گھما' آؤٹ نہ کر مجھے۔"

"تو میں کیا کروں؟"

"خاموش ہو جا' پر ایک بات بول۔"

"ہاں کہو۔"

"تو انگریزی جانتا ہے۔"

"ہاں۔"

"کیسے جانتا ہے۔"

"یہ نہیں معلوم۔"

"تو نے اپنا تھوبڑا بدلا تھا؟"

"نہیں۔"

"پھر کس نے بدلا.........؟"

"یقین کرو ویرو' میں تم سے جھوٹ نہیں بولتا۔"

"ہاں تو بول۔"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"اس سے پہلے کہاں رہتا تھا؟"

"یہ بھی نہیں معلوم۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"کوئی ساڑھے نو بجے تھے کہ دروازہ کھلا۔ مہربان جولی نظر آئی اس کے پیچھے دو آدمی تھے جو چائے' ڈبل روٹی' مکھن وغیرہ اٹھائے ہوئے تھے۔"

"جولی میرے ہاتھ کھلے دیکھ کر خوش ہو گئی۔" اس نے کہا۔ تمہارے ہاتھ کس نے کھولے؟

"ویرو نے۔"

"بھگوان کی سوگند میم صاب' یہ سالا بڑا معصوم آدمی ہے۔ میرے کو معاف کر دو۔ دوست ہے میرا۔" ویرو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔



"نہیں' نہیں میں تو تمہارے اس کام سے خوش ہوں۔ چلو اسے ناشتا کراؤ اور خود بھی کرو۔ اس کا خیال رکھنا۔"

"تھینک یو میم صاب۔" ناشتا کرتے ہوئے ویرو نے کہا۔ "شریمتی دیو کماری کا بڑا نام اور بڑا کام ہے۔ انہوں نے کئی آشرم کھولے ہوئے ہیں۔ بڑے سماجی کام کرتی ہیں۔"

"ہاں وہ بہت اچھی ہیں۔" میں نے کہا۔

"پھر دوپہر ہو گئی۔ اور دوپہر کو ایک بار پھر اس کمرے میں بہت سے لوگ آ گئے۔"

"ان میں کشن سیٹھ بھی تھا۔ ایک وہیل چیئر پر کانتی بھی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے۔ کچھ نئی شکلیں بھی تھیں۔"

"یہ دونوں ہیں' مسٹر ناتھ۔" دیوی کماری نے کہا۔ مسٹر ناتھ ایک اسمارٹ سا آدمی تھا۔ وہ آگے بڑھ کر مجھے اور ویرو کو دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"کیا نام ہے تیرا؟"

"ویرو مائی باپ۔"

"کیا کرتا رہا ہے اب تک؟"

"اٹھائی گیری کی ہے فادر' کوئی بڑا کام نہیں کیا۔"

"کتنی بار جیل گیا ہے؟"

"پورا لائف آتا جاتا رہا ہے۔"

"یہ کون ہے۔"

"اپن کا فرینڈ۔"

"کتنے دن سے دوستی ہے؟"

"زیادہ پرانا نہیں۔" ویرو نے اسے سانپ والا واقعہ اور پھر آخر تک کی کہانی سنائی۔

"تجھے اس کا ماضی نہیں معلوم۔"

"جتنا ہم بولا اس سے آگے کچھ نہیں معلوم فادر۔"

"ماسٹر نے آگے آکر میرے ہاتھ دیکھے' آنکھیں دیکھیں پھر بولا۔" نہیں میڈم' یہ جو

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

کوئی بھی ہے' کھوئی ہوئی یادداشت کا مریض ہے۔"

"میک اپ کے بارے میں کیا کہتے ہو۔" اس بار کانتی نے زبان کھولی تھی۔

"میں نے صرف موجودہ بات کی ہے' مسٹر کانتی۔"

"بہرحال میڈم' یہ سندر لال کا آدمی نہیں ہے۔ یہ میں دعوے سے کہتا ہوں اور کسی بری نیت سے یہاں نہیں آیا۔ میں پورا لنک بتا چکا ہوں اور ذمے داری لیتا ہوں۔"

"اسے یہاں سے بھگا دو۔" کانتی نے کہا۔ "بات ختم ہو جائے گی۔"

"نہیں' یہ یہیں رہے گا۔" جولی نے کہا۔

"اوکے کشن تم ویرو کو لے جاؤ۔ اسے یہیں چھوڑ دو' کچھ دن کے بعد ویرو کو بھی یہیں بلالوں گی۔"

"ایک بات آپ کو بولے میڈم' میرے کو بھی ادھر ہی رکھ لو۔ اپن کسی کے سامنے نہیں آئے گا وعدہ کرتا ہے۔" ویرو نے کہا اور میڈم کچھ سوچنے لگی۔ پھر بولی۔

"اوکے ٹھیک ہے۔"

پھر وہ سب کمرے سے باہر نکل گئے اور ویرو گہری گہری سانسیں لینے لگا پھر اس نے کہا۔

"تیرے کو ایک بات بولے' بولا۔"

"ہوں۔"

"بھگوان قسم' اپن کو تیرا وہی تھوبڑا پسند تھا' تو یار ایک دم بدلا بدلا لگتا ہے۔"

میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا۔ پھر اسی رات ہمیں سرونٹ کوارٹر میں منتقل کر دیا گیا۔ میڈم دیو کماری کی کوٹھی بڑی عالیشان تھی۔ بڑا سالان تھا اور یہ سرونٹ کوارٹر دوسرے سرے پر تھا۔ یہاں اور بھی ملازم رہتے تھے۔ لیکن تین دن ہو گئے ہم کسی سے بے تکلف نہیں ہوئے تھے۔ تیسری رات جولی اور اوشا آئیں۔ اوشا سرجیکل بکس اٹھائے ہوئے تھی۔

"تمہارے زخم کیسے ہیں؟" جولی نے پوچھا۔



"زخم.........؟" میں نے کہا۔

"بھول گئے۔"

"نہیں' لیکن ٹھیک ہیں۔"

"میں بینڈیج بدلوں گی۔"

"مجھے بتایئے میں کیا کروں؟"

"شرٹ اتاردو۔" اس نے کہا اور میں نے خاموشی سے شرٹ اتار دی۔ وہ اوشا کے ساتھ مصروف ہو گئی۔ پھر بولی۔ "اپنا ماضی یاد کرنے کی کوشش کرو۔"

"یاد نہیں آتا۔"

"کچھ لگتا ہے' کبھی خیال آتا ہے کہ تم کچھ اور تھے' کیا تمہارا نام بولا ہی ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"شاید کوئی پریشانی ہے تمہیں۔"

"نہیں۔"

"کانتی تو نہیں آیا۔"

"نہیں کبھی نہیں آیا۔"

"کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتا دینا' میں تمہارے پاس آتی رہوں گی' چلو اوشا۔" اس نے کہا اور اوشا نے سرجیکل باکس اٹھالیا پھر دونوں باہر نکل گئیں۔

"یہ جولی بہت اچھی ہے' بے حد مہربان۔" میں نے کہا۔

"ایسا نہیں ہے پارٹنر۔" ویرو مسکرا کر بولا۔

"کیا مطلب۔"

"لگتا ہے تیرا بھی جیک پاٹ لگ گیا۔" ویرو نے اسی انداز میں کہا۔

"پتا نہیں کیا کہتے ہو' میری سمجھ میں تمہاری باتیں نہیں آتیں۔" میں نے الجھے ہوئے کہا۔

"چھوکری گھائل ہو گئی ہے' ویسے تو ہے بھی فن ٹوش۔ ایک دم ہیرو لگتا ہے

ندیم
www.paksociety.com
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

سالا۔"

"اسی وقت دروازہ دوبارہ کھلا اور جولی کی صورت نظر آئی۔ وہ ویرو کو گھور رہی تھی۔ ویرو بوکھلا کر بغلیں جھانکنے لگا۔" ایسی بات نہیں ہے ویرو' اس طرح کی بکواس کر کے اس کا ذہن خراب نہیں کرو گے سمجھے؟"

"سمجھ گیا میڈم' ایک دم سمجھ گیا' گڈ مارننگ۔" ویرو نے کھڑے ہو کر سلوٹ جھاڑ دیا۔ دونوں باہر نکل گئیں۔ ویرو نے زبان ہونٹوں میں دبالی پھر آہستہ سے بولا۔ "ابے جھانک کر دیکھ کہ چلی گئیں یا اب بھی کھڑی ہوئی ہیں۔"

میں نے جھانک کر دیکھا دونوں چلی گئی تھیں۔

پھر وقت گزرتا گیا۔ میڈم دیو کماری نے کئی بار ہم سے ملاقات کی تھی۔ مجھ سے باتیں کی تھیں۔ میں بھی نارمل تھا۔ کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ پھر پہلی تاریخ کو ہمیں تنخواہ ملی۔

"یہ تمہاری پگار ہے۔ یہ ویرو اور یہ بولا۔" ایک شخص نے ہمیں دو لفافے دیے۔

اس کے جانے کے بعد ویرو نے لفافہ کھولا اور اس سے نوٹ نکال کر گنے۔

"پانچ ہزار۔" وہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولا۔ "ابے پانچ ہزار......... تو دیکھ۔"

"یہ بھی پانچ ہزار ہیں۔"

ویرو مجھ سے لپٹ کر ناچنے لگا پھر بولا۔ "میں بولا تھا کہ جیک پاٹ نکل آیا اپن دونوں کا' ایک بات بول میرے کو۔"

"ہوں۔"

"تو ان پیسوں کا کیا کرے گا؟"

"کچھ نہیں۔"

"تم کیا کرو گے؟"

"اپن بھیا' تین ہزار ماں کو بھیج دے گا' دو ہزار اپن رکھ لے گا اور عیش کرے



گا۔"

"یہ پیسے سانولی کو بھیج دو۔"

"سارے۔" ویرو اچھل پڑا۔

"ہاں۔" میں کیا کروں گا۔" میں نے کہا اور ویرو کچھ اداس ہو گیا۔ پھر بولا۔

"ایسا کر' ایک ہزار تو بھی رکھ لے۔ کوئی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

ویرو نے وہ رقم منی آرڈر کرادی۔ پھر کئی دن گزر گئے۔ اور ایک صبح تمام نوکر لان سجانے میں مصروف ہو گئے۔ ہمیں بھی کچھ کام سونپے گئے تھے جسے ہم سرانجام دینے لگے۔ شام کو بہت سی گاڑیاں آئیں۔ ان سے بے شمار لوگ اترے اور لان کی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ویرو کو کوارٹر بھیج دیا گیا لیکن میرے اوپر پابندی نہیں لگائی گئی۔ پھر پروگرام کا آغاز ہو گیا۔ ایک اسٹیج بنایا گیا تھا۔ ڈائس بنایا گیا تھا۔ ایک نیتا جی نے ڈائس پر آکر کہا۔

"دوستو......... شریمتی دیوی کی سماجی خدمات کسی کی آنکھ سے اوجھل نہیں ہیں۔ وہ اوتار ہیں۔ دھرماتما ہیں' انہوں نے دکھی انسانیت کے لیے جو کچھ کیا ہے میں انہیں بدھائی دیتا ہوں۔"

"بہت سے لوگوں نے اپنی اپنی کہانیاں سنائیں۔ پھر شریمتی ڈائس پر آئیں۔ لوگ تالیاں بجانے لگے۔ پھر انہوں نے کہا۔"

میرے بھائیو' دولت بڑی بری چیز ہے۔ ایک طرف وہ منش سے اس کی مہانتا چھین لیتی ہے اور اسے سماج کا معاشرے کا مجرم بنا دیتی ہے تو دوسری طرف وہ اسے بڑی مشکلات میں بھی گرفتار کر دیتی ہے۔ پر یہ چھوٹی سوچ کا نتیجہ ہے' مجھے بھگوان نے جو کچھ دیا میرے ماتا پتا کی طرف سے دیا' وہ بہت بڑے لوگ تھے' بڑی دولت اور جائداد چھوڑی تھی انہوں نے جو میرے حصے میں آئی۔ پتا جی نے اپنا جو کاروبار پھیلا تھا۔ میں نے اسے ختم نہیں کیا۔ حالانکہ عورت ہونے کے ناتے میں یہ کاروبار نہیں چلاتی تھی' لیکن پتا جی نے جن لوگوں کو جو جو ذمے داریاں سونپ دی تھیں وہ انہیں انجام دیتے رہے اور مجھے کبھی چنتا نہیں کرنی

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



پڑتی۔ بارہا من میں یہ خیال آیا کہ میرا آگے پیچھے کون ہے' بس یہ بچے اور کچھ نہیں' میرے شوہر بھی پرلوک سدھار چکے تھے' پھر میرے من میں یہ خیال آیا کہ اگر میں یہ کاروبار ختم کردوں تو وہ لوگ جو برسوں سے پتا جی کا نمک کھا رہے ہیں بیروزگار ہو جائیں گے اور انہیں پریشان ہونا پڑے گا۔ یہ مجھے پسند نہیں تھا' سو میں نے اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی ساری مشکلات دور کرنے کا بیڑا اٹھایا اور بھگوان کا شکر ہے کہ اس نے مجھے کامیاب کیا۔ پر اس طرح یوں ہوا کہ وہ لوگ بھی جم کر کام کرتے لگے اور انہوں نے پتا جی کے کاروبار کو چار چاند لگا دیے۔ دولت پھر میرے لیے ایک مسئلہ بن گئی۔ میں نے سوچا کہ اب کیا کرنا چاہیے' پھر مجھے خیال آیا کہ سنسار میں اور بھی تو بہت سے ہیں جن کے لیے مشکلات کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور میں نے ان کے لیے کام کرنا شروع کر دیا' دھرتی بہت بڑی ہے' انسان بہت ہیں' سب کے لیے میں کچھ نہیں کرسکتی تھی' پر جو میرے سامنے آیا' جو میں نے سوچا اس کے لیے میں کام کرتی رہی اور بھگوان کی دیا ہے کہ آج بہت سے ادارے میرے نام پر کام کر رہے ہیں۔ سنسار کے لیے بڑی مشکلات ہیں اور منش کے لیے جینا اتنا مشکل ہو چکا ہے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا' ہزاروں مسائل ہیں' ہزاروں مسئلے ہیں۔ کچھ لوگ سارے لوگوں کی مدد نہیں کرسکتے' لیکن جس کی بھی مدد ہو جائے اچھی بات ہے۔ ان دونوں بڑے زور و شور سے منشیات کا چرچا ہے اور میں نے خود بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے' سیکڑوں جوان' بچے جو دھرتی کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھانے کے لیے پیدا ہوئے تھے اب خود دھرتی کا بوجھ بنے ہوئے ہیں اور ان کے گھر والے ان سے پریشان ہیں' دوش ان کا نہیں ہے وہی بات جو میں نے کہی کہ کچھ پر
لوگوں نے برائیاں اپنائی ہیں اور منشیات کا کالا دھندہ کرکے وہ اپنی تجوریاں بھر رہے مریض
بھگوان جانے دولت کے اس ڈھیر کا وہ کیا کریں گے' ہاں جو اپرادھ وہ کر
ناقابل برداشت ہیں۔ ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ سرکار کا کام ہے کہ بچے میں کسی قدر فخر
دیکھ بھال کرے اور انہیں ان برے دھندوں سے روکے' ہاں جو ان
ان میں سے کچھ کے لیے کچھ کرنے کا بیڑا میں نے اٹھایا ہے اوس اپنا ماضی نہیں یاد رکھتا۔



لوگوں کو تکلیف دینے کا باعث بنی ہوں کہ اس بارے میں سوچیں مجھے مشورے دیں کہ میں کیا کروں' کیا کرنا چاہیے مجھے' اپنی جیسی تو سب کچھ کر رہی ہوں' میں ایک ایسا ادارہ قائم کرنا چاہ رہی ہوں جس میں منشیات کے شکار نوجوانوں کو طبی سہولتیں دی جائیں۔ انہیں اس لعنت سے چھٹکارا دلانے کی کوشش کی جائے' مجھے آپ کے مشورے چاہئیں اور اسی لیے آج آپ کو میں نے تکلیف دی ہے۔"

"دھنواد۔"

شریمتی دیو کماری ڈائس سے اتر آئیں اور لوگ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ ان میں سے ہر ایک شریمتی کی تعریف کر رہا تھا۔ میں بھی خاموشی سے بیٹھا ہوا۔ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ میرے ذہن میں کچھ بھی نہیں تھا یہ جو کچھ ہو رہا ہے کیا ہے' کب تک ہوتا رہے گا' کون کیا کر رہا ہے' یہ وہی جانے' میں کیا جانوں۔ غرضیکہ تقریب ختم ہوگئی اور اس کے بعد پھر وہی روز مرہ کے معمولات' جولی واقعی اپنی ماں جیسی انسان دوست تھی' کانتی بھی نظر آتا تھا' لیکن میری جانب مخاطب نہیں ہوتا تھا' اسے بلاوجہ مجھ سے پرخاش ہوگئی تھی' یہاں تک کہ وہ دن آگیا جب ہم دونوں کو شریمتی دیو کماری نے اپنے کمرے میں طلب کیا اور اس وقت نہ جانے کیوں وہ مجھے بالکل بدلی بدلی محسوس ہوئی' کمرے میں صرف وہی آدمی تھا جسے ماسٹر کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا' وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا' دیو کماری نے ہم دونوں کو دیکھا اور بولی۔

"تم دونوں یہاں آرام سے ہو' کوئی پریشانی تو نہیں ہے تمہیں؟"

"نہیں دیوی جی کرپا ہے آپ کی۔" ویرو بولا۔

"ایک مہینے کی تنخواہ لے چکے ہو تم دونوں۔"

"جی دیوی جی۔"

"اور ویسے بھی تم پر اچھا خاصا خرچ ہو رہا ہے۔"

"جی۔"

"اس کی ادائیگی کیسے کرو گے۔"

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ہم......... ہم نہیں جانتے دیوی جی' کشن سیٹھ۔"

"کشن سیٹھ تمہاری طرف سے بری الذمہ ہو چکا ہے اور اب تم صرف میرے لیے کام کرنے والوں میں سے ہو۔"

"دیوی جی ہم آپ پر اپنی جان نچھاور کرنے کو تیار ہیں۔"

"بڑی بڑی باتیں مت کرو' لوگ جتنی بڑی باتیں کرتے ہیں اتنے ہی نکمے ثابت ہوتے ہیں۔"

"ہم نکمے نہیں ثابت ہوں گے دیوی جی۔"

"تو پھر آج میں نے تمہیں جس کام کے لیے بلایا ہے اسے کے لیے تم اپنے آپ کو تیار کرلو۔"

"ہم تیار ہیں دیوی جی۔"

"تمہیں ایک ٹرک لے کر سرحد پار کرنا ہے' ہوشیاری کے ساتھ پوری ذمے داری کے ساتھ' کوئی غلطی نہ ہونے پائے' کشن سیٹھ کا کہنا ہے ویرو کہ تم بڑی اچھی گاڑی چلا لیتے ہو؟"

"جی دیوی جی۔"

"اور تم بھی ڈرائیونگ کرلیتے ہو؟"

"جی۔" میں نے آہستہ سے کہا اور دیو کماری مجھے بغور دیکھنے لگی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے یہ اچھی بات ہے کہ تم دونوں ہی گاڑی چلا لیتے ہو' سفر لمبا ہوگا' خطرناک ہوگا' تمہیں ہر قیمت پر یہ ٹرک لے کر سرحد پار کرنا ہے' سرحد پر ہمارے کچھ انتظامات ہوتے ہیں' لیکن پھر بھی کہیں کچھ گڑبڑ ہوسکتی ہے' تم لوگوں کو یہ گڑبڑ سنبھالنی ہے سمجھے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے جو آدمی اب تک سرحد پار کرکے ہمارے کام سے جاتے رہے ہیں وہ سرحدی محافظوں کی نگاہوں میں آگئے ہیں اور اب ان کا جانا خطرناک ہے تم دونوں بالکل نئے ہو اگر تم کامیابی سے اپنی منزل پر پہنچ گئے اور ہمارا کام کرکے



واپس آئے تو سمجھ لو کہ سال بھر کی چھٹی ہو جائے گی تمہاری اور اس کے بعد فوری طور پر تم سے کوئی کام نہیں لیا جائے گا یا اگر لیا بھی جائے گا تو تمہیں اس کا اتنا معاوضہ دیا جائے گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکو گے۔"

"جی دیوی جی' جیسا آپ کا حکم۔"

"تو پھر تم تیار ہو؟"

"جی بالکل' کب جانا ہے ہمیں؟"

"آج ہی رات کو۔" شریمتی دیو کماری نے کہا پھر وہ بہت دیر تک ہم دونوں کو بہت کچھ سمجھاتی رہیں' ماسٹر بھی ان کی گفتگو میں شریک رہا تھا اس نے بتایا کہ ہمارے پاس ہمارے کاغذات ہوں گے اور ہمیں نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنا یہ کام سرانجام دینا پڑے گا۔ اس کے بعد ہمیں واپس کوارٹر میں بھیج دیا گیا تھا۔ ویرو نے پر خیال انداز میں کہا۔

"کھو پارٹنر میں نے بولا تھا لاٹری نکل آئی ہے اور ہمارا کام فرسٹ کلاس شروع ہوگیا ہے۔"

"ٹھیک ہے اب ہمیں اپنا یہ کام بڑی خوبصورتی سے سرانجام دینا ہوگا۔" بہرحال مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ وہ سب کچھ کیا ہے' میں تو خاموش ہی تھا اور بڑی عجیب سی کیفیت کا شکار' وقت گزرتا رہا۔ پھر رات کو ہم لوگوں کو طلب کرلیا گیا۔ ایک چھوٹا سا ٹرک تھا۔ بڑا مضبوط اور بالکل نیا' وہ بظاہر کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا لیکن اس کے سرحد پار بھیجنے کا کوئی خاص ہی مقصد ہوگا' ویسے جس علاقے میں ہم تھے وہ سرحد سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا' راستے بتا دیے گئے اور ویرو نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔ ٹرک ڈرائیو کرتے ہوئے وہ بولا۔

"میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ یہ سارے کام ایسے ویسے نہیں ہوتے' بولا ان میں بڑی چالاکی سے کام کرنا پڑتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"تمہیں پتا ہے دیوی جی نے کتنا بڑا بھاشن دیا تھا؟"

"ہاں۔"

"دنیا سے بے پروائی کا اظہار کیا تھا انھوں نے؟"

"ہاں' کیا غلط کہا تھا۔"

"اب یہ کیا ہے جو ہم کر رہے ہیں۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"جانتا تو میں بھی نہیں ہوں پارٹنر' لیکن اس ٹرک میں کوئی نہ کوئی ایسی چیز ضرور ہے جو ہمیں سرحد پار پہنچانی ہے اور دیوی جی کا یہی دھندہ معلوم ہوتا ہے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم ان پہاڑیوں کے نزدیک پہنچ گئے تھے جن کے دوسری جانب نئی سرحد شروع ہوتی تھی' لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ سب کیا ہے' مجھے اپنا بدن بڑا ہلکا ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ ویرو ڈرائیو کر رہا تھا۔ پھر ویرو نے کہا۔

"سنو پارٹنر! اب اسٹیرنگ تم سنبھال لو راستہ میں بتاتا جاؤں گا' میں کچھ تھکن محسوس کر رہا ہوں' یا اگر یہ تھکن نہیں ہے تو تم یہ سمجھ لو تھوڑا سا ڈر ہے۔ بہرحال ہم ایک خطرناک کام کرنے جا رہے ہیں اور میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں اب تک چھوٹے موٹے کام تو کرتا رہا ہوں کوئی بڑا کام میں نے آج تک نہیں کیا ہے۔" میں نے خاموشی سے ویرو کی جگہ سنبھال لی اور ٹرک اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا۔ ویرو کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر اس نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبالی۔ میں نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ویرو' تم سگریٹ کب سے پی رہے ہو؟"

"یار' بس........ بس سمجھ لے اپنے آپ کو سنبھالا دے رہا ہوں۔" اس نے جواب دیا اور بولا۔

"آگے سے الٹے ہاتھ پر مڑ جانا ہے' ایک سڑک نظر آئے گی یہی بتایا گیا ہے ہمیں۔ لیکن جس جگہ پر مڑے وہاں سڑک نہیں بلکہ ایک کچی پگڈنڈی تھی جو نہ جانے کہاں تک



چلی گئی تھی۔ بہرطور میں نے اس پگڈنڈی پر ٹرک ڈال دیا اور ہم تیز رفتاری سے اپنا سفر طے کرنے لگے ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ آگے ہمیں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر مشکلات کا آغاز ہو گیا۔ ہم پر ٹارچوں کی روشنی پڑی آگے ایک رکاوٹ لگی ہوئی تھی اور یہاں کچھ فوجی جوان نظر آ رہے تھے۔"

"مر گئے۔" ویرو نے آہستہ سے کہا۔ یہاں ٹرک کو روک دیا گیا۔ ہم سے نیچے اترنے کے لیے کہا گیا اور ہم نیچے اتر گئے۔

"کاغذات۔" ایک فوجی نے سوال کیا اور ویرو نے کانپتے ہاتھوں سے اپنی جیب سے کاغذات نکال کر اس کے سامنے کر دیے۔ وہ لوگ ٹارچ کی روشنی میں ان کاغذات کو دیکھنے لگے تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"ٹرک کی تلاشی لو۔" اور پھر چند جوان ٹرک پر چڑھ گئے' میں خاموشی سے ان کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ ویرو کے بدن میں البتہ کپکپاہٹ نظر آ رہی تھی۔ شیر کا بچہ اس وقت گیدڑ بن چکا تھا۔ وہ لوگ نیچے اتر آئے اور پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"نہیں سر ٹرک ٹھیک ہے۔"

"ہوں' کاغذات بھی ٹھیک ہیں جاؤ؟" انھوں نے کہا اور ویرو نے اطمینان کی گہری سانس لی' اسٹیرنگ بھی اس نے خود ہی سنبھال لیا تھا۔ ٹرک اسٹارٹ ہوا۔ رکاوٹ ہٹ گئی اور وہ آگے بڑھ گیا۔

"یار ایک بھی بات جو سمجھ میں آ رہی ہو' کیا ٹرک خالی ہے؟" ویرو نے آہستہ سے کہا۔

"پتا نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"بس تیری یہی بات مجھے بری لگتی ہے' تجھے تو کسی بات کا پتا ہی نہیں۔" دفعتاً عقب سے سائرن کی آواز ابھری اور پھر تیز روشنی ہمارے ٹرک کو اپنے حصار میں لیے ہماری جانب بڑھنے لگی۔

"یہ یہ........ کک........ کیا ہوا؟" دفعتاً ہی پیچھے سے آواز آئی جو شاید میگا فون کی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



تھی۔

"رک جاؤ ٹرک ڈرائیور، رک جاؤ ورنہ تم پر گولی چلا دی جائے گی۔"

"ارے بب......باپ رے، یہ کک......کیا گڑبڑ ہو گئی؟"

"پتا نہیں اب یہ لوگ ہمیں کیوں روک رہے ہیں؟"

"میرا خیال ہے بھاگ لینا زیادہ مناسب ہے۔" ویرو نے کہا اور ٹرک کی رفتار بڑھا دی۔

اب ٹرک ناہموار راستے پر اچھلتا کودتا دوڑ رہا تھا اور پیچھے بھی شاید کوئی گاڑی ہی آرہی تھی، اس سے مسلسل ہمیں وارننگ دی جارہی تھی، لیکن ویرو نے ٹرک نہیں روکا، پھر عقب سے گولیوں کی بوچھاڑ آئی اور شاید ٹرک کے ٹائر پنکچر ہو گئے، ویرو جلدی سے انجن بند کر کے نیچے کود گیا اور اس نے مجھ سے کہا۔"

"نیچے آجاؤ، نیچے آجاؤ۔" پھر ہم دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر بری طرح دوڑ لگانے لگے۔ بڑے بڑے پتھر چٹانیں اور نہ جانے کیسے کیسے راستے سامنے آرہے تھے۔ ویرو جان توڑ کر دوڑ رہا تھا اور میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ جب پہلے ہمیں چھوڑ دیا گیا تھا تو بعد میں کیوں روکے جانے کی کوشش کی جارہی تھی، اور اگر روکا جارہا تھا تو پھر ویرو بھاگنے کیوں لگا ہے، لیکن شاید ہماری شامت ہی آرہی تھی، ہم لوگ بری طرح دوڑ رہے تھے، راستوں کا کوئی تعین نہیں تھا۔ عقب میں روشنیوں کی زبانیں لہرارہی تھیں، غالباً وہ ہمیں تلاش کر رہے تھے۔ دفعتاً میرا پاؤں پھسلا اور میرا ہاتھ ویرو کے ہاتھ سے نکل گیا۔ نیچے کافی گہرائی تھی اور میں اپنا توازن نہیں سنبھال سکا تھا۔ پھر ایک زور دار چھپاکے کی آواز ہوئی اور میں بہتے ہوئے پانی میں گر پڑا لیکن پانی نے میرا وزن سنبھال لیا تھا۔ البتہ اس کے بہنے کی رفتار بہت تیز تھی، میں نے لاکھ کوشش کی کہ اپنے آپ کو سنبھال کر روکوں، ویرو کا اندازہ لگاؤں، لیکن نہ رک سکا اور تھوڑی دیر کے بعد میری تمام جدوجہد سست پڑ گئی میں تنکے کی طرح پانی کی دھار پر بہنے لگا۔ حالانکہ پانی کا قاتل شور، بدن کی بے وقعتی کسی بھی انسان کو ہوش و حواس سے عاری کر سکتی تھی لیکن یہ بھی ایک عجوبہ تھا کہ



میرے حواس قائم تھے۔ میں یہ بات محسوس کر رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ مہلک دھارا نہ جانے مجھے کہاں لے جائے گا۔ وقت کا اندازہ بھی لگا رہا تھا۔ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اگر پانی کے راستے میں کوئی چٹان آگئی تو میں پاش پاش ہو جاؤں گا۔ سارے خیالات دل میں تھے۔

پھر یہ شور اور بھیانک ہو گیا، اتنا بھیانک کہ زمین آسمان ٹکراتے محسوس ہونے لگے۔ پھر اچانک یوں محسوس ہوا جیسے میں آسمان سے گر پڑا ہوں۔

بس اس سے زیادہ قوت برداشت انسانی سرشت سے باہر تھی۔ سو گیا، جاگ گیا۔

زندگی شاید سونے جاگنے ہی کا نام ہے۔ روشنی، اندھیرا، سیاہی، سفیدی اور عمر کا سفر جاری تھا۔ زندگی کے تمام آثار موجود تھے۔ دل میں ایک خوشی تھی پورے وجود میں فرحت کا احساس تھا۔ بالکل یوں جیسے اب تک کی مشقت کا بوجھ وجود سے اتر گیا ہو۔ تر و تازہ، چست و چالاک، بدن میں مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

پھر حواس کا عمل شروع ہوا، آنکھوں کے کیمرے نے ماحول کی تصویر کشی شروع کر دی۔

وسیع و عریض ہال تھا، ٹھنڈا، پرسکون، سفید دیواروں والا، بدن کے نیچے نرم بستر تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک عجیب سی مشین نظر آرہی تھی جس پر قوس و قزح کے رنگ مچل رہے تھے۔ مشین سے کچھ اوپر ایک بڑا سا اسکرین لگا ہوا تھا اور اس اسکرین پر رنگین نقطے رقصاں تھے۔

"یہ کیا قصہ ہے، کہاں آگیا میں، یہ کون سی جگہ ہے، کہاں سے سفر کا آغاز کیا تھا؟ وہ لمحات جو مجھ پر بیتے کیا تھے اور میرا ذہن سوچوں میں ڈوب گیا۔ جیکب یاد آیا، وہ پروجیکٹ یاد آیا جو میری کاوشوں سے تباہ ہوا تھا۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر یاد آیا جس پر ہم فرار ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور اس کے بعد فضا میں بلند ہوتا ہوا وہ انوکھا وجود یاد آیا جو ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا تھا۔ میری نگاہیں بے خیالی کے عالم میں اس اسکرین پر لگی ہوئی تھیں جو میرے سامنے روشن تھا اور حیرت ناک بات یہ تھی کہ اسکرین پر مجھے وہ مناظر یاد آرہے تھے جو پروجیکٹ کی تباہی کے آخری مناظر تھے اور اس کے بعد اچانک ہی آگے کا سلسلہ منقطع

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہوگیا۔ اسکرین پر رنگین نقطے ناچنے لگے۔ مجھے اپنے بدن کا خیال آیا۔ ہیلی کاپٹر کی تباہی کے نتائج کیا ہوئے تھے اور وہ میرے جسم پر کس انداز میں نقش ہوئے تھے۔ میں برق رفتاری سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اپنا جائزہ لینا چاہتا تھا' کیا ٹوٹ پھوٹ ہوئی میرے اندر' لیکن پھر احساس ہوا کہ میں تو ٹھیک ہوں چاق و چوبند تندرست و توانا' لیکن وہ حیرت ناک اسکرین' جو کچھ میں سوچ رہا تھا' مجھے نظر کیسے آرہا تھا اور وہ بھی ایک غیر جگہ' ارے باپ رے یہ جگہ کون سی ہے۔ ہیلی کاپٹر کے حادثے کے بعد کیا ہوا میں نے آنکھیں بند کیں اور ایک دم میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس جھٹکے سے میں نے آنکھیں کھول دیں۔ میں ایک عجیب و غریب کیفیت میں تھا اور شاید میرا وجود کہیں اور سے کنٹرول ہو رہا تھا۔ میں بعد کے واقعات یاد کرنے لگا تو مجھے نہ جانے کیسے کیسے مناظر یاد آئے۔ پھر وہ ریلوے کالونی اسکرین پر نظر آئی۔ وہاں سانولی اور اس کی ماں بعد میں ویرو' اور اس کے بعد دیو کماری' پھر وہ سفر جو میں نے ایک تیز و تند نالے پر طے کیا تھا لیکن سارے کا سارا اس اسکرین پر......... میں اپنے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔ یہ کس طلسم میں آپھنسا ہوں ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا اور میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکرین کو دیکھا وہاں ایک بار پھر نقطے ناچ رہے تھے۔ میں سچ مچ سراسیمہ ہوکر اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا۔ تب ہی سفید ہال کے سامنے والی دیوار کا دروازہ کھلا اور سلک کے سفید لبادے میں ملبوس ایک پراسرار وجود اندر داخل ہوا لیکن جب وہ دو قدم آگے بڑھا اور میری بینائی کی زد میں آگیا تو میرے پورے بدن میں سنسنی کی شدید لہریں دوڑنے لگیں۔ کیسے نہ پہچانتا اسے کیسے نہ پہچانتا' اس سے تو میری زندگی کا گہرا ربط رہا تھا۔"

"ہاں یہ کوئین میکوویا تھی' میری دوست' میری ساتھی ایسی قابل اعتماد دوست جسے میں زندگی کے کسی لمحے میں فراموش نہیں کرسکتا تھا۔ میں حیرت و اشتیاق کے عالم میں اسے اپنی قریب آتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اور وہ عدم وجود' مادی شکل میں میرے سامنے آکھڑا ہوا۔"

"میرے دوست میرے پیارے دوست دانش منصور۔"



"اور تم اپنے چند الفاظ میں مجھے یہ یقین دلادوں گی کہ میں زندہ ہوں اور ہوش وحواس کے عالم میں بھی ہوں۔"

"ہاں تم زندہ بھی ہو اور ہوش و حواس کے عالم میں بھی ہو۔ ویسے بھی وہ جو لاکھوں کیا' کروڑوں کی زندگی کے لیے راہبرو راہ نما ہوتے ہیں اتنی آسانی سے نہیں مر جاتے۔ ان کی موت سے ان کا نہیں بلکہ کروڑوں افراد کا نقصان ہوتا ہے۔ تمہیں مرنا نہیں چاہیے تھا۔ ابھی تو تمہاری زندگی ایک مشن کی حیثیت رکھتی ہے' مشن ختم ہو تو موت آتی ہے' تمہارا مشن ابھی ختم کہاں ہوا ہے۔"

"کوئین میکوویا یہ تم ہی ہو؟"

"ہاں میرے دوست اور تم اس وقت بلیک چینل میں ہو۔"

"اف میرے خدا یہ سب کیسے ہوگیا۔"

"کیا تم ناواقف ہو؟"

"مطلب.........؟"

"چلو ٹھیک ہے میں جانتی ہوں تمہارا ذہن اس وقت آفاقی حیثیت رکھتا ہے وہ سب کچھ دیکھ سکتے اور سوچ سکتے ہو سمجھ سکتے ہو جو سمجھنا چاہو لیکن ہاں کچھ لمحات ایسے ہیں جنہیں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ تمہاری نیند کے لمحات تھے یعنی وہ جب تم بلندی سے اس دریا سے سمندر کا سفر کر رہے تھے اور اس کے بعد باقی لمحات بھی یقیناً تمہارے ذہن سے روپوش ہوں گے' لیکن میں نے تمہارے ان تمام سوالات کا بندوبست کرلیا تھا جو ہوش آنے کے بعد تمہارے ذہن میں پیدا ہوسکتے تھے۔"

دنیا ۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کوئین میکوویا کو دیکھتا رہا اس نے ایک طرف پڑی ہوئی

امکانات ۔ ر بیٹھ گئی۔ پھر بولی۔

چاروں طرف ۔ کیفیت میں ہو؟"

لگی کہ دانش منصوجیسے آغوش مادر میں ہوں اور پیدا ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا۔"

کوشش کیوں نہیں کی۔ دانش منصور' یہ ایک بہت بڑی سچائی بھی ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"مطلب۔"

"تم واقعی ایک نئی زندگی کے حامل ہو اور یہ نئی زندگی یوں سمجھ لو تمہارے وجود کی ساری بہتر قوتوں کے ساتھ تمہارے ہمراہ ہے۔"

"بتاؤ گی کیسے؟"

"ہاں میں تو اس وقت کا انتظار کر رہی تھی جب تم پورے ہوش و حواس کے ساتھ جاگو۔ ایسا ہی ایک اسکرین میرے آپریشن روم میں بھی تھا جیسے اسکرین پر تم اپنا ماضی دیکھ چکے ہو۔"

"مم.......... ماضی.........."

"ہاں تم.......... چلو چھوڑو۔ ہم وہاں سے ابتدا کرتے ہیں مگر نہیں۔ تمہاری تو کوئی ابتدا ہی نہیں ہے دانش منصور چلو ٹھیک ہے تم سمجھ لو کہ تم اس پروجیکٹ پر اپنے مشن کو سرانجام دے رہے تھے۔ وہ مشن جو ساری برائیوں کے باوجود تم نے اپنی زندگی کا مقصد بنایا تھا۔"

"کوئین میکوویا..........؟"

"سنو، پہلے پوری بات سنو اور پھر وہ ہیلی کاپٹر تباہ ہوگیا اور تم زخمی ہوگئے۔ تمہارے سر میں چوٹ لگ گئی اور تم اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ اس عدم توازن کے عالم میں تم بھٹکتے ہوئے وہاں جا پہنچے جہاں چند کرداروں نے تمہاری پرورش کی اور پھر تم دوسرے مراحل سے گزرتے ہوئے آخر کار سمندر میں آگرے۔ یاد ہے سب کچھ؟"

"ہاں یاد ہے۔"

"اور جانتے ہو یہ ان لحات کی باتیں ہیں جب تم کھوئی یادداشت ہیئت جیسے تھے۔"

ں کے عالم میں

میں سنسنی کے عالم میں یہ سب کچھ سن رہا تھا کوئن میکوویا کے لیےرے سامنے آکھڑا پیدا ہوگیا تھا۔

"اور یہ میں نے کیا ہے' کھوئی ہوئی یادداشت کا مریض،



لیکن کیا ہی دلچسپ تجربہ رہا۔ تمہیں اپنے دونوں پورشن یاد ہیں' سمجھ رہے ہو نا تم' یہ میری کاوشوں کا نتیجہ ہے' میں تمہیں زیادہ الجھاؤ کا شکار نہیں رکھوں گی' بس یوں سمجھ لو کہ میری اور تمہاری تقدیر کے تار ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ یہی نہیں بلکہ میں تو دعوے سے یہ بات کہوں گی کہ یہ سب کچھ ان آفاقی قوتوں کا کرشمہ ہے جو ہماری اور تمہاری ذہنی پہنچ سے بہت بلند ہیں۔ ہاں دانش منصور' قدرت نے مجھے سائنس کی ان قوتوں سے نوازا ہے جس کے لیے اس نے وعدہ کیا تھا کہ کائنات تمہارے لیے مسخر ہے محنت کرو جہاں تک جاسکتے ہو جاؤ اور حاصل کرلو' میں اس نظریے سے منکر نہیں ہوں' کچھ بھی تمہیں مانتی میں' کون سا مذہب ہے' کہاں پیدا ہوئی لیکن اس ذات ایزدی کی دل و جان سے قائل ہوں جس نے انسان کو قوتوں سے نوازا ہے بس یوں سمجھ لو کہ میرا بھی ایک مشن ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اس مشن پر کام کر رہی ہوں۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوگی بلیک چینل میں کوئن میکوویا کے بعد ایسی درجنوں کوئین میکوویا پیدا ہو جائیں گی جو میرا مشن سنبھالیں گی۔ تو میں تم سے کہہ رہی تھی کہ اس وقت میرا ایک بحری جہاز ایک مشن کو سرانجام دے کر واپس آرہا تھا اور اس میں ایسے لوگ سوار تھے جو دانش منصور سے واقفیت رکھتے تھے۔ دانش منصور کی زندگی کے تار اس ذات باری نے قائم رکھے اور ہمیں یہ اعزاز عطا کیا کہ ہم اسے دوبارہ قابل عمل بنائیں' سو یہی ہوا۔ ان لوگوں نے تمہیں سمندر سے نکال کر جہاز میں محفوظ کرلیا۔ مجھے اطلاع دی گئی اور میں وہاں پہنچ گئی کیونکہ میرا گمشدہ دوست مجھے دوبارہ مل گیا تھا۔"

پھر دانش منصور میں تمہیں بلیک چینل لے آئی۔ آہ تم نہیں جانتے' میں نے شاید دنیا کے ہر گوشے میں ہر خطے میں جہاں میری پہنچ ہوسکتی تھی' جہاں تمہارے ملنے کے امکانات تھے' تمہیں تلاش کیا اور اس وقت میری مایوسیاں آخری حد تک پہنچ گئیں جب چاروں طرف سے مجھے ناکامیوں کی اطلاع ملی۔ میں انتہائی غم واندوہ کے عالم میں سوچنے لگی کہ دانش منصور کہاں چلا گیا کہاں گم ہوگیا؟ اس نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ بعد کی باتیں بعد میں کروں گی دانش منصور' تمہیں وہ سب کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



بتادوں جو تمہاری حالیہ الجھن دور کردے۔ میں تمہیں بلیک چینل لے آئی‘ یہاں لانے کے بعد میں نے سب سے پہلے تمہارے دماغ کی طرف توجہ دی۔ میں نے تمہارا دماغ تمہارے سر سے نکال لیا اور اسے سات دن تک آبزرویشن میں رکھا۔ میں یہ جاننا چاہتی تھی کہ اس دماغ میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور جب میں اس دماغ کی چھان بین کر رہی تھی تو مجھے تمہارے ماضی کے وہ تمام واقعات معلوم ہوئے‘ پریشان نہ ہونا تم وہ اسکرین دیکھ چکے ہو‘ وہ تمہارے دماغ سے منسلک کردیا گیا ہے اور تم جو کچھ سوچو گے وہ اس پر تصویری شکل میں دیکھ سکتے ہو۔ تب مجھے تمہارے ماضی کی ایک ایک بات معلوم ہوگئی اور اس کے بعد میں نے تمہارے دماغ کے ان ٹوٹے ہوئے خلیوں کو جوڑنے کی کاوشیں شروع کردیں‘ جن کی وجہ سے تمہیں بہت سی باتیں یاد نہیں آسکی تھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں تمہارے دماغ کو پھر اسی کیفیت میں لانے میں کامیاب ہوگئی اور میں نے اسے ازسرنو صاف ستھرے دماغ میں تبدیل کردیا اور اس کے بعد آپریشن کے ذریعے اسے تمہارے سر کے خول میں رکھ دیا گیا۔ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد میں نے تمہاری فزیکل اصلاح شروع کی اور تمہارے بدن میں جو جو کمی واقع ہوگئی تھی اس کی تکمیل کردی‘ یہ ہے وہ سب کچھ جو میں نے ان دنوں یہاں رہ کر کیا اور آخرکار مجھے مسرت ہے کہ میں اپنے سب سے پیارے دوست اپنے سب سے قریبی ساتھی دانش منصور کو پھر وہی حیثیت دینے میں کامیاب ہوگئی جو اس کی اپنی اصل حیثیت تھی۔

میں سکتے کے سے عالم میں یہ سب کچھ سن رہا تھا۔

”اگر کوئن میکوویا کے بارے میں اب بھی کچھ شبہات ہیں تو براہ کرم انہیں دل سے نکال دو‘ میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ جتنی بیماریاں اس کائنات میں پیدا کی گئی ہیں ان سب کی دوائیں موجود ہیں اسے یوں سمجھ لو کہ انسان وہاں تک پہنچ سکے تو انہیں حاصل کرلے۔ جو کچھ مجھے حاصل تھا اس کے تحت میں نے تمہارے لیے کاوشیں کیں اور ان دنوں میں نے اپنے تمام کام معطل کردیے تھے اور اب میں تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے صحیح سالم بیٹھا ہوا دیکھ رہی ہوں۔“



میں نے ایک گہری سانس لی‘ اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئین میکوویا کا طلسمی وجود میرے لیے بڑی تقویت کا باعث تھا۔ وہ کسی بھی طرح میرے کسی اعتماد اور اعتقاد سے نہیں ٹکراتی تھی اور نہ ہی اس کے اور میرے درمیان کسی بھی قسم کا کوئی ذرہ برابر اختلاف موجود تھا۔ میرے لیے اس سے زیادہ مسرت کی بات اور کوئی نہیں ہوسکتی تھی کہ زندگی کے نہ جانے کون کون سے مرحلوں سے گزرنے کے بعد میں آخرکار ایک ایسی منزل پر پہنچ گیا جو میرے دل میں ضرور تھی‘ لیکن ان حالات میں جب میں مشکلات کا شکار تھا میری انا نے مجھے کوئین میکوویا کی طرف رجوع کرنے سے باز رکھا تھا میں بے کسی اور بے بسی کے عالم میں اس تک نہیں جانا چاہتا تھا۔ بہرحال اب جب کہ وقت مجھے اس تک لے آیا اور ایک عجیب و غریب کیفیت میں لے آیا تو میں وقت کی اس عنایت کو قبول کرنے سے گریز نہیں کرسکتا تھا‘ چنانچہ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

═══☆☆☆☆═══

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"ہیں' تم مسکرا رہے ہو جبکہ میرے دل میں اب تمہارے لیے شکوے پیدا ہو رہے ہیں' مجھے بتاؤ دانش منصور' کیا مشکل ترین حالات میں ہم دونوں نے ایک دوسرے کا ساتھ نہیں دیا ہے' کیا کوئین میکوویا اس قدر ناقابل اعتماد دوست تھی کہ مشکلات کا شکار ہونے کے بعد تم اس کی جانب رجوع نہیں ہوئے۔"

میں نے سرد نگاہوں سے کوئین میکوویا کو دیکھا اور کہا۔ "کوئین بے شک تم اس قدر قابل اعتماد دوست تھیں لیکن میں حالات سے شرمندہ ہو گیا تھا' کوئین میں جانتا ہوں کہ تمہیں تمام تفصیلات معلوم ہوں گی۔ میں اس وقت بھی اپنے وطن کو دوش نہیں دوں گا نہ ہی اہل وطن کو۔ یہ تو حالات کی تبدیلیاں ہوتی ہیں کچھ ایسے لوگ آ گئے ہیں جنہیں دانش منصور سے کوئی شکوہ ہو گا۔ انہوں نے دانش منصور کے ہر منصوبے کو فنا کر دیا' میں ان سے بالکل شکایت نہیں رکھتا' ہو سکتا ہے اس میں ان کی کوئی بہتری ہو۔ ہو سکتا ہے انہوں نے یہی مناسب سمجھا ہو۔ مجھے تو بس ایک دکھ تھا جو کچھ میں اہل وطن کے لیے کرنا چاہتا تھا اس کے راستے روک دیے گئے تھے اور بظاہر یہ راستے روکنے میں مجھے ان کا کوئی مفاد نظر نہیں آتا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کوئین میکوویا کہ اس میں ان کا کوئی قصور بھی نہیں ہو گا۔ یہ بات تم اچھی طرح جانتی ہو کہ کچھ ایسے ادارے جو ساری دنیا میں اپنی برتری اور اپنے اقتدار کے خواہاں ہیں اور تخریبی ذہن رکھتے ہیں' دانش منصور سے کس



قدر پرخاش رکھتے ہیں۔ بھکانے والے قوی ہوتے ہیں اور وہ بھک جاتے ہیں جو ذہنی طور پر ان سے کم تر پڑ جائیں۔ سو ایسا ہی ہوا اب کیا میں اپنے اہل وطن سے انتقام لینے پر تل جاتا جبکہ میں جانتا تھا کہ میری تباہی میں ان کا ہاتھ نہیں ہے بلکہ وہ طاقتور لوگ مصروف عمل ہیں جو مجھ سے پے در پے شکست کھا چکے ہیں اور ان کے دلوں میں میرے لیے نفرت کا سمندر کھول رہا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں نا کوئین میکوویا کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی راتیں۔ تو میں اس مقولے کا قائل ہوں کہ انہیں ایک موقع ملا اور انہوں نے مجھ پر فوقیت حاصل کر لی۔ ڈائمنڈ سٹی تباہ کر دیا گیا۔ میرے تمام ساتھیوں کو مار ڈالا گیا۔ میں سب سے زیادہ دکھی اس بات پر ہوں کہ میرے وہ قابل اعتماد دوست جنہوں نے ابتدا سے میرا ساتھ دیا تھا اور میری لیے وہ سب کچھ کیا تھا جو انسان کے بس میں ہو' وہ میری وجہ سے زندگی سے محروم ہو گئے۔ میں قدرت کے اس عمل کا بھی قائل ہوں کہ زندگی اور موت کے لمحات متعین ہوتے ہیں جیسے میں اس وقت زندہ اور بہتر حالت میں موجود ہوں اگر ان کی زندگی ہوتی تو قدرت انہیں بھی کہیں نہ کہیں سے کوئی موقع فراہم کر دیتی۔ نہیں تھی ان کی زندگی وہ اس دنیا سے چلے گئے' میں نے صبر کر لیا لیکن کوئین میکوویا میری غیرت' میرا ضمیر میرا احساس مجھے تمہاری طرف آنے سے روکتا رہا۔ بس یوں سمجھ لو کہ میں سپر مین نہیں ہوں اور انسانی فطرت کا شکار ہوں' بس وہ احساس شرمندگی تھا جس نے مجھے تمہاری طرف رجوع نہ ہونے دیا۔"

کوئین میکوویا مسکرانے لگی' پھر بولی۔ "میں جانتی ہوں یہ سب کچھ جانتی ہوں لیکن تمہارے منہ سے سننا چاہتی تھی۔ بہرحال جب تمہارا ذہن تمہارا دماغ میرے قبضے میں آیا تو میں نے تمہارے ماضی کی ساری کتاب کھول لی اور وہ سب کچھ جو عالم ہوش میں تم پر گزرا تھا میرے علم میں آ گیا۔"

"تب تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو چکا ہو گا کہ میرے ہم وطنوں نے رخسار کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑا۔"

"ہاں کیوں نہیں' مجھے وہ بھی علم ہے اور کرنل امیر شاہ کے بارے میں بھی مجھے علم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہے اور تمہاری ان تمام کاوشوں کے بارے میں بھی۔ سب معلوم ہے مجھے۔"

"تو کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ رخسار، کرنل امیر شاہ کے پاس ہے۔"

"کیوں نہیں۔"

"تو پھر مجھے کچھ اور باتیں بتاؤ۔"

"رخسار کے بارے میں.........؟"

"نہیں کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ ڈائمنڈ سٹی کی کیا کیفیت ہوئی؟"

"نہایت افسوسناک، برا کیا ہے ان لوگوں نے کاش وہ اتنا برا نہ کرتے، ایسی ایسی قیمتی مشینیں ایسے ایسے قیمتی آلات کوڑیوں کے مول اسکریپ میں دے دیے گئے، ڈائمنڈ سٹی کو ایک تباہ شدہ جزیرہ قرار دے دیا گیا اور اب وہاں صرف جگہ جگہ سوراخوں سے پانی ابلتا ہے اور کوئی ذی روح وہاں موجود نہیں ہے۔ گھٹیا قسم کے ٹھیکیداروں نے وہاں کی مشینیں لوہے کی قیمت پر خرید لیں اور انہیں اسکریپ کرکے نہ جانے کیا کیا بنا ڈالا۔ تمہاری کوٹھی سرکاری تحویل میں لے لی گئی ہے اور پتا نہیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔ تمہارے وہ عزیز و اقارب جن سے تمہیں دلچسپی تھی اپنے طور پر اس مکان میں رہ رہے ہیں جس میں تم چھوڑ کر آئے تھے لیکن وہ اب محفوظ ہیں۔ میں نے ان سے رجوع نہیں کیا کیونکہ وہ کوئین میکوویا سے واقف نہیں تھے۔"

میں خاموشی سے یہ سب کچھ سنتا رہا، کوئین میکوویا کی مافوق الفطرت شخصیت سے میں اچھی طرح واقف تھا۔ وہ جو کچھ کہہ رہی تھی عام حالات میں ناقابل یقین تھا۔ لیکن جو اسے جانتا ہے وہ اس بات کو سچ ماننے میں ذرا بھی گریز نہیں کرے گا کہ جو کچھ وہ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے، میرے دل میں ایک اور حیرت بھرا تصور ابھرا اور میں نے اس سے کہا۔

"کوئین، رخسار وہیں ہے؟"

"نہیں میرے دوست رخسار یہیں ہے۔"

"کیا.........؟" میں اچھل پڑا۔

"ہاں، جو چیز میرے محبوب کو محبوب ہے، وہ بھلا اس کی دسترس سے کیسے باہر رہ



سکتی ہے، میں تمہیں تلاش کر رہی تھی، نہ پاسکی اور جب میں نے تمہیں پایا تو میں نے تمہارے ذہن کا ایک ایک راز کھول لیا اور اس راز میں رخسار بھی شریک تھی۔ کرنل امیر شاہ کے ہاں سے رخسار کو حاصل کرنا میرے لیے مشکل کام نہیں تھا۔ سنو! میرے دوست، میرے سب سے عزیز دوست اگر محبت کا تعلق عورت اور مرد کے کچھ خصوصی جذبات سے ہوتا ہے تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرے دل میں تمہارے لیے کبھی وہ جذبہ نہیں ابھرا جسے دسترس یا حصول کا جذبہ کہا جاتا ہے۔ انسانی فطرت میں بھی ایسے لاتعداد عناصر پوشیدہ ہیں جنہیں وہ سمجھنے سے قاصر ہے، میں جو اپنے آپ کو اس ماحول کی ہر شے سے واقفیت کا رازدار سمجھتی یہ راز نہیں پاسکی کہ میرے دل میں تمہارے لیے محبت کا وہ کون سا جذبہ ہے جس کے تحت میں تمہارے لیے کام کرتی ہوں۔ اسے عشق بھی کہہ سکتے ہو، پیار بھی کہہ سکتے ہو اور جذبوں کا وہ سلسلہ بھی۔ جس میں ماں کی مامتا، بہن کا پیار، وہ سب کچھ ہے، میں تمہیں بے پناہ چاہتی ہوں لیکن تم یقین کرو تمہاری چاہتوں کو بھی چاہتی ہوں، رخسار تمہاری چاہت تھی، میرے دل میں اس کے لیے بھی وہی مقام ہے، ہاں مجھے افسوس کرنل امیر شاہ پر ہے جو اس بات پر سخت شرمندہ ہوگا کہ وہ ارشاد کی بیوی کی حفاظت نہیں کرسکا، میں اسے لے آئی چونکہ میں اسے کسی مشکل کا شکار نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔"

"رخسار کہاں ہے؟"

"نہیں ابھی نہیں.........ابھی تم میرے ہو، مجھے تم سے باتیں کرنی ہیں کم از کم اس حق کو مجھ سے نہ چھینو، رخسار تمہاری محبت ہے تمہاری ملکیت ہے اور اب جب تک میں تمہارے لیے کوئی فضا ہموار نہیں کرلوں گی رخسار کو یہاں سے نہیں جانے دوں گی۔ میں تمہیں وہ ماحول مہیا کرنے کا وعدہ کرتی ہوں جو تمہارا اپنا ماحول ہے اور میں نے اس کے انتظامات بھی کرلیے ہیں اور تم رخسار کے ساتھ وہی گھریلو زندگی گزارو گے جو تم گزارنا چاہتے تھے سمجھ رہے ہو نا لیکن ان حالات میں تم میرے ہو۔"

"ہاں کوئین میکوویا، میں خلوص دل سے ان لمحات میں خود کو تمہارے سپرد کرتا ہوں

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



اور رخسار سے طویل عرصے جدا رہنے کے باوجود اگر یہ تمہاری خواہش ہے کہ میں ابھی تمہارے ساتھ رہوں تو میں تمہاری اس خواہش کا دل و جان سے احترام کرتا ہوں۔"

"اور میں اس سلسلے میں کسی ایثار کا مظاہر نہیں کروں گی' سمجھ رہے ہو نا دانش منصور؟؟"

"اچھی طرح سمجھ رہا ہوں اور تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کے لیے کسی ایثار کا مظاہرہ نہ کرو۔" کوئین میکوویا نے خاموش ہو کر گردن جھکا لی تھی۔ چند لمحات وہ گردن جھکائے خاموشی سے کچھ سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"میں تم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اپنے کھوئے ہوئے منصب کے حصول کے لیے تم کیا کرو گے' یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تم سے فوراً ہی ان سوالات کا سلسلہ شروع کر دیا' تم اسے فوراً نہیں کہہ سکتے کیوں کہ مجھے جو کچھ تمہارے سلسلے میں کرنا تھا پورے اعتماد کے ساتھ کرتی رہی ہوں اور اب اس منزل میں ہوں کہ تم سے ہر وہ سوال کر سکوں جو میرے دل میں آئے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔"

"تو پھر مجھے بتاؤ کہ اس سلسلے میں تمہارے اپنے ذہن میں کیا؟؟"

"کوئین بات زبردستی حاصل کرنے کی نہیں ہے یہ سارا معاملہ تو محبتوں کے درمیان چل رہا ہے وہ مجھ سے تعاون کرتے تھے میں ان کے لیے مصروف عمل تھا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن سے مجھے سخت دلی شکایت ہے انہوں نے وہ نہ کیا جس کی میں توقع رکھتا تھا' لیکن بہرحال وہ میرے اپنے ہیں۔ میں ان سے کسی بھی طرح گریز نہیں کر سکتا' وقت مجھے پھر آواز دے گا۔ لیکن ابھی اس کے لیے فضا سازگار نہیں ہے۔ کوئین میکوویا میں انتظار کروں گا۔ جب وہاں میرے لیے افسوسناک بیانات کا آغاز ہو' وہاں کہا جائے کہ دانش منصور کو کھو کر انہوں نے اچھا نہیں کیا وہ لوگ سامنے آئیں جو ان جذبوں سے آشنا ہوں جن جذبوں میں وطن کی محبت اور دوستی چھپی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ میرے لیے دکھ کی قراردادیں منظور کریں گے تو میں ان کے درمیان اپنی زندگی کا اعلان کروں گا اور



اس کے بعد وہ لوگ خوشیاں منائیں گے۔ کوئین انسان کی ذات میں ایک ایسی چیز چھپی ہوتی ہے جس میں خودپرستی بھی شامل ہوتی ہے۔ میں انسان ہی تو ہوں۔ میں انتظار کروں گا کہ وہ مجھے پکاریں وہ مجھے آواز دیں۔ اس وقت زیادہ لطف آئے گا اور اگر ابھی میں وہاں پہنچنے کے بعد وہی سب کچھ شروع کر دیتا ہوں جو انہوں نے کیا ہے تو کوئین میکوویا مجھے اچھا نہیں لگے گا۔"

"میں سمجھ رہی ہوں دانش میں سمجھ رہی ہوں۔"

"اور اس دوران وہ مقاصد جو پس پشت چلے گئے تھے میں انھیں دوبارہ زندہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟؟"

"بلیک چینل وہ جگہ ہے جہاں مجھے ہمیشہ تحفظ ملا ہے یہاں تک کہ وہ تحفظ جو مجھے اس جگہ نہیں حاصل ہو سکا تھا جہاں میری نمود ہوئی' بلیک چینل کے مقاصد سے دور ہونے کے عوامل کیا تھے یہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ اس میں کوئی ایسا جذبہ نہیں تھا جس میں اکتاہٹ کا تصور ہو۔ میں ان تمام کاموں کا آغاز پھر سے کرنا چاہتا ہوں جو ذمہ داری بلیک چینل نے میرے سپرد کی تھی۔"

"یعنی؟" کوئین میکوویا نے مجھے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"وہ سارا کام جو شروع میں ہوتا رہا ہے یعنی ایسے لوگوں کے خلاف کام جو کسی بھی طرح دنیا کے ماحول کے لیے حالات کے لیے نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔"

"یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم بلیک چینل کے لیے اس تمام کام کا آغاز کرنا چاہتے ہو جو تم کرتے رہے ہو۔"

"ہاں۔"

"لیکن اس کے لیے میں بس ایک اعتراض کروں گی۔" کوئین میکوویا بولی۔

"کیا؟؟"

"رخسار سے مشورہ۔ اب وہ تمہاری زندگی کا ایک حصہ ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

دل میں تمہارے لیے کچھ اور ہو سکتا ہے وہ یہ چاہتی ہو کہ اب تم اس کے ساتھ زندگی کے بقیہ لمحات گزارو۔ خدا کی قسم دانش منصور اگر رخسار نے اس خواہش کا اظہار کیا تو مجھے اس پر ذرا برابر اعتراض نہیں ہوگا۔"

نیک فطرت عورت مجھے خود لے کر رخسار کے پاس نہیں گئی تھی تاکہ ممنونیت اور احسان مندی کے ان الفاظ سے دو چار ہو جو اس وقت ادا نہ کیے جانا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ ایک بہت ہی خوب صورت اور الگ تھلگ حسین قسم کے کاٹیج میں مجھے ایک شخص کے ذریعے پہنچایا گیا اور اس نے دروازے کی جانب اشارہ کر دیا میں نے دروازے کو دھکیلا تو ایک بوڑھی عورت میرے سامنے آگئی' جس نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ میرے وطن کی عورت تھی۔

"جی صاحب جی' کس سے ملنا ہے؟"

"تم کون ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"حسینہ ہے ہمارا نام۔"

"یہاں کب سے رہتی ہو؟"

"صاحب جی آپ ہم سے سوال کیوں کر رہے ہو آپ بتاؤ آپ کون ہو اور کس سے ملنا چاہتے ہو؟"

"رخسار ہیں؟"

"ہاں جی ہیں۔"

"انہی سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"نا جی نا۔ وہ بھلا کسی سے کیوں ملیں گی۔"

"کیوں؟"

"وہ کسی سے نہیں ملتیں جی۔"

"تم یہاں کب سے ہو؟"

"لو پھر وہی سوال؟"



"کون ہے حسینہ؟" اندر سے رخسار کی آواز آئی۔

"صاحب جی ہیں آپ سے ملنے کی بات کر رہے ہیں۔ آپ بھلا کسی سے کیوں ملیں گی بیگم جی۔" حسینہ بولی اور اندر خاموشی طاری ہوگئی پھر چند لمحات کے بعد رخسار دروازے پر نظر آئی اور مجھے دیکھ کر ساکت ہوگئی اس کے چہرے پر عجیب سے آثار پیدا ہوگئے تھے پھر وہ پاگلوں کی طرح میری جانب دوڑی اور حسینہ کی پروا کیے بغیر مجھ سے لپٹ گئی' میں بھی جذبات سے بے اختیار ہوگیا تھا' رخسار کا سر میرے سینے سے آلگا تھا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں حسینہ حیرت سے منہ پھاڑے مجھے دیکھ رہی تھی پھر وہ ایک دم سے ٹھٹھا مار کر ہنس پڑی۔

"لو جی مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ ہمارے صاحب جی ہیں ہم تو چلے۔" وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ایک جانب چلی گئی میں رخسار کو محبت سے گلے لگائے رہا تھا۔

بہت دیر تک خاموش جذبات کے طوفان جاری رہے پھر میں نے رخسار سے کہا۔

"کیسی ہو رخسار؟"

"خداوندا' نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا۔ بڑی منتیں مانی تھیں میں نے اس دن کے لیے۔"

"آؤ اندر چلیں۔" میں رخسار کو لے کر اندر آگیا۔ کوئن میکوویا نے بھلا میری محبت میں رخسار کے لیے حسین انتظامات کرنے میں کیا کسر چھوڑی ہوگی اس کا منہ بولتا ثبوت یہ سجا ہوا کمرہ تھا جسے رخسار خواب گاہ کے طور پر استعمال کرتی تھی رخسار کی آنکھوں کے آنسو نہیں رک رہے تھے بمشکل تمام میں اسے معتدل کر سکا۔

"کہاں چلے گئے تھے آپ' کیا ہوگیا تھا آپ کو؟"

"بس رخسار زندگی تو کہانیوں کا مجموعہ ہوتی ہے جو کچھ ہوا تھا وہ بھی ایک کہانی ہے ہم کہاں کہاں کہانیوں کے چکر میں الجھیں اب سب ٹھیک ہے میں تمہارے پاس ہوں۔"

"کوئن میکوویا؟"

"ہاں کوئن میکوویا ہی مجھے یہاں لائی ہے۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"کیا یہ واقعی انسان ہے؟"

"ہاں انسان ہی ہے بلکہ صحیح معنوں میں انسان ہے۔"

"اتنے احسانات کیے ہیں اس نے ہم پر کہ ہم اس کے احسانات کا صلہ نہیں چکا سکتے؟"

"ہاں رخسار واقعی اس میں کوئی شک نہیں ہے، تمہیں کس انداز میں لایا گیا؟" میں نے سوال کیا۔

"بس ایک رات سوئی تھی پھر جاگی تو یہاں تھی۔ میں نہیں جانتی ان بیچاروں کا کیا حال ہوا؟"

"یہاں آنے کے بعد تمہاری کیا کیفیت ہوئی؟"

"صبح کو جب نیند سے جاگی تو کوئن میکوویا میرے سامنے تھی۔ میں اسے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ ایک بار پھر اس نے ہماری مشکل حل کی تھی۔ بہرحال اس نے مجھے بتایا کہ جو کچھ ہم لوگوں پر گزری ہے اسے اس کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم ہیں اور اب مجھے فکر نہیں کرنی چاہیے، حالات کا یہی تقاضا تھا کہ وہ مجھے یہاں سے لے آئے اور اس نے ایسا ہی کیا، دانش بڑی عظیم عورت ہے وہ، اس نے یہاں میری آسائشوں کے لیے کیا کچھ نہیں کیا اور اس کے علاوہ مجھے مکمل دلاسے دیتی رہی پھر اس نے صرف میرے لیے ہمارے وطن سے کچھ ایسے لوگوں کو حاصل کیا جو میرے پاس ملازمت کرسکتے تھے۔ ان میں حسینہ ہے، اس کے اہل خاندان ہیں، یہ سب میری بڑی دلجوئی کرتے ہیں، حسینہ کا کہنا ہے کہ ایک بابو صاحب نے اسے ملک سے باہر لے جانے کے لیے اچھی تنخواہ کی پیشکش کی تھی اور کہا تھا کہ اسے اس کے پورے خاندان کے ساتھ باہر لے جایا جائے گا، اسے ایک گھرانے کی خدمت کرنا ہوگی، حسینہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ کسی باہر کے ملک میں ہے، باہر کے اس ملک کو وہ ولایت کہتی ہے اور یہاں بہت خوش ہے۔"

"کون کون ہے اس کے ساتھ؟"

"اس کے دو بیٹے ہیں، دو بیٹوں کی بیویاں ہیں، ان بیویوں کے بچے ہیں۔"



"کہاں رہتے ہیں وہ سب۔ یہاں تو بڑی خاموشی ہے۔"

"اس مکان کے عقب میں ان کی رہائش گاہ ہے، وہ صبح کو میرے پاس آجاتے ہیں، دن بھر میرے ساتھ رہتے ہیں، الگ الگ ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور اس کے بعد رات کو اپنے گھر چلے جاتے ہیں، صرف حسینہ رات کو میرے پاس آجاتی ہے اور وہ میرے ساتھ ہی سوتی ہے۔"

میں صحیح معنوں میں کوئن میکوویا کے لیے دل میں ممنونیت کے سخت جذبات محسوس کر رہا تھا کمال کی عورت تھی وہ۔ بہرحال رخسار کے ساتھ یہ لمحات گزرتے رہے، میں نے رخسار کو تمام تفصیلات نہیں بتائی تھیں، شاید وہ ذہنی طور پر ان تفصیلات کو برداشت کرنے کی اہلیت نہ رکھتی ہو، ہاں آہستہ آہستہ میں اسے سب کچھ بتادوں گا۔ میں نے دل میں سوچا تھا اور یہی ضروری بھی تھا۔ بہرحال تقریباً چھ یا سات دن ہم لوگوں نے بڑے پر سکون گزارے، اس دوران میں نے کوئن میکوویا سے ملاقات کی کوشش بھی کی لیکن اس کے بارے میں علم ہوا کہ وہ موجود نہیں ہے اور کسی خاص مشن پر گئی ہوئی ہے۔

پھر ایک دن میں نے رخسار کو کوئن میکوویا سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتایا اور آہستہ آہستہ اسے وہ تمام تفصیلات بھی بتا دی تھیں جو مجھ پر گزری تھیں۔ رخسار ششدر رہ گئی پھر اس نے دکھ بھری آواز میں کہا۔

"کوئن میکوویا ہو یا کوئی اور میں تو صرف ایک بات جانتی ہوں کہ قدرت نے تمہیں میرے لیے زندہ رکھا ہے اور یہ سب کچھ، یہ سب کچھ کسی کا کام نہیں ہے۔"

"یہ تو ہمارا ایمان ہے رخسار، ظاہر ہے انسان کی کیا مجال جو وہ یہ سب کچھ کرسکے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"دانش۔" رخسار نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور میں اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں بولو۔"

"مجھ سے یہ سوال کر رہے ہو؟"

"کیوں؟"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



”میں یہ دعویٰ رکھتی ہوں کہ دانش منصور کو شاید مجھ سے زیادہ کوئی نہ جانتا ہو۔“

”تمہارا یہ دعویٰ حق بجانب ہے۔“ میں نے تسلیم کیا۔

”اور شاید میں دانش منصور کے دل کی گہرائیوں میں جھانک سکتی ہوں‘ میں سمجھتی ہوں کہ دانش منصور وہ شعلہ ہے جو بجھنے کے لیے نہیں ہوتا‘ دانش منصور کے دل میں‘ اس کی فطرت میں جو کچھ شامل ہے اگر اس سے وہ چھین لیا جائے تو وہ جینے میں مشکل محسوس کرے گا کاش میں یہ مشورہ بھی دے سکتی کہ تمہیں کیا کرنا چاہیے لیکن اتنا میں کہہ سکتی ہوں کہ تم وہ آتش ہو جو اگر سرد ہو جائے تو کچھ بھی نہ رہے تم مجھ سے یہ سوال کیوں کر رہے ہو دانش‘ کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تو ہر مسئلے میں اپنے آپ کو محدود کرلیا تھا سوائے ایک مسئلے کے۔“

”وہ کیا؟“

”وہ یہ کہ میں جب تک زندہ ہوں‘ میرے وجود میں کوئی تحریک ہے تو میں دانش کی زندگی کی دعائیں کرتی رہوں‘ میں نے زندگی کا یہ حق اپنے لیے محفوظ رکھا ہے۔“

رخسار درحقیقت وہی تھی جو میں چاہتا تھا اور اگر وہ میری زندگی میں شامل نہ ہوتی تو یقینی طور پر میں ادھورا رہتا۔ میں نے کہا۔

”ہاں رخسار‘ واقعی یہ حقیقت ہے کہ اگر میں قائم ہو گیا تو موت کی وادیوں میں چلا جاؤں گا‘ تحریک میری زندگی ہے اور میں اس زندگی سے الگ نہیں رہنا چاہتا۔“

”بتاؤ کیا کرو گے؟“

”کوئن میکوویا کے پاس بے شمار مشن ہیں‘ وہ اپنے طور پر انسانیت کی فلاح کے لیے ایسے کام کرتی رہنا چاہتی ہے جن کا تعلق دنیا کے کسی بھی خطے میں انسانوں کی بھلائی کے لیے ہو‘ پہلے بھی اس نے یہ مشن مجھے سونپے تھے لیکن درمیان میں سلسلہ کچھ منقطع ہو گیا تھا‘ میں چاہتا ہوں کہ اب بھی وہی سب کچھ شروع کر دیا جائے۔“

”نہایت مناسب بات ہے‘ دیکھو دانش! ہم اپنے وطن کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے اس کی بہتری کے لیے ہمیں جب بھی کوئی موقع ملا ہم خلوص دل سے کام کریں گے لیکن



اگر صحیح معنوں میں غور کیا جائے تو بلیک چینل بھی ہمارے لیے وطن ہی جیسا ہے‘ وہاں تھوڑے سے محدود تھے ہم‘ یہاں ہمارا دائرہ بے حد وسیع ہے تو ہم اپنے اس سائبان کے لیے بھی کیوں نہ سرگرداں رہیں۔“

”بالکل رخسار یہی میرا بھی مقصد ہے۔“

”میری طرف سے تمہیں اجازت ہے میں ہر طرح سے خوش ہوں اور جب تم کام کر کے واپس آیا کرو گے تو میں پرمسرت انداز میں تمہارا استقبال کیا کروں گی۔“ مجھے ہنسی آ گئی تو رخسار میری صورت دیکھنے لگی پھر مسکرا کر بولی۔

”کیوں ہنسے کیوں‘ کیا میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہے؟“

”نہیں‘ اپنی اور تمہاری کیفیت پر غور کر رہا ہوں بڑے دلچسپ الفاظ ہیں تمہارے‘ عام طور سے ہمارے ہاں ایک تصور ہے بیوی اور شوہر کے مسئلے میں کہ شوہر جب ڈیوٹی سے واپس آتا ہے تو بیوی اس کے استقبال کی تیاریاں کرتی ہے‘ بلکہ محبت کرنے والے جوڑے فلموں میں اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں اور محبوب صاحب کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ جب وہ دفتر سے واپس لوٹیں تو بیوی میک اپ کیے ہوئے انھیں ان کی منتظر ملے کیسا انوکھا فرق ہے ہمارے اور تمہارے رشتے میں‘ تم بھی الفاظ وہی کہہ رہی ہو لیکن بس نوعیت ذرا سنگین ہے۔“

رخسار بھی ہنس پڑی۔ خیر رخسار سے میں پہلے بھی مطمئن تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ میرے راستوں میں کبھی مزاحم نہ ہوگی بلکہ اس کا تو بس نہیں چلتا تھا ورنہ وہ خود بھی میری مہمات میں حصہ لینے لگتی‘ اب اس حد تک تو خیر میں کسی قیمت پر نہیں جا سکتا تھا کہ رخسار کو ایسے معاملات میں شریک کروں۔ بہرحال پھر کوئن میکوویا سے رخسار کی ملاقات ہوئی اور میکوویا نے بڑے کھرے انداز میں اس سے یہ سوال کیا کہ کیا وہ میری ان مصروفیات کو پسند کرے گی۔ تو رخسار نے بہت نفیس جواب دیا اس نے کہا۔

”جہاں سے میری محبتوں کا آغاز ہوا ہے‘ میں انھیں اسی معیار پر قائم رکھنا چاہتی ہوں اگر میری اپنی کوئی خواہش یا میرے راستے کی رکاوٹ اس شخصیت کو تبدیل کر دے

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



جس سے میں نے محبت کی تھی تو میں ان خود غرض عورتوں سے مختلف نہیں ہوں گی جو صرف اپنی ذات کی تسکین کے لیے محبت کرتی ہیں۔" کوئن میکوویا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مجھے تم لوگوں کے بارے میں پورا پورا اندازہ ہے۔" پھر مزید کچھ دن رخسار کی معیت میں گزارنے کے بعد میں نے خود ہی کوئن میکوویا سے فرمائش کہ اب کام کا آغاز ہو جانا چاہیے میں معطل رہ کر اپنے آپ کو زنگ نہیں لگانا چاہتا۔ تو کوئن میکوویا نے مجھے اپنی ایک مخصوص رہائش گاہ میں طلب کر لیا جہاں چاروں طرف کمپیوٹر لگے ہوئے تھے اور ایک ایسا نظام قائم کیا گیا تھا جسے دیکھ کر ہی یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ کوئی بہت عظیم الشان جگہ ہے، کوئن میکوویا بالکل سنجیدہ ہو گئی، اس نے اپنی جگہ سنبھالی اور مجھے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

"اب میں تمہیں کچھ مختصر سے حالات سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں مثلاً یہ کہ تمہیں یاد ہو گا پچھلی بار جب میں نے تمہارے ساتھ ایک مشترکہ مہم میں حصہ لیا تو ہمیں بلیک چینل کو منظر عام پر لانا پڑا تھا اور اگر تم میرے ساتھ ہی ہوتے تو یقیناً اس بارے میں ضرور غور کرتے کہ بلیک چینل کے منظر عام پر آنے کے بعد دنیا پر اس کا کیا رد عمل ہو سکتا ہے خصوصاً ان حالات میں جب ہم نے ایک مشکل مرحلے سے نجات حاصل کی تھی۔"

"یقیناً کوئن۔"

"میں پہلے سے اس کے لیے تیار تھی اور میں جانتی تھی کہ اب اس سلسلے میں کیا ہو گا، کچھ وقت تو انتظار کیا گیا اور اس کے بعد ہر ذریعہ ابلاغ سے بلیک چینل سے رابطے کی کوشش کی گئی۔ ریڈیو سے بلیک چینل کے لیے پیغامات نشر ہوئے، وہ چاہتے تھے کہ اس پاور فل تنظیم کے ان لوگوں سے ملاقات ہو اور وہ اپنے مقاصد کا اظہار کرے اور بتائے کہ اس کی سائنسی قوتیں کیا ہیں۔ وہ کونسے پلیٹ فارم سے کام کر رہی ہے پھر جب میری جانب سے انھیں کوئی جواب نہیں ملا تو باقاعدہ خفیہ اجلاس ہوئے اور ان میں یہ غور کیا گیا کہ اگر بلیک چینل ایسی پاور فل پوزیشن میں ہے تو کیا وہ کبھی کسی ملک کے لیے خطرہ نہیں



بن سکتا، ایسی صورت میں اس سے نمٹنے کے کیا انتظامات ہوں گے، یہ تمام تفصیلات خفیہ رکھی گئیں اور اس کے بعد ایک تنظیم بنائی گئی جو بی سی کے نام سے منسوب ہوئی ہے، بی سی میں تیرہ ملکوں کے ممبر شامل ہیں اور ان کا کام ابھی صرف یہ ہے کہ بلیک چینل کو منظر عام پر لائیں اور اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرے۔ لاتعداد ذہین لوگ اس چکر میں سرگرداں ہیں اور میں یہ چاہتی ہوں کہ ہم کبھی منظر عام پر نہ آئیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ لوگ مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائیں گے لیکن پھر وہی ہو گا جو لاتعداد ایسے اداروں کا ہوا ہے جو دنیا کی فلاح و بہبود کے لیے بنائے گئے لیکن پھر کسی بڑے ملک کے زیر نگیں آ گئے اور ان کی تمام افادیت ختم ہو گئی وہ بڑا ملک انھیں اپنے اشاروں پر نچانے لگا، بلیک چینل میں تو خیر کوئی ایسا تصور بھی نہیں ہے لیکن ہمیں اپنے تحفظ کے لیے کچھ اور انتظامات کرنے پڑے ہیں اور میں ان انتظامات سے غیر مطمئن نہیں ہوں، ابھی طویل عرصے تک وہ لوگ بلیک چینل کی کھوج نہیں لگا سکیں گے، البتہ میں نے ذرا محتاط رویہ اختیار کیا ہے، یعنی یہ کہ جو کچھ کیا جائے اس طرح کیا جائے کہ کسی کو اس وقت تک نہ پتا چل سکے جب تک کہ بلیک چینل اپنا کام اطمینان بخش طریقے سے سرانجام دے کر اپنے ممبرز کی واپسی مکمل نہ کر لے سمجھ رہے ہو نا میری بات؟"

"ہاں۔"

"اور اب میں تمہیں ان تمام ممالک کے بارے میں تفصیلات بتاتی ہوں جو بی سی کے ممبر ہیں۔" پھر کمپیوٹر پر وہ تمام تفصیلات میرے سامنے لائی جانے لگیں۔ میں پوری توجہ کے ساتھ ان تفصیلات کو ذہن نشین کر رہا تھا۔ بہرحال مجھے اب اس سلسلے میں مخلصانہ طور پر اپنی کارروائیوں کا آغاز کرنا تھا۔ گو اب وہ تصور ذہن سے ختم ہو گیا تھا کہ میری ان کاوشوں کے صلے میں کوئن میکوویا مجھے میرے وطن کے لیے معاوضے کے طور پر وہ ٹیکنالوجی فراہم کرے گی جو میرے وطن کی بہتری کے لیے کارآمد ہو، یہ تصور عارضی طور پر ختم ہو گیا تھا لیکن میری ان کاوشوں کے پس پردہ البتہ یہ خواہش موجود تھی کہ جب بھی کبھی مجھے اپنے اس مسئلے میں کام کرنے کا موقع ملے میں کوئن میکوویا سے فرمائش کروں

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کہ اب از سرنو وہ میرے وطن کے لیے ان کاوشوں کا دوبارہ آغاز کرے جو بحالت مجبوری ختم کر دی گئی تھیں۔ غرض یہ تمام تفصیلات ذہن نشین کرنے کے بعد خاموشی چھاگئی اور میں نے کچھ توقف کے بعد کوئن میکوویا سے کہا۔

"تو پھر میرے لیے اس وقت کونسی مہم منتخب کی گئی ہے اور مجھے کیا کرنا ہے؟" کوئن میکوویا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"مزید ایک ہفتہ انتظار کرو اور رخسار کو ذہنی طور پر اتنا مطمئن کردو کہ وہ ایک طویل وقت کے لیے تم سے جدائی پر آمادہ ہو جائے۔"

"نہیں میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں ہے، ہم لوگ ذہنی طور پر بالکل مطمئن ہیں۔" میں نے کہا اور وہ ہنسنے لگی پھر بولی۔

"اس کے باوجود میں یہ چاہتی ہوں کہ ایک ہفتہ مجھے ایسے کسی پروگرام کے انتخاب کے لیے دیا جائے جس میں تمہاری ضرورت پیش آئے۔"

"اوکے، اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور اس کے بعد میں کوئن میکوویا کے پاس سے اٹھ گیا۔ رخسار بالکل مطمئن تھی۔ بڑی صابر لڑکی تھی اگر اس کے ماضی پر نگاہ ڈالی جائے تو ایک ایسی خاموش جدوجہد کا سراغ ملتا تھا کہ انسان دنگ رہ جائے لیکن اصل بات یہ تھی کہ منزل پانے کے بعد بھی وہ سکون کا سمندر تھی۔ میں نے اسے کوئن میکوویا سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتایا تو وہ مسکرا کر بولی۔

"مبارک ہو۔"

"ہاں رخسار۔ میں اس کائنات میں کچھ کرنے کے لیے ہوں اور تحریک ہی میری زندگی ہے۔"

بلیک چینل میں زندگی محدود نہیں تھی۔ یہاں موجود انسانوں کے لیے وہ سب کچھ مہیا کردیا گیا تھا جس سے خوشی ہو۔ پکنک پوائنٹ، سیرگاہیں، جدید ترین سائنسی شعبدہ گاہیں اور میں نے رخسار کو سیر کرانی شروع کر دی۔

"یہ جگہ کون سے خطہ زمین پر ہے۔"



"ایسی جگہ ہے کہ ابھی تک خلائی مصنوعی سیاروں نے بھی اس کا سراغ نہیں لگایا۔"

"کہیں یہ کوئی سیارہ ہی تو نہیں ہے؟"

"نہیں۔"

"کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"اس لیے کہ کوئن میکوویا نے اس کی نفی کی ہے اور وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولتی۔"

"کبھی ہوش کے عالم میں یہاں آئے ہو؟"

"ہاں۔"

"کوئی اندازہ لگایا؟"

"یقین کرو نہیں۔"

"جان بوجھ کر؟"

"نہیں اندازہ لگا نہیں سکا۔"

"کوئن میکوویا نے اسے خوابوں کی جنت بنا دیا ہے۔ لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن ایک بات بتاؤ۔ وہ اپنی تمام تر سائنسی قوتوں کے باوجود ہے تو انسان، ایک خاکی انسان، اس کے ختم ہونے کے بعد کیا ہوگا؟"

"اس نے ہزاروں سال کے لیے انتظام کر دیا ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"میں تمہیں وہ جگہ بھی دکھاؤں گا۔ تم ششدر رہ جاؤ گی اس نے اپنے ہم پلہ بے شمار افراد کو تیار کیا ہے جو اس کے بعد اس کی جگہ لیں گے۔"

"اوہ۔ اس نے خیال رکھا ہے؟"

"سو فیصد۔"

"تم نے ایک بات محسوس کی فیصل؟"

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"کیا؟"

"ابھی تک......... اتنی سیر کی ہے میں نے تمہارے ساتھ۔ پکنک پوائنٹ اور سیر گاہوں کے علاوہ تماشا گاہیں بھی دیکھیں ہیں لیکن کہیں مجھے ذہنی آلودگی نہیں نظر آئی' نہ عریاں رقص ہیں نہ فحش تفریح گاہیں ایک معیار ہے یہاں شرافت کا۔"

"تم نے محسوس کیا ہے رخسار؟"

"اچھی طرح۔"

"یہ کوئن میکوویا کے کردار کی جھلک ہے۔ تمہیں تعجب ہوگا اس کے افکار' اس کے الفاظ بہت پاکیزہ ہیں۔ وہ ذہنی طور پر بالکل معتدل عورت ہے۔"

"اور جب وہ لوگوں کے درمیان ہوتی ہے تو اس کا اصل وجود کہیں اور ہوتا ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم؟"

"پہلے تم نے بتایا تھا۔ بعد میں' میں نے خود دیکھا۔ کیا وہ غیر انسانی وجود نہیں لگتا۔"

"لیکن وہ انسان ہے۔"

"یہ تو مجھے معلوم ہے۔ اچھا یہ بتاؤ تم نے اسے کبھی اصل حالت میں دیکھا میرا مطلب ہے اس کے اصل بدن کو؟"

"شاید کبھی نہیں۔"

"کیسی عجیب بات ہے۔" رخسار نے حیرت سے کہا۔ "زندگی کے یہ سات سنہرے دن پر لگا کر اڑ گئے۔ میں تو دنوں کا حساب بھی نہ رکھ سکی تھی۔

کوئن کے بلاوے پر خیال آیا اور میں نے رخسار سے کہا۔

"تو تمہاری طرف سے اجازت ہے۔ کوئن اب کوئی مشن میرے سپرد کرنا چاہتی ہے؟"

"روانگی سے پہلے مجھ سے نہیں ملو گے؟"

"نہیں۔"



"کیوں؟"

"تاکہ کوئن یہ نہ محسوس کر سکے کہ تمہاری موجودگی نے میرے اندر تساہل پیدا کیا ہے۔"

"تب خدا حافظ۔" رخسار نے کہا اور میں بالکل مطمئن ہو کر کوئن کے ٹھکانے پر چل پڑا۔ کوئن میکوویا نے اپنے مخصوص آپریشن ہال میں میرا استقبال کیا اور مجھے لے کر ایک گوشے کی طرف بڑھ گئی۔

ندیم

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



کچھ دیر کے سناٹے کے بعد کوئین نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس اسکرین کو دیکھو۔" یہ کہہ کر اس نے ایک بٹن دبا دیا اور اسکرین پر نقطے ابھرنے لگے پھر ایک نقشہ نظر آیا۔ جو آہستہ آہستہ بدلتا رہا۔ میں بھی دلچسپی سے یہ نقشہ دیکھ رہا تھا۔ چونکہ اس پر شہروں اور علاقوں کے نام بھی لکھے نظر آرہے تھے اس لیے میں اسے بخوبی سمجھ رہا تھا پھر اسکرین سادہ ہوگیا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم نے پچویشن سمجھ لی ہوگی؟" میکوویا کی آواز ابھری۔

"ہاں۔ جس علاقے کی نشاندہی کی گئی ہے اسے میں نے سمجھ لیا ہے۔"

"ان کی موجودہ کیفیت تمہارے علم میں ضرور ہوگی۔ مزید میں بتاتی ہوں۔ کائنات کی تاریخ میں اس صدی کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس میں بہت سے محیرالعقول واقعات ہوئے ہیں۔ انہی میں ایک ناقابل یقین واقعہ اس بڑی طاقت کا خاتمہ ہے جو دنیا کی دوسری بڑی طاقت تھی۔ کیا ہوا' کیسے ہوا یہ ایک الگ بات ہے لیکن ذرائع ابلاغ نے کسی خاص ہدایت کے تحت اس سلسلے میں بڑی پراسرار خاموشی اختیار کی اور اس عظیم واقعہ سے پیدا ہونے والے اثرات کے سلسلے میں کوئی خاص بحث نہ کی گئی لیکن سمجھنے والے اس کی وجہ جانتے ہیں اور یہ نہایت پراسرار وجہ ہے۔ خیر۔ ہم اس بحث سے بھی گریز کرتے ہیں اور اصل مقصد پر آتے ہیں۔ سائنسی طور پر کہیں آگے ہونے والا یہ ملک



مختلف ٹکڑوں میں بٹ گیا اور وہاں بہت سی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ انھیں اپنے امور' اپنے مسائل کے لیے دست و گریباں تو ہونا ہی تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جہاں جہاں جو کچھ تھا۔ وہیں کی ملکیت بن گیا لیکن جو کچھ تھا اسے سنبھالنے والے نہ رہے اور اس طرح صورت حال بہت خوفناک ہوگئی۔ عالیشان دماغ عصبیت میں گرفتار ہوگئے۔ میں نے اس صورت حال کو محسوس کیا اور خاص طور سے اس خیال کے تحت ادھر توجہ دی کہ کوئی غفلت بنی نوع انسان کے لیے کسی عظیم حادثے کا سبب نہ بن جائے۔ چنانچہ مختلف ذرائع سے کام لے کر میں نے وہاں الگ الگ علاقوں میں اپنے پینل بنائے۔ اب دیکھو۔ یہ میری کرائن ہے۔"

اسکرین پھر روشن ہوگیا لیکن اس بار اس پر زندگی متحرک نظر آرہی تھی۔ برفانی میدان' آبادیاں انسان اور ان کی مصروفیات۔" چند لمحات خاموشی کے بعد میکوویا نے کہا۔

"یہ ہے میری کرائن تم نے اس کا تھوڑا سا جائزہ لیا۔"

"ہاں۔"

"ہمارا پوائنٹ یہی ہے۔"

"ٹھیک۔ یہ فلم ہے؟"

"نہیں۔" میکوویا نے جواب دیا اور میں اچھل پڑا۔

"کیا مطلب؟"

"جو کچھ تم نے دیکھا وہ اسی لمحے کا عمل تھا۔"

"یعنی............ یعنی۔"

"ہاں۔ میں نے بہت بلندی سے اسے فوکس کیا ہے۔ لانگ لیس لینز اسے براہ راست پیش کر رہے تھے۔"

"ویری گڈ۔" میں نے حیرت کی گہری سانس لے کر کہا۔

"اب آگے بڑھو۔ میری کرائن لیس لینڈ سے نبرد آزما ہے اور دونوں کے درمیان طویل عرصے سے جنگ جاری ہے۔ کچھ طاقتیں میری کرائن کو لیس لینڈ کے زیر نگاہ دیکھنا

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

چاہتی ہیں۔ مقاصد نامعلوم ہیں لیکن کوششوں سے اندازہ ہوتا ہے۔"

"جی۔ میں سمجھ رہا ہوں۔"

"میری کرائن' لیس لینڈ کو عفریتی قوتوں سے ملنے والی امداد کے باوجود لیس لینڈ کو ناکوں چنے چبوائے ہوئے ہیں اور لیس لینڈ کے اتحادی سخت مشکل میں گرفتار ہیں اور اب کسی خاص حکمت عملی کی وجہ سے جنگ کی رفتار بے حد سست کر دی گئی ہے۔ نہ صرف سست کر دی گئی ہے بلکہ لیس لینڈ کی فوجیں کئی مقامات پر پسپا ہو کر پیچھے ہٹ گئی ہیں اور میری کرائن کی فوجوں نے ان علاقوں پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے۔ جو ان سے چھن گئے تھے۔ یہ ایک مختصر تفصیل تھی اب دوسرے موضوع کو شروع کیا جائے۔ کیا تمہیں ان واقعات سے کچھ دلچسپی محسوس ہو رہی ہے؟"

"ہاں یہ پراسرار ہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"اور کچھ وقت کے بعد مزید پراسرار ہو جائیں گے۔ میری کرائن میں ایک قدیم سائنس دان مونٹی زوف کے نام سے جانا جاتا تھا۔ مونٹی زوف کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اسے کبھی کسی نے نہیں دیکھا یا بہ الفاظ دیگر اسے دنیا سے دور کر دیا گیا تھا اور اس سے سائنسی کام کرائے جارہے تھے یقیناً اس نے بھی دنیا نہیں دیکھی ہوگی۔ وہ زندہ ہے اور میری کرائن میں ہے۔ جو کچھ وہ کر رہا تھا وہ خوفناک بھی تھا اور پراسرار بھی لیکن اب اس کا کیا ہوا' لاوارث ہے اور کوئی اس کا پرسان حال نہیں۔ یہ ہے تمام صورت حال۔" کوئن خاموش ہوگئی۔

"کیا مونٹی زوف نے کسی سے رابطہ کیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔"

"پھر اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟"

"میری کرائن کے چینل نے بتایا ہے۔"

"یہ پتا چل سکا کہ وہ کیا کر رہا تھا؟"

"ہاں۔ وہ مہلک جراثیمی ہتھیار بنانے کا ماہر تسلیم کیا جاتا ہے اور زیر زمین تجربہ گاہ



میں وہ برسوں سے یہی کام کر رہا تھا۔"

"گڈ لارڈ!" میں نے آہستہ سے کہا۔

"اب وہ بات سنو جو اصل میں میں تم سے کہنا چاہتی ہوں۔" کوئن نے کہا اور ہنس پڑی پھر بولی۔ "میں کتنی اصل باتیں تم سے کر چکی ہوں مگر کیا کروں ان واقعات میں کچھ ایسا ہی الٹ پھیر ہے کہ میں خود چکرا کر رہ گئی ہوں۔"

"جی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ لوگ خفیہ طور پر میری کرائن میں داخل ہوئے ہیں یا داخل ہونے والے ہیں۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور ایک مخصوص جگہ سے بھیجے گئے ہیں۔ ایک انتہائی خوفناک سازش کے تحت۔ سازش یہ ہے کہ وہ تجربہ گاہ تباہ کر دی جائے جہاں مونٹی زوف کام کر رہا ہے۔"

"او مائی گاڈ۔" میں نے خوف سے کہا۔

"اس سے وہ دو فائدے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ اس میں لیس لینڈ کا مفاد ہے۔ اس کے بعد اسے آسانی سے میری کرائن پر تسلط حاصل ہو جائے گا' دوسرا فائدہ یہ ہے کہ وہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا جس سے بہت سوں کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ نہ جانے کب میری کرائن کے کسی ملک سے تعلقات ہو جائیں اور وہ اس فارمولے یا ہتھیاروں کو میری کرائن سے حاصل کرلے۔"

"لیکن کوئن۔ اس تجربہ گاہ کی تباہی سے جو تباہی پھیلے گی۔ کم از کم بیس لاکھ انسانوں کی زندگی خطرے میں ہے۔"

"یقیناً۔ میری کرائن ختم ہو جائے گا۔"

"اسی لیے لیس لینڈ نے جنگ کی رفتار سست کر کے اپنی فوجیں پیچھے ہٹالی ہیں۔"

"خدا کی پناہ۔"

"ہاں۔ اس دور کے وحشی انسان سے خدا کی پناہ۔" کوئن میکوویا نے کہا۔

"آپ نے میری کرائن میں کسی چینل کا تذکرہ کیا ہے؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



"پانچ افراد وہاں میرے مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔"

"یہ انہی کی رپورٹ ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا مونٹی زوف کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے میری کرائن کے آزاد ہونے کے بعد مونٹی زوف کے بارے میں کچھ اعلانات ہوئے ہیں۔" کوئن میکوویا سوچ میں ڈوب گئی۔ چند لمحات خاموش رہی اور اس کے بعد اس نے کہا۔

"نہیں بعد میں اس کا کوئی پتا نہیں چل سکا' میں نہیں کہہ سکتی کہ حکومت میری کرائن نے مونٹی زوف کے سلسلے میں کیا کچھ کیا ہے' اصل میں تم خود غور کرو یہ نو آزاد ریاستیں ابھی اپنے چھوٹے موٹے مسائل ہی قابو میں نہیں کر سکی ہیں ان کے ہاں خوراک کا مسئلہ ہے' اقتصادیات کا معاملہ ہے' تمہیں علم ہے کہ یہ دنیا سے کٹے ہوئے لوگ تھے انھوں نے اپنے اور دنیا کے درمیان ایک آہنی پردہ رکھا تھا اس پردے کے عقب میں کیا ہے یہ صرف روایتیں تھیں وہ اپنے بارے میں کہیں سے بھی معلومات حاصل نہیں ہونے دیتے تھے ان کی اقتصادیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اب جو وہاں کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندرونی طور پر وہ کس کیفیت میں مبتلا تھے' ایسے حالات میں میری کرائن کی حکومت بھلا اس قسم کے معاملات پر کیا توجہ دے سکتی تھی' یہ صرف میری قیاس آرائی ہے یا یوں سمجھ لو کہ حالات کا تجزیہ' لیکن بہرحال ہم یہ بات سوچ سکتے ہیں' کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مونٹی زوف کے بارے میں کبھی کوئی سرکاری اعلان نہیں ہوا اور نہ ہی اس کی کاوشوں کو منظر عام پر لایا گیا لیکن بہرحال میری کرائن میں مونٹی زوف کا نام اجنبی نہیں ہوگا' ہمیں اصل صورت حال سے نمٹنا ہے' یعنی وہ جو میں نے تمہیں بتایا کہ کیونکہ کسی اور نے اس جانب توجہ دی ہو یا نہ دی ہو لیکن جن لوگوں کو مونٹی زوف سے دلچسپی ہو سکتی ہے انھوں نے فوری طور پر اس



کی جانب توجہ دی اور اس کے بارے میں ایک ماسٹر پلان تیار کر لیا گیا۔ وہی ماسٹر پلان جو میں نے تمہیں بتایا ہے تم خود بتاؤ' بات ذہن میں اترتی ہے یا نہیں۔ وہ جراثیمی ہتھیاروں کا ماہر تھا اور یہ بات یقینی طور پر موثر ذرائع سے سامنے آئی ہوگی کہ مونٹی زوف نامی سائنس دان کیا کر رہا ہے جس طرح مجھے اس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوئیں ایسے عالم میں کیا طاقتور حکومتوں کی توجہ اس کی جانب مبذول نہیں ہوئی ہوگی۔ یہ تو ایک فطری امر ہے اور اب وہ مونٹی زوف کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔"

"میں سمجھ رہا ہوں' پوری طرح سمجھ رہا ہوں۔" میں نے پر خیال انداز میں کہا اور کوئن میکوویا بھی سوچ میں ڈوب گئی پھر کہنے لگی۔

"بہرحال یہ ایک اہم معاملہ ہے جو توجہ طلب ہے اور اب میں یہ چاہتی ہوں کہ تم اس سلسلے میں اپنے طور پر کام کا آغاز کر دو۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔ "بہرحال کوئن میکوویا میں سوالات کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"تمہیں روکتا کون ہے۔" کوئن میکوویا مسکرا کر بولی۔

"وہ پینل جس کا تذکرہ کیا گیا ہے کیا اس نے مونٹی زوف کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی؟"

"یقیناً کی ہوگی اور اس سلسلے میں انھیں کوئی موثر کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہوگی۔ حالانکہ وہ بھی ذہین لوگ ہیں اور اپنے آپ کو وہاں برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اس سازش کے بارے میں انہیں معلومات حاصل ہو گئیں لیکن اب اتنے بھی ذہانت کے پتلے نہیں ہیں وہ کہ مونٹی زوف کے بارے میں بھی مجھے مکمل معلومات فراہم کر دیتے یہ کام تمہیں کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے اب آپ یہ بتائیے کہ مجھے کیا اقدامات کرنا ہوں گے؟"

"دیکھو میں یہ چاہتی ہوں کہ تم وہاں باقاعدہ حیثیت سے جاؤ' میری کرائن کی یونیورسٹیاں اور ٹیکنیکل انجینئرنگ کالج آج بھی اپنی جگہ برقرار ہیں۔ مقامی نوجوانوں کو

www.paksociety.com

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

تربیت دینے کے بجائے انہوں نے بیرونی دنیا کے لیے اپنے دروازے کھول دیے ہیں اور جدید ترین ٹیکنالوجی منتقل کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ یہاں ہر عمر کے لوگ نوجوان اور عمر رسیدہ بے تکان آجاسکتے ہیں' بس صرف وہ وہاں کے معاملات پورے کر دیں میں چاہتی ہوں کہ تم عام آدمی کی حیثیت سے ہی میری کرائن میں داخل ہو اور وہاں کی کسی یونیورسٹی میں داخلہ لے لو اس کے بعد تم جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے؟"

"ویری گڈ' چینل؟"

"چینل کے لوگوں کو تمہاری آمد کے بارے میں اطلاع دے دی جائے گی اور وہ تم سے خود ملاقات کریں گے اور اس کے بعد تمہاری معاونت۔"

"ٹھیک ہے اب میں آدھے گھنٹے کے نوٹس پر روانہ ہونے کے لیے تیار ہوں۔"

کوئین میکوویا مسکرا دی۔ پھر اس نے ایک چھوٹا سا بکس نکالا اور اس میں سے ایک خوب صورت سی گھڑی نکال کر مجھ سے کہا۔

"اپنی یہ گھڑی اتار دو۔" میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تو اس نے خود آگے بڑھ کر وہ گھڑی میرے ہاتھ پر باندھ دی۔ نہایت خوب صورت گھڑی تھی۔ اس نے کہا۔

"اس گھڑی کے بھی ایک سے لے کر بارہ تک ہندسے ہیں۔ گیارہ کا ہندسہ دو بار دباؤ۔"

"شیشے کے اوپر سے۔"

"ہاں بس اس کو چھولو۔" اس نے کہا اور میں نے وہ ہندسہ چھولیا۔ پھر کوئین میکوویا کی جانب دیکھنے لگا۔ کوئین میکوویا نے ایک چھڑی اٹھائی اور کھڑی ہوگئی۔ پھر اس نے کہا۔

"کیا تم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہو کہ میں تمہیں نہیں دیکھ سکتی۔"

"کیا مطلب.........؟" میں سمجھا نہیں۔

"تم نگاہوں سے اوجھل ہوگئے ہو۔"

"جی.........!!" میں نے متحیرانہ انداز میں اپنے آپ کو اور پھر کوئین میکوویا کو



دیکھا۔

"ہاں جس جگہ تم موجود تھے وہاں صرف زاویے کا اندازہ لگانے کے بعد میں تم پر نگاہیں جمائے ہوئے ہوں' ورنہ تم میری نگاہوں سے اوجھل ہو۔"

"کیا واقعی.........؟"

"میں جھوٹ نہیں بولتی۔"

"اوہ مائی گاڈ۔"

"میں نے پہلے بھی تمہیں کچھ تحائف دیے تھے لیکن یہ اندازہ بھی مجھے اچھی طرح ہو چکا ہے کہ اگر وہ تحائف تمہارے پاس ہوتے تو تم اس قدر مشکلات کا شکار نہ ہوتے۔"

"ہاں میں انہیں ضائع کر چکا ہوں۔"

"بہرحال کچھ نہ کچھ تمہارے پاس ہونا ہی چاہیے تھا اب ایک اور چیز دیکھو۔ وہ یہ ہے۔" اس نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ چھڑی میرے سینے میں چبھوئی۔ چھڑی میرے سینے سے گزر کر میری پشت سے باہر نکل گئی تھی' لیکن مجھے اس کا کوئی احساس نہیں ہوا تھا۔ پھر اس نے چھڑی واپس کھینچی اور اسے فضا میں مختلف طریقوں سے میرے جسم سے گزارا۔ اس نے پوری قوت کے ساتھ اسے ادھر ادھر کر کے میرے جسم کے آر پار کیا۔ وہ میرے بدن کے درمیان سے گزر جاتی تھی۔ گویا غیر مرئی ہونے کے ساتھ ساتھ میرا جسم ہر قسم کی چیز کو چھونے کے ناقابل ہو چکا تھا۔ میں نے واقعی متحیرانہ انداز میں منہ کھول دیا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"لیکن کوئین' یہ.........یہ.........!"

"ہاں تم اس طرح لوگوں کی نگاہوں سے روپوش ہو سکتے ہو اگر کوئی مشکل لمحہ پیش آجائے۔"

"میرے ظاہر ہونے کی صورت کیا ہوگی؟"

"ایک کے ہندسے کو اسی طرح دوبار دبا دو۔" میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور کوئین مجھے دیکھ کر مسکرانے لگی۔ پھر بولی۔

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تمہیں خود بھی یہ بات بڑی حیران کن محسوس ہو رہی ہوگی' لیکن یہ ہے۔ تو یہ میری طرف سے تمہارا پہلا تحفہ۔ اس کے علاوہ مجھے بتاؤ کیا تمہیں پرانی چیزوں میں سے کچھ درکار ہے؟"

"وہ مائیکرو پلیٹ جو میرے لیے بے حد کار آمد تھی۔"

"ٹھیک ہے وہ تمہیں مہیا کر دی جائے گی اور کچھ........؟"

"میرا خیال ہے باقی چیزوں کی مجھے کوئی خاص ضرورت پیش نہیں آتی۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ فی الحال ان دونوں چیزوں ہی سے کام چلاؤ اور میں سمجھتی ہوں یہ تمہارے لیے انتہائی کار آمد ہیں۔ ہاں ایک بات میں تم سے ضرور کہنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ تم دیواروں سے گزر سکتے ہو' دروازے سے گزر سکتے ہو' لیکن ایسی جگہوں سے جہاں سے ایک انسان گزر سکے' سمجھ رہے ہو نا میری بات۔ کسی ایسی جگہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی کوشش مت کرنا جہاں سے تمہارا وجود گزر نہ سکے۔ گویا تم ایسی شخصیت کے مالک ہو کہ دوسروں کو نظر نہ آؤ اور تمہارے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچے' لیکن اگر تم نے کسی چھوٹے سوراخ میں داخل ہونے کی کوشش کی تو وہ تمہاری جسامت کا متحمل نہیں ہوسکے گا یا کوئی بھی ایسی جگہ جو خطرناک ہو' سمجھ رہے ہو نا میری بات؟"

"جی' لیکن کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے؟"

"بس کچھ نہ کچھ تو رکاوٹیں ہوتی ہی ہیں۔ ورنہ انسان وہ نہ بن جائے کہ دوسرے انسان اس سے خوف کھائیں۔ کہیں نہ کہیں تو کوئی کمی رہ ہی جاتی ہے اور یہ کمی ہی ہمیں اپنی طاقت کی کمزوریوں کا احساس دلاتی ہے۔"

"ویری گڈ واقعی یہ ایک عظیم اور عجیب تحفہ ہے۔"

"اس کے باوجود اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے سب کچھ مہیا کرنے کے لیے حاضر ہوں۔"

"نہیں میڈم۔ بس آپ مجھے یہ بتائیے کہ مجھے کب روانہ ہونا ہے۔"

"جب کام کا فیصلہ کرلیا جائے تو اس کے بعد دیر کرنا مناسب نہیں ہوتا۔"



"اوکے۔"

اور اس کے بعد کوئین میکوویا نے میرے لیے روانگی کا انتظام کیا۔ رخسار سے رخصت ہونے کے بعد میں نے اپنے ذہن سے سب کچھ نکال دیا۔ ماضی کی ہر بات کو ذہن سے فراموش کر کے ہی کام کیا جاسکتا ہے اور اس وقت میں بالکل ہی ایک نئے انسان کی حیثیت سے اپنے مشن پر روانہ ہوا تھا۔

مختلف راستے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد آخر کار میں میری کرائن ائرپورٹ پر اتر گیا۔

ایک اسٹوڈنٹ کی حیثیت سے کسی یونیورسٹی میں داخلہ میرے لیے ایک دلچسپ تجربہ تھا۔ یونیورسٹی کی شاندار عمارت کو دیکھ کر آنکھیں کھل گئیں۔ کئی ملکوں کئی نسلوں کے لوگ نظر آرہے تھے۔ ان میں میرے ہم وطن بھی تھے۔

بہرحال باقاعدہ داخلے کے مراحل طے کئے گئے۔ میں نے پہلے سے طے شدہ سوالات کے جواب دیے۔ پھر دوسرے مرحلے طے ہوئے اور یونیورسٹی کے ہاسٹل میں بھاری معاوضے کے تحت ایک کمرہ حاصل ہوگیا۔ مجھ سے پوچھا گیا تھا۔

"کسی کے ساتھ کمرہ درکار ہے یا نہیں؟"

"نہیں' تنہا رہنا چاہتا ہوں۔"

"اخراجات زیادہ ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"کھانا میس میں کھاؤ گے یا........"

"نہیں' اپنے طور پر۔"

"اوکے۔"

کمرہ بہت عمدہ تھا۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی۔ جو آگے جاکر گھوم گئی تھی۔ عمارت میں صفائی کا معقول انتظام تھا۔ یہاں قیام کے بعد مجھے ایک لائحہ عمل طے کرنا تھا۔ کوئین میکوویا نے بتا دیا تھا کہ پینل کو میرے بارے میں ہدایت کر دی گئی ہے۔ وہ اس

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM



وقت تک میری طرف متوجہ نہیں ہوگا جب تک میں اس سے رابطہ نہیں کروں گا۔
رابطے کا طریقہ بھی مجھے بتا دیا گیا تھا۔

بہرحال خود میرا مقصد بھی یہی تھا کہ پہلے میری کرائن سے واقفیت حاصل کروں اور اس کے بعد پیٹل سے رابطہ کروں گا۔ یونیورسٹی کے معاملات بھی نگاہ میں رکھنے تھے تاکہ کسی شک کا شکار نہ ہو جاؤں۔ یہ کام بے حد احتیاط سے کرنا تھا۔ میرے سامنے والے کمرے میں بھی ایک اسٹوڈنٹ لڑکی نے قیام کیا تھا۔ یہ اسکیلا تھی۔

اسکیلا قومیت کے اعتبار سے آئرش تھی۔ خدوخال کسی قدر بدصورت کہے جاسکتے تھے لیکن قدرت نے چہرے کی کمی بدن میں پوری کردی تھی اور وہ نہایت پرکشش بدن کی مالک تھی۔

"ہیلو۔" اس نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔ اور میں رک گیا۔ پھر میں نے پر اخلاق لہجے میں اسے ہیلو کہا۔

"کسی ضروری کام سے جارہے ہو؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"کہاں جانے کے لیے نکلے ہو؟"

"آوارہ گردی کے لیے۔"

"کچھ دوستوں کو وقت دیا ہوگا؟"

"نہیں ابھی یہاں کسی کو دوست نہیں بنا سکا۔"

"دوستی کے لیے کوئی معیار رکھتے ہو؟"

"ہاں، یقیناً۔"

"بتاؤ گے۔؟" وہ مسکرائے بغیر بولی اور میں ان عجیب و غریب سوالات پر چکرا گیا۔

میں نے کچھ سوچ کر کہا۔

"نستعلیق ہو، مخلص ہو۔"

"اور؟"



"بس۔"

"لڑکی ہو تو۔"

"انسان ہو اور کچھ نہیں۔"

"مجھے قبول کرو گے میرا نام اسکیلا ہے۔ آئرلینڈ سے آئی ہوں آوارہ مزاج نہیں ہوں۔ صرف دوستی چاہتی ہوں۔ تنہائی سے بری طرح گھبراتی ہوں لیکن تعلیم مکمل کرنا چاہتی ہوں۔"

میں نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"ابھی نہیں۔" وہ بولی اور میں حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ ذہنی عدم توازن کا شکار ہے۔ وہ بولی۔ "بالکل نہیں، تم میرا میڈیکل چیک اپ کرا سکتے ہو۔" میرا منہ حیرت سے کھل گیا اور میں نے تعجب سے کہا۔

"کس سلسلے میں؟"

"یہی کہ میں پاگل نہیں ہوں۔ اصل میں جن لوگوں کو کچھ محرومیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے ان کے اندر کچھ خاص حسیات جاگ اٹھتی ہیں۔ چہرے پڑھنا میرا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ اگر میں تم سے کہوں کہ عضلات کا ہر نقش بولتا ہے، لکیریں اور تاثر زبان رکھتے ہیں تو شاید تمہیں یہ بات فلسفہ محسوس ہو لیکن یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے اگر تم قدرتی طور پر بے تاثر اور سپاٹ چہرے والے انسان نہیں ہو تو تمہارا چہرہ بولتا ہے۔ میں نے چہروں کی زبان پڑھنا سیکھا ہے۔"

"ویری گڈ۔" مگر تم نے مجھ سے ہاتھ کیوں نہیں ملایا؟

"تم نے بہت جلد میری دوستی قبول کرلی ہے۔"

"ہاں۔"

"کیوں؟" اس نے ضدی لہجے میں کہا۔

"اس لیے کہ مجھے انسانوں سے پیار ہے۔"

"مجھے آوارہ تو نہیں سمجھو گے۔"

www.paksociety.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بالکل نہیں۔" میں نے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر اسے چوم لیا۔

"شکریہ۔"

"اب آؤ گھومنے چلتے ہیں۔" وہ خاموشی سے میرے ساتھ چل پڑی۔

===☆☆☆===

اس کے بعد کے حالات جاننے کے لئے
نامور سیریز کا شاہکار
"خونی تحریر" پڑھیں

ندیم

www.paksociety.com

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem